www.KitaboSunnat.com

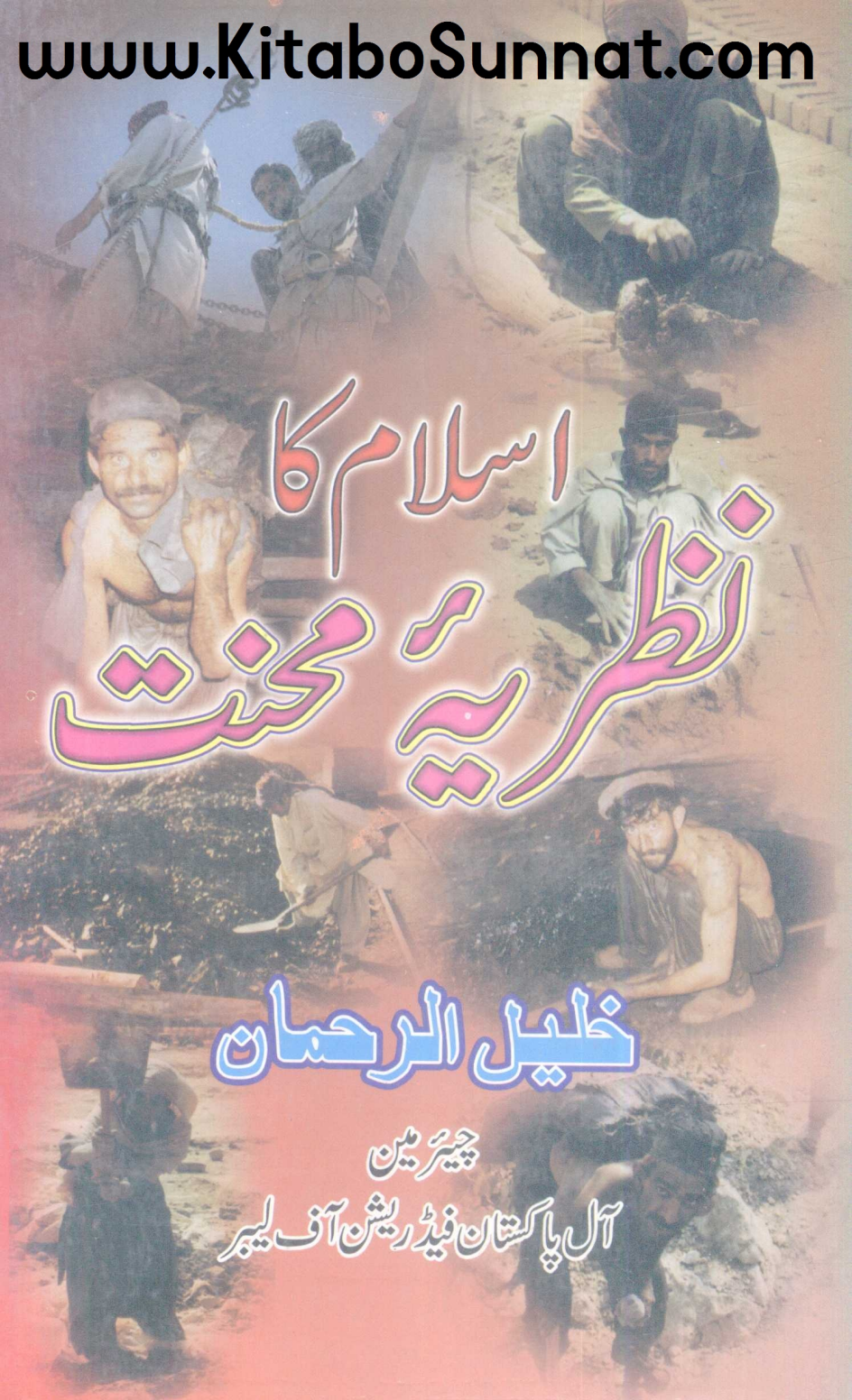

اسلام کا نظریۂ محنت

خلیل الرحمان

چیئرمین

آل پاکستان فیڈریشن آف لیبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا نظریۂ محنت

خلیل الرحمان
چیئرمین
آل پاکستان فیڈریشن آف لیبر

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

255.22
ن ل ی ا

یہ کتاب برائے فروخت نہیں ہے

بالتعاون :

آل پاکستان فیڈریشن آف لیبر
یونین پلازہ ۳/۶۲ بنک روڈ
پی او بکس نمبر ۱۷۰۹ راولپنڈی صدر۔ پاکستان
فون: ۶۲-۵۱-۵۵۲۰۱۳۷
فیکس نمبر ۹۲-۵۱-۵۵۱۷۴۲۵

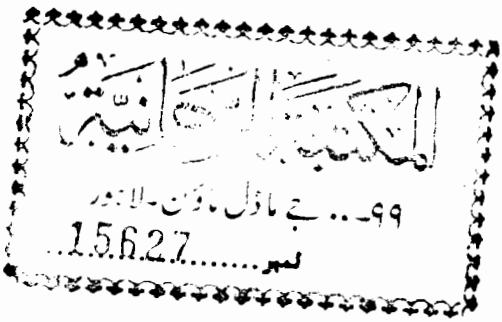

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس روشن دلیل آگئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایسی روشنی بھیج دی ہے جو تمہیں صاف صاف راستہ دکھلانے والی ہے اب جو لوگ اللہ کی بات مان لیں گے اور اس کی پناہ ڈھونڈیں گے ان کو اللہ اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم کے دامن میں لے لے گا۔ اور اپنی طرف آنے کا سیدھا راستہ دکھا دے گا۔ (النساء ۱۷۴ - ۱۷۵)

(اے محمدؐ) تم اپنے پروردگار کی جانب دعوت دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور ان سے مجادلہ (تبادلہ خیالات) کرو، اس طریقہ پر جو بہت ہی خوب اور بہتر سے بہتر ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اُن تمام لوگوں کے نام جو اللہ کے اِس
پیغام (اسلام) کو عام کرنے کی کوششوں میں
مشغول ہیں۔ درحقیقت وہ ہی کامیاب ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

۱۹۷۸ء میں عالمی ادارہ محنت کے ایک سیمینار میں شرکت کی غرض سے دہلی جانے کا اتفاق ہوا۔ دوران سیمینار انڈونیشیا کے مندوب مجھ سے سرگوشیوں میں بات کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابھی تک ہم مسلمانوں نے مزدوروں پر کوئی ایسی کتاب نہیں پیش کی جسے ہم فخر کے ساتھ اغیار کے سامنے پیش کر کے یہ کہہ سکیں کہ ہم ہر مرض کا شافی علاج رکھتے ہیں" ایک اور دوست جن کا تعلق کیرالہ سے ہے اور مسلمان بھی ہیں ہماری سرگوشیوں کو سن کر منہ بنا کر کہتے ہیں۔ ہمارے ملاؤں کو صرف آنحضرتؐ کی یہ ہی حدیث یاد ہے" مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دی جائے اس کے آگے کچھ نہیں اور اس سے پہلے کچھ نہیں میں کہتا ہوں" نہیں ایسا نہیں ہے ایسی بہت ساری کتب موجود ہیں جن کا موضوع صرف شعبہ محنت تک ہی محدود ہے اور آج کے تمام مزدور مسائل کا حل ان میں نہ صرف مل جاتا ہے بلکہ پوری تسلی و تشفی کے ساتھ اس سے فریقین مطمئن بھی ہو جاتے ہیں" وہ مجھ سے کہتے ہیں" ازراہ عنایت مجھے ایک کتاب ضرور بھیج دیجئے گا۔ میرے اپنے ذہن میں یہ ہی بات تھی کہ ایسی کتاب یقیناً ہوگی اور یہ ممکن ہی نہیں کہ اردو زبان کا دامن تہی ہوگا واپس آکر اس کی تلاش میں لگ جاتا ہوں۔ مدیر جسارت محترم جناب صلاح الدین صاحب سے اپنی غرض بیان کرتا ہوں۔ وہ مجھے اپنی کتاب بنیادی حقوق عطا کرتے ہیں جس میں ایک باب، بہ عنوان اجرت و معاوضہ موجود ہے میں ان سے محض محنت کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موضوع پر کسی کتاب کی درخواست کرتا ہوں۔ وہ اس سلسلے میں لاعلم ہیں۔ لیکن مجھے روشنی دکھاتے ہیں کہ خالد اسحاق صاحب کی لائبریری کو چھانو۔ میں رجوع کرتا ہوں لیکن گوہر مقصود ہاتھ نہیں آتا۔ اسی تگ و دو کے دوران جسارت میں میرا ایک چھوٹا سا مضمون بہ عنوان " اسلام میں ٹریڈ یونین کا تصور" شائع ہوتا ہے اس کی بے انتہا پذیرائی ہوتی ہے اور بالآخر وہ کتابچے کی شکل میں پیش کر دیا جاتا ہے۔ اسے پاکستان کے تقریباً تمام اخبارات اپنی اشاعتوں میں شامل کرتے ہیں۔

محنت کش تنظیمیں مجھے مجبور کرتی ہیں کہ میں اس عمل کو جاری رکھوں اور مزدور مسائل اور ان کا اسلامی ریاست میں ممکنہ حل پیش کرتا ہوں۔ جسارت اس سلسلے میں میرے مضامین شائع کرتا ہے اسی روز و شب اور مشغولیت کے دوران کراچی کے ایک ممتاز وکیل اور میرے پرانے کرمفرما جناب محمد شبلی صاحب مجھے اور محمد شریف صاحب (معروف مزدور لیڈر) کو ایک روز جھنجھوڑ ڈالتے ہیں۔ آپ لوگ اتنے عرصے سے مزدور تحریک سے وابستہ ہیں۔ آپ نے مزدوروں کو کیا دیا صرف اوقات کار، شرائط کار، اجرت میں اضافہ وغیرہ وغیرہ، کیا یہی وہ مقاصد ہیں جو اس ارض پاکستان کی اساس یا بنیاد ہیں۔ میں ان کے جارحانہ انداز گفتگو اور ان کے خوبصورت و حسین دلائل سے جونک پڑتا ہوں۔ ان کے پہلو میں مشہور بینکار اور میرے عزیز جناب انیس احمد لطفی صاحب بھی تشریف فرما ہیں شبلی صاحب پھر فرماتے ہیں آپ نے مزدوروں کی تعلیم و تربیت کے لئے کیا کیا۔

شبلی صاحب کا اصرار ہے" آپ نے سب کچھ کیا۔ یہ فرمائیے اسلامی نقطۂ نظر سے محنت اور اس سے متعلقہ مسائل کے بارے میں کیا پیش کیا۔ کیا یہ آپ کا فرض نہیں کہ آپ قوم کو یہ بتائیں کہ گوشت پوست کا یہ انسان جسے ہم مزدور کہتے ہیں اس کی بھی احتیاجات ہیں۔ اس کی اپنی ضروریات ہیں یہ مزدور جسے کبھی سرمایہ دارانہ نظام کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چکی میں پیس کر رکھ دیا گیا اور کبھی جب اس نے جان بچانے کی خاطر پناہ تلاش کی تو اشتراکی بھیڑیئے اسے اُچک لے گئے۔ یہ پہلے بھی لٹا اور اب بھی لٹ رہا ہے اسے تیسری راہ جو امن کی راہ ہے سلامتی کی راہ ہے محبت کی راہ ہے پیار کی راہ ہے کون دکھلائے گا۔ اسلام جولافانی ہے جو آفاقی ہے جس میں گوہر آبدار ہیں۔ جس میں محبت کے دریا موجزن ہیں۔ کون ہے جو اس مزدور کو اسلام کے آفاقی نظام سے روشناس کرائے گا کیا امریکہ یا روس، چین یا برطانیہ، آپ جو مزدور تحریک سے وابستہ ہیں آخر مزدور کو اسلامی معاشرے کے تحت متعین کردہ "فرائض وحقوق" کے فلسفے سے آگاہ کرنے سے کیوں قاصر ہیں۔"

میں شبلی صاحب کے دلائل کو سنتا ہوں۔ جس سے پوری مجلس میں سکوت طاری ہو جاتا ہے کھنکارتا ہوں۔ کہ سکوت کو توڑ دوں۔ اور پھر اس مجلس میں پیدا کردہ اس سکوتی ماحول پر ڈرتے ڈرتے اپنا اثر یا یوں کہیئے کہ خود نمائی کا جھوٹا رعب ڈالتے ہوئے جسارت میں اپنے شائع شدہ مضامین کے بارے میں جناب شبلی صاحب اور حاضرین کو متوجہ کرتا ہوں۔ لیکن وہ وکیل ہیں اور میں ایک سیدہ غرض وہوس بھلا کہاں میری اس بات کو تسلیم کرتے۔

فرماتے ہیں" میں مانتا ہوں کہ آپ نے اس سلسلے میں کچھ کام کیا ہے لیکن کیا یہ کام مستقل نوعیت کا ہے ہم میں سے کتنے ہیں جو اخبار کے ان شائع شدہ مضامین کو نہایت حفاظت کے ساتھ سنبھال کر رکھتے ہیں یہ دور سائنسی دور ہے آج کا ہمارا جوان ہم سے جو کچھ طلب کرتا ہے کیا ہم اس کو وہ مہیا کر دیتے ہیں۔ ہمارا ماضی کسی بھی معاملے میں تشنہ نہیں ہم ہی بخیل ہیں کہ جو میراث ہمیں حاصل ہوئی ہم اسے اپنے مستقبل کے حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آپ نے جو کچھ بھی لکھا ہے اگر اسے ہی میں بالکل کامل اور مکمل کے درجے میں بھی رکھ لوں تو کیا یہ آپ نے کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جواب میرے پاس کیا ہے۔

ان کے یہ جملے مجھے ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ میرا ضمیر مجھے کچوکے لگاتا ہے شبلی صاحب سچ کہہ رہے۔ لیکن میں اس ضمیر نام کی شئے سے بڑا ہی پریشان ہوں کہ ہم کو موجودہ معاشرے سے سبق ہی یہ ملا ہے کہ اسے ہی پہلے ختم کرو کہ تب ہی دنیاوی جاہ و جلال کے مالک بن سکو گے۔ اگر کسی کے پاس یہ شئے باقی ہے تو وہ موجودہ دروغ گو معاشرے کا سب سے کم تر اور گھٹیا درجہ کا انسان سمجھا جاتا ہے۔

اس نشست اور میرے ضمیر کے بوجھ نے مجھے پریشان کر کے رکھ دیا۔ خدائے بزرگ و برتر میری رہنمائی فرماتے ہیں اور محترم جناب حکیم سعید صاحب کی نادر کتاب "مالک و مزدور کا اسلامی نظریہ" بہ زبان انگریزی حاصل ہوتی ہے میں اس کتاب کو دیکھتا ہوں۔ ایک مرتبہ پڑھتا ہوں دوسری مرتبہ پڑھتا ہوں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک شخص جسمانی شفاء کا پیشہ اختیار کرتے کرتے آخر مزدوروں کا مسیحا کیسے بن گیا۔ یہ کتاب مجھے ایک نئی راہ سمجھاتی ہے۔ وہ ہے "جوئندہ یابندہ" حکیم صاحب کو میں حکیم صاحب کہنے کی بجائے جناب پاکستان کہتا ہوں۔ لیکن میرے جیسے چھوٹے آدمی کی رسائی ایوان بالا تک کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ وہ سوال ہے جو میرے ذہن میں گونجتا ہے۔ ڈرتے ڈرتے انہیں خط لکھتا ہوں۔ ان کی کتاب کے اقتباسات شائع کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

چند ہی دنوں بعد ان کا شفقت نامہ حاصل ہوتا ہے "اجازت ہے" جیسے الفاظ استعمال نہیں کئے جاتے۔ بڑے ہی مشفقانہ انداز میں میری ہمت بندھائی جاتی ہے روز و شب اس کام میں جٹ جاتا ہوں۔ میں سابقہ بیس برس سے زائد عرصے سے مزدور تحریک سے وابستہ ہوں لیکن جوں جوں کام آگے بڑھتا ہے میری اپنی آنکھیں وا ہو جاتی ہیں کہ ہمارے دامن میں کسی بھی چیز کی کمی نہیں۔ آج اللہ رب العزت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا کرم ہے کہ یہ کاوش آپ کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہوا۔ اور اللہ نے مجھے توفیق سعید عطا فرمائی۔

کتاب لکھنے کے بعد اب اسے شائع کرنے کا مسئلہ درپیش ہے۔ لطفی صاحب اس سلسلے میں آگے بڑھتے ہیں۔ کوئی بھی ناشر اسے شائع کرنے پر تیار نہیں۔ کہ مزدوروں کی بات کون کرے۔ محنت و مشقت کے جھنجھٹ میں کون پڑے۔ لطفی صاحب سارا بار اٹھا لیتے ہیں۔

کہ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں اس مرحلے پر لطفی صاحب کے ساتھ جناب بشیر صاحب میری مدد کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔

آخر میں آپ سے درخواست گذار ہوں کہ دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت میری اس ناچیز کاوش کو اپنی بارگاہ عظیم میں قبول فرمائے اور اسے میرے لئے توشہ آخرت بنائے۔ (آمین)

خلیل الرحمان

کراچی

۱۶ جنوری ۱۹۸۴ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عرضِ مؤلف

اللہ کا شکر ہے کہ اسلام کا نظریۂ محنت کی طباعت دوسری مرتبہ ہو رہی ہے۔ یہ کاوش آج سے تقریباً اٹھارہ سال پہلے ہوئی تھی، جس کی پذیرائی دو شہدا حکیم محمد سعید اور جناب صلاح الدین صاحب مدیر تعمیر نے کی۔ اور آج میری اس کوشش کو دوسری مرتبہ ڈنمارک کی مزدور تنظیم ایل او/ایف ٹی ایف کونسل نے آل پاکستان فیڈریشن آف لیبر کے تحت کام کرنے والے کارکنان کی تعلیم اور راہنمائی کے لئے طبع کرا کے میری اس کاوش کو محنت کشوں تک پہنچانے کے فرائض سرانجام دے رہی ہے۔

اسی دوران مجھ پر یہ منکشف ہوا کہ بانی پاکستان جناب قائداعظم محمد علی جناحؒ بھی عظیم مزدور راہنما تھے اور اس میدان کے اوّلین اکابرین سے ان کا تعلق تھا۔ غالباً یہ ہی وہ حقیقت تھی جس نے پاکستان کو جنم دیا۔ اس مرحلہ پر جناب ایم ظہور اعوان، جنرل سیکرٹری آل پاکستان فیڈریشن آف لیبر اور چوہدری طالب نواز صاحب، صدر آل پاکستان فیڈریشن آف لیبر کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے جنہوں نے اس تحقیقی کام میں نہ صرف دلچسپی لی بلکہ اسے مزدوروں کی تعلیم کے لئے طبع کروانے میں مدد کی۔

اُمید کی جاتی ہے کہ اللہ رب العزّت اسے شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ جو میرے لئے توشۂ آخرت ہو۔ آمین

خلیل الرحمٰن کراچی

۳۹ جولائی ۲۰۰۲ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

پیش لفظ		۷
باب اوّل	نظریہ محنت اور اسلام	۱۷
باب دوم	ضابطہ محنت	۳۳
	مضاربت	۳۸
	مزارعت و مساقات	۴۲
	شرکت الصنائع	۴۷
	احیاء الموات	۴۷
	اجارہ	۴۷
باب سوم	سرکاری ملازمین	۵۳
	تقرری کا اُصول	۵۷
	آداب و قانون	۶۱
	تجارت کی پابندی	۶۳
	ذاتی تصرّف	۶۴
	سُرخ فیتہ	۶۴
	اقربا پروری و جانبداری	۶۶
	رشوت	۶۷
	طاقت و اختیارات کا استعمال	۷۰
	عمل احتساب	۷۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

مزدور تنظیمیں	۸۵
ٹریڈ یونین اور اسلام	۸۵
تاریخی حقائق	۹۹
محنت کشوں کے حقوق	۱۰۱
محنت کشوں کے حقوق کی ضمانت	۱۰۶
تحفظ ملازمت	۱۲۷
مہنگائی	۱۲۹
مسائل اُجرت	۱۴۰
اجتماعی سوداکاری	۱۴۹
نفع نقصان کی ذمہ داری	۱۵۵
منافع میں حصّہ	۱۵۷
اوقات کار	۱۵۹
کام کی نوعیت	۱۶۱
حقوق تبدیلی ملازمت	۱۶۳
تعلیمی سہولتیں	۱۶۵
رہائشی انتظامات	۱۶۷
صحت و طب	۱۶۷
بڑھاپہ بیماری، نگہداشت	۱۶۹
وظیفہ پینشن	۱۷۲
آزادی اظہار لئے	۱۷۶
مساوی انصاف	۱۸۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	حق ہڑتال	۱۹۰
باب پنجم	اسلامی معاشرے میں محنت کش کا مقام	۱۹۹
	مزدور اور مالک	۲۲۷
	مزدوروں کی ذمہ داریاں	۲۳۸
باب ششم	حکومت کی ذمہ داری	۲۴۵
باب ہفتم	اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام	۲۵۱
باب ہشتم	اسلام اور اشتراکی نظام	۲۸۵
	روس کی مزدور تنظیمیں	۲۹۴
	دستور	۲۹۶
	پارٹی کا دخل	۳۰۰
	گورنمنٹ کنٹرول	۳۰۲
	پیروکار سرکار	۳۰۳
	دستاویزات	۳۰۶
	نظامت	۳۰۹
	خط و کتابت	۳۱۰
	بحیثیت سرکاری ادارے	۳۱۱
	دوغلے ادارے	۳۱۲
	لیبر انسپکشن	۳۱۴
	برخواستگی	۳۱۴
	مزدور تنازعات۔ تصفیہ	۳۱۷
	ورک یک	۳۱۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	کامریڈ کورٹس	۳۲۲
	سوشل کونسل	۳۲۳
	حق ہڑتال	۳۲۴
	طریق کار	۳۲۶
باب نہم	اسباب ناکامی	۳۳۳
باب دہم	اسلام میں بچوں کے حقوق	۳۴۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

نظریہ محنت اور اسلام

دنیا کے تمام ترقی یافتہ معاشروں پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اس مضبوط معاشرے کی معیشت کو سنوارنے بنانے اور ترتیب دینے میں محنت کش طبقے کا سب سے بڑا حصّہ ہے۔ ترقی یافتہ آزاد معیشت کے حامل ممالک ہوں یا الیشائی معیشت کا شہنشاہ جاپان ان سب کا انحصار وہاں کے سب سے مضبوط طبقے محنت کش پر ہے۔ یہ ہی نہیں اگر بہ نظر غائر وہاں کے محنت کشوں کی حالت کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ وہاں کے محنت کش اپنے فرائض اور حقوق سے کماحقہ واقف ہیں۔ اور اپنے ملکوں کی معاشی سرگرمیوں میں اپنا کردار بہ احسن ادا کر رہے ہیں۔

ایک اسلامی معاشرے میں محنت کی عظمت کا اعتراف ہر ہر قدم پر کیا گیا ہے بلکہ اگر یوں کہیئے کہ جو افراد محنت کی عظمت کے منکر ہیں۔ ان کا اسلام سے دُور دُور تک کوئی واسطہ ہی نہیں۔ علاوہ ازیں جو افراد معیشت میں اپنا کردار ادا نہیں کرتے یا معاشرے پر بغیر کسی سبب کے بوجھ بن جاتے ہیں ایسے افراد کے لئے بھی اسلام کے احکامات بڑے سخت، واضح اور تعزیری ہیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "کسی مسلمان کو یہ زیبا نہیں کہ تلاش رزق میں بیٹھ جائے اور دُعا کرے۔

کہ اے خدا مجھ کو رزق دے، کیوں کہ تم کو معلوم ہے کہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برستا" (قومی ڈائجسٹ فاروق اعظم نمبر صفحہ ۲۸۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔ تم میں سے کوئی شخص بھی طلب رزق کی جدوجہد میں پست ہو کر نہ بیٹھ جائے (احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ نمبر ۵۷)

ایک مرتبہ حضور اکرمؐ نے مشہور شاعر عنطارا کو سنا جو شعر پڑھ رہا تھا "میری نیند کس قدر آرام دہ اور میٹھی ہے اس میں کتنا سرور پیدا ہوتا ہے جب میں سارے دن کی محنت و مشقت کے بعد چور چور ہو جاتا ہوں" حضور اکرمؐ نے عنطارا کے ان شعروں کو بے انتہا پسند فرمایا۔ اور اس سے ملنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔

اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

انسان کے لئے کچھ نہیں مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے۔ النجم۔ ۳۹

اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں "کہہ دیجئے (اے محمدؐ) کہ عمل کرکے دکھاؤ اللہ اس کا رسولؐ اور مومنین تمہارے عمل کا جائزہ لیں گے" (التوبہ۔ ۱۰۵)

حضور اکرمؐ نے فرمایا

" حلال کمائی کی تلاش فرض ہے۔ فرض عبادت کے بعد (عبداللہؓ بیہقی)

دوسری جگہ حضورؐ نے حکم دیا:۔

"جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اپنے رزق کی جدوجہد کے بغیر نیند (آرام) کا نام نہ لو"

(اسلام کا اقتصادی نظام۔ صفحہ نمبر ۶۶)

حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:۔ "بہترین روزی وہ ہے جو محنت ایمانداری کے ساتھ مزدور حاصل کرتا ہے" (مجمع الزوائد جلد چہارم صفحہ نمبر ۶۱)

اسلامی معاشرے میں کسب حلال کے حاصل کرنے والے کی بڑی ہی عظمت ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ قرآن حکیم میں بڑے واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ معاشی جدوجہد کی جائے۔ حضور اکرمؐ نے متعدد مرتبہ یہ حکم دیا ہے کہ معاشی جدوجہد کی جائے۔

حضرت رافعؓ بن خدیج فرماتے ہیں۔ ہم نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا۔ "یا نبی اللہ یہ بتلایئے کہ وہ کونسی روزی ہے جو اللہ کو پسند ہے اور بالکل خالص ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ نے جواب میں فرمایا " وہ روزی جو مزدور نے اپنے ہاتھوں سے کمائی ہو"
یہ ہی نہیں حضرت مقدادؓ بن مادی کرب بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا:۔
" اس سے بہتر کسی نے نہیں کھایا مگر جس نے مشقت کی اپنے ہاتھوں سے ۔
اور داؤدؑ اپنی روزی اپنی مزدوری کے ذریعے حاصل کرتے تھے وہ ہی ان کی
خوراک کا ذریعہ تھی ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۴ بخاری)

رسول اکرمؐ نے فرمایا:۔
"اللہ تعالیٰ حلال پیشہ کرنے والے مومن سے محبت کرتا ہے"
(ابن عمرؓ۔ طبرانی ۔ بیہقی)

ایک صحابیؓ نے آپؐ سے مصافحہ کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے ہاتھ پر نشانات کیسے ہیں
انہوں نے فرمایا " میں پتھر پر پھاوڑا چلاتا ہوں اور اس سے اپنے اہل وعیال کے لئے روزی
پیدا کرتا ہوں" آپؐ نے ان کے ہاتھ چوم لئے (اسوہ صحابہؓ۔ جلد اول مولانا عبدالسلام ندوی صفحہ ۲۷۶)
ایک اور موقعہ پر حضورؐ اکرم نے فرمایا:۔
"بعض گناہوں میں سے ایسے گناہ ہیں جن کا کفارہ صرف طلب معیشت کی فکر
اور جدوجہد میں کاوش ہی سے ہو سکتا ہے" (اسلام کا اقتصادی نظام صفحہ ۶۶)
حضرت خالدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ سے پوچھا گیا کہ انسان کے لئے کسب معاش کا کون سا
ذریعہ بہتر ہے۔ فرمایا:۔ دست کاری ۔ (ابن ماجہ)
مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بسند منقول ہے:۔
داؤدؑ علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور آدم علیہ السلام کاشت کاری کرتے تھے۔ اور حضرت
ادریسؑ درزی کا پیشہ کرتے تھے اور حضرت موسیٰؑ بکریاں چرانے کا کام کرتے تھے ۔
(اسلام کا اقتصادی نظام صفحہ ۲۵۶)

اسلامی معاشرے میں مزدور کی یا محنت کی عظمت کا اندازہ آپ اس حقیقت سے لگا سکتے
ہیں۔ کہ پیغمبران اسلام نے نہ صرف محنت کی بلکہ ان کی روزی کا ذریعہ ہی محنت مزدوری تھا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت نوحؑ نے بڑھئی کا پیشہ اختیار کیا حضرت ادریسؑ درزی تھے اور حضرت موسیٰؑ اور حضور اکرمؐ نے بھیڑیں چرائیں۔ اس کے برخلاف اگر دیگر مذاہب پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ مزدور، محنت کش یا دستکار کو معاشرے میں وہ مقام حاصل نہیں تھا جو اُسے اسلام نے عطا کیا۔ بلکہ محنت کشوں کو نہایت حقارت آمیز سلوک کا مستحق گردانا جاتا تھا۔ جب کہ اسلامی معاشرے میں مزدور کی عظمت کا اعتراف نبیوں سے اُس کی نسبت سے کیا جاتا ہے۔

"انسان انسان سب برابر" یہ ہے وہ نعرہ جس پر اسلام کا پورا آفاقی نظام قائم ہے۔ انسانوں کو اگر ایک دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل ہے تو وہ محض اس کے تقوے کی بنیاد پر نہ کہ رنگ، نسل، یا پیشے کی بنیاد پر۔ جتنے بھی پیغمبر مذہب اسلام کے سلسلے میں اس روئے زمین پر تشریف لائے ان میں سے سوائے حضرت سلیمانؑ کے تمام کے تمام دولت کے اعتبار سے افضل نہ تھے۔ ان میں افضلیت کی وجوہات صرف اتنی تھیں کہ وہ خدا کا فرمان بندوں تک پہنچاتے تھے۔ اور انسانوں کی رہنمائی کر کے انہیں صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے پر چلنے کی دعوت دیتے تھے اسی بنا پر اسلام میں ایمانداری کے ساتھ جدوجہد کر کے روٹی حاصل کرنے کی سعی کو جہاد جیسے افضل فعل کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

حضور اکرمؐ نے ارفتع بن تحیق تمیمی سے فرمایا۔

"اپنی اور اپنے خاندان کے لئے روزی حاصل کرنے کی
سعی کرو مگر ایمانداری کے ساتھ۔ تمہارا یہ فعل اللہ
کے نزدیک جہاد کے برابر ہے"

(مجمع الزوائد صفحہ ۶۳ جلد چہارم)

مندرجہ بالا حدیث سے مراد ہے کہ انسان اللہ کی اعلیٰ ترین مخلوق ہے۔ اُسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسری مخلوق کے مقابلے میں جو فضیلت حاصل ہے وہ صرف اس بناء پر ہے کہ وہ اللہ کی ایسی تخلیق ہے جس میں سوچنے سمجھنے اور جدوجہد کی ایسی صلاحیت موجود ہے جو معاشرے کو اعلیٰ ترین خدمات سے نوازتی ہے اس مخلوق کا بنیادی مقصد حیات یہ ہے کہ وہ نہ صرف اپنی معاشی جدوجہد کے ذریعے اپنی روزی حاصل کرے بلکہ دوسرے اپنے ماتحتوں کیلئے بھی روزی کا انتظام کرے اور معاشرے کی معاشی جدوجہد میں اعانت کرے اس سلسلے میں اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔ علاوہ ازیں وہ خدائے ذوالجلال کا شکر ادا کرے جس نے اُسے نہ صرف اس دنیا میں بلکہ آخرت میں اپنی اس ایماندارانہ جدوجہد کے صلے میں جنت کا حقدار ٹھہرایا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا "جب ایک محنت کش شام کو تھکن سے چور ایمانداری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے کے بعد گھر آتا ہے اور وہ اپنی روزی لاتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔" (طبری مجمع الزوائد ص ۳۶)

اس سے بڑا انعام ایک مسلمان کے لئے اور کیا ہو سکتا ہے کہ محض ایمانداری کے ساتھ اپنی روزی کما لینا اور اپنے فرائض کو انجام دے دینا تمام پچھلے گناہوں سے معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے اور جنت کا حقدار ٹھہرتا ہے۔ خداوند کریم اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی روزی ایمانداری اور زیر دست محنت سے اپنے کام کی انجام دہی کے صلے میں حاصل کرو۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

" پھر جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو" الجمعہ ۳

ایک اور جگہ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

"ہم نے شب کو پردہ پوش اور دن کو معاش کا موقع قرار دیا" (النبا: ۱۱)

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدلتی" (الرعد:۔ ۱۱)

محض ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا اور معاشرہ کی معاشی سرگرمیوں میں حصہ نہ لینا از خود

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہ صرف ایسے افراد کے لئے باعث آزار ہے بلکہ ایک اسلامی سوسائٹی میں اس امر کی قطعی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام ہر قدم پر انسان کو معاشی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لینے کی ترغیب دیتا ہے اور ایسے افراد کو نہ صرف اس دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی اُس کی کامیابی کی خوشخبری دیتا ہے۔ متعدد احادیث کے ذریعے مسلمانوں کو بار بار متنبہ کیا گیا ہے کہ آخرت میں خوشگوار بدلے کے لئے ضروری ہے کہ اس دنیا میں اللہ کی خوشنودی حاصل کی جائے اس دنیا کو قرآن و احادیث نے دار العمل قرار دیا ہے جس کا صلہ آخرت میں اس پر موقوف ہے کہ انسان نے اس دنیا میں اپنی زندگی کس طرح گزاری۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

"میرے نزدیک وہ شخص جس نے اپنا وقت اور زندگی فضول (لاحاصل) گذاری۔ اس نے نہ تو آخرت ہی بنائی اور نہ ہی اپنی زندگی"

(۔ مجمع الزوائد جلد چہارم طبرانی)

ہر دروازے پر جا کر صدا لگانا، دوسروں کی کمائی پر اپنی زندگیوں کو گذارنا اور عملی جدوجہد کو فراموش کر دینے کو اللہ کے نبیؐ نے سخت ناپسند فرمایا ہے ایسے افراد پر جو بلا کسی مجبوری کے دست سوال دراز کریں۔ اور اس طرح اپنا گذارہ کریں ان پر اللہ کے نبیؐ نے لعنت فرمائی ہے۔

حضرت ابو داؤدؓ ریاض الصالحین میں آنحضورؐ کا قول درج فرماتے ہیں۔

"جو شخص کسی شخص کو جو بھیک مانگ کر گذارہ کر رہا ہو۔
روزگار مہیا کر کے اس کی بھیک کو چھڑا دے۔ میں اُسے
جنت کی بشارت دیتا ہوں۔" رسول اکرمؐ (صـ ۲۴۴)

رسول اکرمؐ فرماتے ہیں کہ "جو شخص بھیک مانگے گا۔ وہ قیامت کے روز اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اُس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا۔"

(بخاری شریف مسلم ریاض الصالحین صـ ۲۴۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا :۔

"اُوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے" (مشکوٰۃ شریف)

(دینے والا ہاتھ مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہے)

ایک مرتبہ حضور اکرمؐ کے پاس بحرین سے مال آیا حضورؐ نے حکیمؓ کو بُلایا اور انہیں دینا چاہا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ اس کا لینا میرے لئے اچھا ہے۔ یا بُرا ہے ارشاد فرمایا بہتر ہے" انہوں نے واپس کر دیا اور قسم کھائی کہ میں کسی بھی عطا قبول نہیں کروں گا پھر حضورؐ سے درخواست کی کہ میرے لئے دُعا کیجئے کہ اللہ میرے ہاں برکت عطا فرمائے حضور نے دُعا فرمائی کہ "اے اللہ تو حکیمؓ کے ہاتھ کی کمائی میں برکت عطا فرما۔"

اس حدیث سے دونوں باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔ اولاً یہ کہ مانگ کر لینا اللہ کے نبیؐ نے نہ صرف یہ کہ ناپسند فرمایا ہے بلکہ محنت کر کے روزی حاصل کرنے والے کو برکت کی خوشخبری بھی دی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی معاشرے کی سرگرمیوں میں جو افراد اپنا کردار ادا نہیں کرتے وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات سے روگردانی کرتے ہیں۔

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبیؐ نے ارشاد فرمایا۔

"مانگنے میں اصرار نہ کیا کرو۔ اس میں برکت نہ ہوگی"

حضرت عمرؓ حضور کا ایک اور ارشاد نقل کرتے ہیں۔

"سوال (مانگنے) میں اصرار نہ کیا کرو جو شخص اصرار کے ساتھ ہم سے کوئی چیز لے گا۔ اُس میں برکت نہ ہوگی"

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

"کہ لوگوں سے اصرار سے نہیں مانگتے" (البقرہ ع ۳۷)

اسلامی معاشرے میں جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے اس کی کوئی گنجائش نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ فرد محض ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے اور اپنے معاشی فرائض انجام نہ دے یا وہ مختلف ہنروں (پیشوں یا صنعتوں) کو کمتر محسوس کرے۔ اسلامی معاشرے میں محنت کشوں کو جو اعلیٰ وارفع مقام عطا کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ لوگ کسی بھی معاشرے کے معاشی فرائض کو پورا کرتے ہیں۔ پیغمبرانِ اسلام نے نہ صرف محنت کشوں کے پیشے اختیار کئے بلکہ اپنے امتیوں کو حکم دیا کہ کوئی بھی پیشہ ایسا نہیں جس سے نفرت کی جائے اور نہ ہی کوئی محنت کش ایسا ہو سکتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں اس کو باعزت مقام عطا نہ ہو۔ خود پیغمبر آخر الزماں ہمارے حضورؐ نے جو عمل کر کے دکھائے وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

"رسول اکرمؐ اپنا جوتا کانٹھ لیتے تھے۔ اپنا کپڑا سی لیتے تھے۔ اپنے گھر میں ایسے ہی کام کر لیتے تھے جس طرح تم میں معمولی آدمی اپنے گھر کے کام کر لیتا ہے۔ آپ منجملہ بشر کے ایک بشر تھے۔ مزید فرمایا اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے۔ اور اپنا کام بھی کر لیتے تھے۔

(ترمذی شریف)

مندرجہ بالا حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ موچی کا پیشہ اختیار کرنے والا کوئی بھی فرد جو ہند و پاک کے معاشرے میں سب سے کمتر پیشہ تصور کیا جاتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں اس لئے اعلیٰ وارفع ہے کہ اس کام کو پیغمبر اسلامؐ اور ھادی برحقؐ نے از خود اپنے دست مبارک سے انجام دیا محض کسی شخص کو اس بناء پر سوسائٹی میں کوئی عظمت حاصل نہیں ہو سکتی کہ وہ گھر پہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے یا گھر گھر جا کر بھیک مانگ کر اپنا گذارہ کرے۔ عظمت کے قابل وہ ہی شخص ہے جو نہایت تندہی سے اسلامی معاشرے میں اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔ اور اس طرح جو کمائی کرتا ہے وہ کسب حلال شمار کی جاتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے ایسے افراد کے لئے حضور اکرمؐ نے جنت کی نوید دی ہے۔

ایسے فرد جو اسلامی معاشرے میں اپنے معاشی فرائض کی انجام دہی سے روگردانی کرتے ہیں۔ وہ اسلامی معاشرے میں ایسے مجرم گردانے جاتے ہیں جو اسلام کے بنیادی فلسفہ جہاد کی نفی کرتے ہیں۔ جو اسلام کی حرمت اور عزت نفس کے قاتل ہیں اور دوسروں کے لئے غیر پسندیدہ مثال بنتے ہیں۔ یہ ہی نہیں ایسے افراد جو بھی دولت مال و اسباب جمع کرتے ہیں انہیں اسلام کے نقطہ نظر کے تحت حضورؐ نے "دوزخ کے انگاروں سے تعبیر کیا ہے۔

حضور اکرمؐ نے ایک مرتبہ ایک صحت مند شخص کو اپنے آگے دست سوال دراز کرتے ہوئے دیکھ کر دریافت فرمایا تم کیوں بھیک مانگتے ہو۔ کیا تم واقعتاً مسکین ہو" (یعنی تمہارے پاس کچھ نہیں ہے) اس شخص نے جواب دیا۔ یا نبیؐ میرے پاس ایک چادر ہے یہ ہی میرا کل سرمایہ ہے جس کا کچھ حصہ میں بچھا لیتا ہوں اور کچھ حصہ اوڑھ لیتا ہوں اس کے علاوہ میرے پاس پانی پینے کے لئے ایک پیالہ ہے"۔ رسولؐ خدا نے حکم دیا۔ جا دونوں چیزیں لے آ"۔ آپنے وہ دونوں چیزیں اپنے دست مبارک میں تھام کر صحابہ کرام سے دریافت فرمایا۔ کون ہے جو انہیں خریدے"۔ ایک آواز آئی یا نبیؐ اللہ میں ایک درہم میں خریدنے کو تیار ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا کون ہے جو اس سے زیادہ قیمت دینے کو تیار ہے" آخر کار وہ پیالہ اور چادر دو درہم میں فروخت فرما دیں۔ آپؐ نے وہ دونوں درہم اُس انصاری کو دیتے ہوئے ہدایت فرمائی "ایک درہم سے تم اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ خرید دوسرے درہم سے کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ"۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ انصاری حضور کے ارشاد کے بموجب کلہاڑی لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُس کلہاڑی سے خود اپنے دست مبارک سے ایک لکڑی کاٹی۔ پھر وہ کلہاڑی انہیں دے کر کہا۔ "جا۔ لکڑیاں کاٹ انہیں فروخت کر۔ میں تجھے پندرہ دن تک نہ دیکھوں"۔ وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انصاری پندرہ یوم کے بعد آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا "یا نبی اللہ میں نے ان پندرہ دنوں میں دس درہم کمائے ہیں۔ چند درہم میں نے خرچ کر کے اپنے کپڑے بنائے ہیں۔ بقیہ میں نے سامان خورد و نوش میں خرچ کر دیئے"۔ آپ کا چہرہ پُرانوار یہ سُن کر دمک اٹھا۔ آپؐ نے فرمایا "یہ تم پر خدا کی رحمت ہے کہ تم روز قیامت اللہ کے سامنے بھکاری کا چہرہ لے کر حاضر نہ ہو گے"۔ (ابوداؤد ترمذی)

حضورؐ نے ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا "تم میں سے ہر ایک رسی کا ٹکڑا لے کر پہاڑ پر چلا جائے لکڑیاں اکٹھی کر کے ان کے بنڈل بنائے اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور بازار میں فروخت کر دے۔ یہ بنڈل تمہیں خدا کے غیض و غضب سے بچا لیں گے۔ یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم انسانوں کے سامنے دست سوال دراز کرو۔ جو تمہیں خیرات دیں یا نہ دیں"۔ (بخاری جلد ۱ صہ ۱۹۹)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بڑے مشہور صحابی ہیں۔ وہ اپنے کھیت میں ٹوکریاں بھر بھر کر کھاد ڈالتے جاتے اور کہتے ایک ٹوکری کھاد کا مطلب ہے دس ٹوکری گیہوں۔ (بیہقی جلد ۲ صہ ۱۳۹)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کی آواز سنی جو عرفات کے میدان میں لوگوں سے سوال کر رہا تھا۔ آپ نے دُرّے سے اس کی خبر لی کہ ایسے دن میں اور ایسی جگہ اللہ کے غیر سے سوال کرتا ہے"۔

حضورؐ فرماتے ہیں "جو شخص دست سوال دراز کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں"۔

ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں "اور جو شخص مال کی زیادتی کی نیت سے سوال کا دروازہ کھولتا ہے"۔ اس کی وجہ سے اس پر کمی بڑھتی جائے گی" یعنی حاجتیں بڑھتی جائیں گی۔ اور آمدنی کے ناکافی ہونے میں اضافہ ہوتا رہے گا"۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے۔ "جو شخص اس لئے سوال کرتا ہے کہ وہ اپنے مال میں زیادتی کرے وہ جہنم کے انگارے مانگ رہا ہے جس کا دل چاہے تھوڑے مانگ لے یا زیادہ مانگ لے۔" (ابی ہریرہؓ۔ مشکوٰۃ شریف)

حضورؐ اکرمؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا "یعنی آدمی سوال کرتے ہیں۔ میں اُن کے سوال کی وجہ سے جو دیتا ہوں وہ بغل میں دبا کر چلے جاتے ہیں۔ لیکن وہ بغل میں آگ دبا کر لے جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ پھر آپ کیوں دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں کیا کروں وہ مانگے بغیر نہیں رہتے اور اللہ پاک میرے لئے بخل گوارہ نہیں فرماتے (اسلام کا اقتصادی نظام)

ایک اور حدیث میں آتا ہے فرمایا رسولؐ اکرم نے جو شخص مال بڑھانے کے لئے سوال کر رہا ہے اس کے منہ پر قیامت کے روز زخم ہوں گے۔ اور وہ جہنم کی آگ کھا رہا ہے جس کا دل چاہے زیادہ سوال کرے۔ جس کا دل چاہے کم کرے"۔

حضورؐ کا ایک اور ارشاد ہے "آدمی سوال کرتا رہتا ہے حتیٰ کے قیامت کے دن اس کے چہرے پر ذرا سا بھی گوشت نہ رہے گا۔"

"حضرت عمرؓ نے ایک سائل کو دیکھا کہ بعد مغرب سوال کر رہا ہے آپ نے کسی سے فرمایا۔ اس کو کھانا کھلا دو۔ انہوں نے تعمیل کر دی۔ حضرت عمرؓ نے پھر اس کی آواز سنی تو ان صاحب سے پوچھا کہ میں نے تم سے اس کو کھانا کھلانے کو کہا تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے کھلا دیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سائل کی جانب دیکھا کہ اس کی بغل میں ایک جھولی پڑی ہوئی تھی۔ جس میں بہت سی روٹیاں پڑی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے سائل سے فرمایا کہ تو سائل نہیں بلکہ تاجر ہے۔ اس کے بعد اس کی جھولی چھین کر صدقہ کے اونٹوں کے سامنے ڈال دی۔ اسے دُرہ مار کر کہا میں تجھے پھر ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھوں۔"

حضرت عمرؓ کا معمول تھا کہ جب کسی شخص کو ظاہر میں خوشحال دیکھتے تو دریافت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرماتے۔۔۔کہ یہ کوئی پیشہ بھی کرتا ہے اور جب لوگ کہتے کہ نہیں۔ تو آپ فرماتے کہ یہ شخص میری نظر سے گر گیا۔ آپؓ کا قول ہے۔

"ذلیل پیشہ بھی لوگوں سے سوال کرنے کی بہ نسبت اچھا ہے" (الفاروق صـ۴۹۲)

مشہور محدث ابن جوزیؒ فرماتے ہیں۔

حضرت عمرؓ سے ایک مرتبہ ایک سائل نے سوال کیا۔ آپؓ نے دیکھا کہ اُس کی جھولی آٹے سے بھری ہوئی تھی۔ چھین کر اونٹوں کے آگے ڈال دی اور پھر فرمایا"

"اب جو مانگنا ہو مانگ" (الفاروق صـ۴۹۲)

علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں:۔

"محتسب کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو جو کمانے کے قابل ہوں۔ اور باوجود اس کے صدقہ و خیرات لیتے ہوں تنبیہہ و تادیب کرے"

(الاحکام السلطانیہ صـ۲۳۵)

حضرت عمرؓ نے علماء کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"مسلمانوں پر اپنا بار نہ ڈالو" (الفاروق صـ۴۹۳)

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں مانگنا یا سوال کرنا مشروط ہے۔ (ا) جو چیز مانگی جائے وہ چیز جائز ہو (ب) جس سے طلب کی جائے وہ دینے پر بخوشی تیار ہو (ج) مانگنے والا اگر کمانے پر قادر ہو تو وہ سوال نہ کرے بلکہ از خود کما کر حاصل کرے۔

حضرت عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں اور آٹھ دیگر صحابہ کرامؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا تم میرے سامنے اپنے ایمان کا عہد کیوں نہیں کرتے۔ حضرت عوفؓ جنہیں دولت ایمان سے سرفراز ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا۔ عرض کرنے لگے اے اللہ کے نبیؐ ہم نے تو پہلے ہی اپنا عہد (عہد و پیمان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ کے ساتھ باندھ لیا ہے۔ ہمیں مزید کیا عہد کرنا ہوگا۔؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا میرے سامنے عہد کرو کہ تم ہمیشہ اللہ کی عبادت کرتے رہو گے۔ اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہراؤ گے۔ پانچ وقت نماز ادا کرو گے۔ خدا کی فرمانبرداری کرتے رہو گے۔ پھر آپ نے اپنا رُخ مبارک ہماری جانب کیا اور فرمایا "کہ کبھی کسی کے سامنے دست سوال، دراز نہ کرو گے"۔ حضرت عوفؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے آخری جملہ کا اثر اس قدر شدید تھا۔ کہ ہم سب ساکت ہو کر رہ گئے۔ (مسلم شریف)

حضورؐ نے کسی کے آگے سوال کرنے سے ممانعت کس قدر شدت سے کی ہے یہ حقیقت مندرجہ بالا احادیث سے کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ نہ تو حضورؐ نے اور نہ ہی صحابہ کرام نے کسی بھی مرحلے پر صرف اپنے مصرف کی خاطر لوگوں سے دست سوال دراز کیا ہو۔ اکثر و بیشتر فقر و فاقہ کی زندگی گذارنے والے یہ افراد جو آج بھی اس پوری کائنات کے لئے مشعل راہ ہیں ان پر جو دن گذرتے تھے اس کا تصور ہم آج کے اس مادی دور میں کر بھی نہیں سکتے حضرت ابو ہریرہؓ ان صحابیوں میں سے ہیں جن کو ان کی زندگی میں ہی اللہ کے نبیؐ نے جنتی ہونے کی خوشخبری سنا دی تھی۔ ان کا حال یہ تھا کہ انہیں بھوک کے باعث اکثر مسجد نبوی میں بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی۔ لیکن انہوں نے کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا (بخاری شریف)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اللہ کے نبیؐ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ داماد ہیں، جانثار ہیں ان کی اپنی کیفیت یہ ہے کہ ایک یہودی کے کھیت میں کنوئیں سے پانی کھینچنے کی مشقت کر رہے ہیں۔ اور کھیت میں پانی دے رہے ہیں اس طرح جو مزدوری حاصل کرتے ہیں۔ اُس سے سامان خورد و نوش خرید فرماتے ہیں۔ اور گھر میں چولھا جلتا ہے۔ حضرت فاطمہؓ حضور اکرمؐ کی لاڈلی بیٹی ہیں۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے چکی پیستی ہیں۔ کمر پر مشکیزہ لاد کر پانی لاتی ہیں۔ چمڑے کے تسمے جسم مقدس پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیل ڈال دیتے ہیں۔ کپڑے خاک آلودہ ہیں۔ (ابو داؤد) یہ ہے نبیؐ کے اہل خاندان کی زندگی۔

حضرت علیؓ سیدنا امام حسنؓ کو وصیت فرماتے ہوئے ہدایت کرتے ہیں۔

"خبردار! تمہیں حرص و طمع کی تین سواریاں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لا اتاریں۔ اگر ہو سکے تو یہ یاد کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی ولی نعمت کو واسطہ نہ بننے دو کیوں کہ تم اپنا حصہ اور اپنی قسمت کا پاکر رہو گے۔ وہ تھوڑا جو اللہ سے بے منت خلق ملے اس بہت سے کہیں بہتر ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے ملے۔ حقیقتاً جو ملتا ہے اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے۔ بے محل خاموشی کا تدارک بے موقعہ گفتگو سے آسان ہے برتن میں جو ہے اس کی حفاظت یوں ہو گی۔ کہ منہ بند رکھو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو محفوظ رکھنا۔ خودداری کی زندگی اختیار کرنا۔ مایوسی کی تلخی سہہ لینا لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے آبرو کے ساتھ مزدوری کر لینا۔ بدکاری میں گھری ہوئی دولت مندی سے بہتر ہے۔

مزید فرماتے ہیں۔

"اپنے خدمت گذاروں میں ہر شخص کے لئے ایک کام مختص کر دو جس کی جواب دہی اس سے کر سکو۔ (نہج البلاغہ)

حضرت اسماءؓ اسلام کے جلیل القدر اوّل امیر المومنین حضرت ابوبکرؓ صاحبزادی ہیں۔ آپ فرماتی ہیں۔ ہجرت کر کے جب ہم مدینہ آئے تو میرے خاوند زبیرؓ کو حضورؐ نے ایک قطعہ زمین عطا کیا۔ یہ زمین مدینہ سے دو میل دور تھی میں وہاں سے کھجوریں اپنی پشت پر لاد کر لاتی۔ ایک روز جب میں آ رہی تھی تو حضور اکرمؐ نے مجھے دیکھا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپؐ اونٹ پر تشریف فرما تھے۔ آپ کے ہمراہ انصار صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی آپؐ نے اپنے اونٹ کو روک کر بٹھایا۔ اور مجھے بٹھانا چاہا۔ لیکن میرے تردد سے آپ سمجھ گئے کہ حضرت زبیرؓ جو بے انتہا غیرت مند تھے شاید اسے پسند نہ فرماتے۔ آپؐ نے میرے احساسات فوری طور پر محسوس فرمائے اور آپؐ تشریف لے گئے (بخاری)

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے "میرے رب نے مجھ پر یہ پیش کیا کہ میرے لئے مکہ کے پہاڑوں کو سونے کا بنا دیا جائے۔

"میں نے عرض کیا اے اللہ مجھے تو یہ پسند ہے کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں۔ تو دوسرے دن بھوکا رہوں" (ترمذی)

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ایک شخص جو تنومند ہو۔ مضبوط قویٰ کا مالک ہو۔ اور پھر اسلامی معاشرے میں اپنے معاشی فرائض انجام نہ دے بلکہ خیرات وصدقات اور بھیک کو اپنی روزی کا ذریعہ بنائے اپنے مضبوط ہاتھ پیروں کو جلا کر از خود معاشی سرگرمیوں میں حصہ نہ لے وہ اسلامی معاشرے میں ایک مجرم اور باغی تصور کیا جا سکتا ہے اُسے کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اسلامی سوسائٹی میں رہے۔ اسلامی معاشرہ دراصل سارے کا سارا مربوط ہے معاشرتی و معاشی جدوجہد کے ساتھ ساتھ اللہ کی رضا اور خوشنودی کی نیا پر ان عوامل میں سے اگر ایک کو بھی ہم علیحدہ کر دیں۔ تو پھر معاشرہ کچھ اور ہو تو ہو لیکن اسلامی ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

ضابطۂ محنت

ضابطۂ محنت اور اسلام

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں جتنی بھی مخلوق پیدا کی ہے۔ اس سب میں انسان کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ہر وقت مصروف رہنا چاہتا ہے۔ دراصل انسان کی یہ جبلت ہی اسے تخلیق کی جانب مائل رکھتی ہے وہ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے لبادے میں اپنی شخصیت کو لپیٹے رکھتا ہے۔ اسی انسان میں قدرت نے بدی کی قوتوں کو بھی رکھا ہے جن کا کام یہ ہے کہ لوٹ مار کریں دوسروں کے حقوق غصب کریں اور ظالموں کے طفیلی بن کر زندگی گذاریں۔

انسان تعمیر ہو یا تخریب بہر حال اپنے آپ کو مصروف رکھتا ہے ایسی اقوام جہاں کام اور تفریح کے اصول کسی ضابطے کی پابندی نہیں کرتے ایسے معاشرے ذہنی اعتبار سے غیر متوازن معاشرے تصور کئے جاتے ہیں مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ ایسی دُنیا موجودہ اسلامی دُنیا ہے۔ جو ضابطوں کی پابندی نہ کرنے کے باعث زیر دست انتشار کا شکار ہے

ہمارے سامنے عربوں اور منگولوں کے دونوں معاشرے موجود ہیں۔ دونوں معاشرتیں دراصل خانہ بدوش معاشرتیں تھیں۔ لیکن دونوں کے سوچنے اور عمل کرنے کے انداز قطعی طور پر جدا جدا تھے۔ عرب جو سعودی عرب کی سرزمین سے چلتے ہیں۔ اپنے ساتھ زبردست اخلاقی قوت رکھنے کے ساتھ ساتھ تخلیقی دور کا آغاز بھی کرتے ہیں۔ اُن کی فتوحات میں دراصل دارالحرام کا مقصد پنہاں تھا۔ اس کے برخلاف آپ منگولوں کو دیکھئے صحرائے گوبی سے اٹھنے والی یہ قوم اپنی فتوحات کی اساس، لوٹ مار، قتل و غارت گری سمجھتی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ جہاں بھی گئے انہوں نے وہاں کی تہذیب و تمدن اور ترقی کو خس و خاشاک میں تبدیل کر دیا۔ چاہے وہ بغداد کی بہترین لائبریری ہو یا نظام آبپاشی، سرسبز خراسان ہو یا تہذیب کا گہوارہ اہواز، منگولوں کے قدم جہاں بھی گئے اس سرزمین کو تخت و تاراج کرتے چلے گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان منگولوں کا اپنا ایک ضابطہ بھی تھا جو قرلطائی اور قبائلی نظام کی ایک شکل تھا۔ لیکن اس ضابطے کا مقصد استحصال تھا۔ نہ کہ فتح کردہ مملکتوں میں امن و امان و تعمیری صلاحیتوں کا استعمال عربوں نے فتوحات کیں لیکن مفتوحہ علاقوں کو تباہ نہیں کیا۔ اور پھر اگر آپ اسلام کے سپوتوں پر نظر ڈالیں تو ان میں بڑے بڑے جید ائمہ غیر عرب نظر آتے ہیں۔ رومی کا تعلق توران سے تھا۔ امام غزالی ایران کے شہر طوس سے تعلق رکھتے تھے۔ سعدی ایران کے شہر شیراز کے رہنے والے تھے۔ یہ ہی نہیں ابن خلدون، ابن رشد، شیخ محی الدین ابن عربی گو کہ کلیتاً عرب تو نہ تھے۔ لیکن ان کی عربی تصانیف آج بھی مرجع الخلائق ہیں۔

اسلام نے دراصل تخلیقی صلاحیتوں سے ایک ضابطے کے تحت کام لیا۔ اور انہیں ایک ایسے سانچے میں ڈھال دیا کہ پوری انسانیت آج بھی ان کے تخلیقی کارناموں سے مستفید ہو رہی ہے۔ جیسے ہی یہ ضابطے اپنے محور سے ہٹے فروعی اختلافات کی خلیجیں حائل ہوتی چلی گئیں۔ صوبائیت، عرب اور عجم کی تفریق نے سوچ کے دھاروں کو تبدیل کر دیا۔ اسلامی دنیا انحطاط کا شکار ہوئی۔

اسلام اس فانی دنیا کو مومن کے لئے دار الحرام تعبیر کرتا ہے۔ اسی بنا پر ایک ملازم اپنی ملازمت کے ذریعے نہ صرف اپنی بلکہ پورے اسلامی معاشرے کی خدمت کرتا ہے اس طرح نہ صرف وہ اس دنیا بلکہ آخرت میں بھی اجر عظیم کا مستحق قرار پاتا ہے۔ تخلیقی قوتوں پر یہ اعتماد وہ عظیم منزلت ہے جو اسلامی معاشرے میں مزدور کو عطا ہوئی۔ جو مزدور یا ملازم یا خادم اس اعتماد کو ٹھیس پہنچائے یا اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے وہ ناقابل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معافی گناہ عظیم کا مرتکب ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں ایسے شخص کو منافق کہا گیا ہے۔
حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"قیامت کے روز کوئی بھی شخص اپنی جگہ سے ہل نہ سکے گا
جب تک وہ پانچ سوالوں کا جواب نہ دے دے جو اس سے کئے
جائیں گے۔ ان میں سے ایک یہ کہ جوانی کیسے گزاری، کہاں گزاری
اور کس طرح گزاری۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

اسلام وقت کی قدر و منزلت انقلابی انداز میں کرتا ہے۔ ہم اگر وقت کے ساتھ نہ چلیں گے۔ تو یہ ظالم و سخت ہمیں پیچھے چھوڑ کر بہت آگے نکل جائے گا۔ ہاں اگر ہم اس چیلنج کو قبول کر لیں تو یقیناً تمام ترقیاں ہمارے لئے مختص ہو جائیں گی۔ حضورؐ کی اس حدیث سے ترقی یافتہ اقوام نے پورا پورا فائدہ اٹھایا وہ اس نکتے کو لے اڑے اور آج چاند کو مسخر کر گئے۔

اسلامی معاشرے میں سستی اور کاہلی کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ ہم اگر اپنے سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کی صلاحیتوں سے کام نہیں لیں گے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو کامیابی کی راہ دکھا سکیں گے۔ اسلام میں روشن زندگی کا مطلب صرف زندگی نہیں۔ زندگی یا موت دونوں ہی اسلامی معاشرے میں بے معنی الفاظ ہیں۔ وہ انسان جو معاشرے کی فلاح، تعمیر اور انسانیت کی بھلائی کے حدف کو اپنے لئے متعین کر لیتے ہیں۔ وہ ہی درحقیقت مومن ہوتے ہیں۔

آج کی ترقی یافتہ سوسائٹی ایک مضبوط معاشرے کا مفہوم ایک ایسی سوسائٹی کو دیتی ہے جہاں ایسی پلاننگ کی جائے کہ معاشی زندگی میں کسی کو بھی احساس محرومی نہ ہو۔ صحت اور سیاسی ہم آہنگی سے ترقی تعبیر ہوتی ہے۔

اسلامی دنیا کی تنزلی تقریباً ایک ہزار سال قبل ہوئی جس کی وجہ وہ عدم توازن تھا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس نے معاشی، سماجی اور سیاسی میدان میں معاشرہ میں احساس محرومی پیدا کیا۔
اسلام میں محنت سے مراد ہر وہ عمل لیا جاتا ہے جو جسمانی یا دماغی صلاحیت سے کام لے کر کیا جائے۔ اسلام میں مزدور یا محنت کش سے مراد ہے ہر وہ شخص جو کام کرے۔ اور مالک یا آقا سے مراد وہ شخص جو اجرت ادا کرے اور منافع حاصل کرے۔

اسلامی معاشرے میں ہر ایک کو روزگار کے مواقع فراہم کرنا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے اب یہ عوام الناس کا کام ہے کہ وہ اپنے لئے کون سا کام پسند کرے اس کے مواقع لامحدود ہیں کیوں کہ اسلام نے سرمائے کو کسی طرح بھی چند ہاتھوں تک محدود نہیں رکھا۔ مثال کے طور پر اسلام میں اس کی قطعی اجازت نہیں کہ عام انسان کی ضرورت کی اشیاء کسی ایک کی دسترس تک محدود ہو کر رہ جائے جیسے احتیاس خوردنی وغیرہ۔

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"اور زمین میں اس کے ارزاق مانگنے والوں کے لئے ٹھیک حساب سے رکھ دیئے پورے چار دنوں میں" (حٰمٓ السجدۃ ا ع۔۱۰)

سرمایہ دارانہ نظام حکومت میں دریاؤں، جنگلوں، خودرو گھاس۔

مچھلیوں پر بھی دولت مندوں کا تسلط قائم کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ وہ دولت بے بہا ہے جو خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہے اور اس لئے اس پر صرف حکومت کو ہی تصرف حاصل ہو سکتا ہے جن ممالک میں قدرت کی اس بے بہا نعمت پر سرمایہ داروں کو تصرف حاصل ہوتا ہے۔ وہاں وہ معاشرے کے مجبور افراد کو نشانہ مشق بناتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر حکومت کی مقرر کردہ فیئر پرائس شاپ میں قدرت کی یہ بے بہا دولت لوگوں کو مناسب داموں پر حاصل ہو تو ایک طرف تو عوام الناس کو فائدہ حاصل ہو۔ اور دوسری طرف استحصال کی اس شکل کا خاتمہ ہو سکے گا۔

اسلامی معاشرے میں استحصال کی بنیادوں پر کاری ضرب لگائی جاتی ہے تاکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معاشرے میں احساس محرومی پیدا نہ ہو سکے۔ "حضورؐ اکرم نے ایک مرتبہ ایک صحابی ابیاز بن حمالؓ کو ان کی درخواست پر ایک قطعہ زمین مرحمت فرمائی۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ اس زمین میں نمک کی کان ہے آپ نے وہ زمین واپس لے لی" ترمذی۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ "جس زمین میں معدنیات ہوں اس پر زیادہ محنت درکار نہیں ہوتی۔ اسے کسی فرد کے حوالے کر دینے کا مطلب ہے کہ بقیہ مخلوق خدا کو خدا کے عطا کردہ عطیہ سے محروم کرنا۔ ایسی زمین کو کسی کو عطا کرنا قطعی طور پر مناسب نہیں۔

(حجت البلاغہ جلد ۲ صـ ۱۰۴)

قدرت کی عطا کردہ فیاضی سے کسی بھی اسلامی معاشرے میں چند مخصوص افراد ہی مستفید نہیں ہو سکتے۔ عوام الناس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس پر تصرف حاصل کریں اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی تمام دولت کی مالک حکومت ہوگی جو اس سے تمام معاشرے کو فائدہ پہنچائے گی۔ اسلامی حکومت کا یہ اولین فریضہ ہے۔

حضور اکرمؐ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"تین چیزیں ایسی ہیں جن پر تمام انسانوں کا یکساں حق ہے پانی، گھاس اور آگ ہوا" (مشکوٰۃ)

ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہؓ بن امر کے خادم نے ایک مرتبہ انہیں لکھا

"اپنی کھیتی باڑی اور باغات میں پانی دینے کے بعد بھی میرے پاس فاضل پانی بچ جاتا ہے۔ میں نے اپنے پڑوسی کسانوں سے اس فاضل پانی کا سودا تین ہزار درہم میں طے کیا ہے اب آپ کی اجازت درکار ہے"۔

حضرت عبداللہؓ بن امر نے جواب دیا وہ سنہرے الفاظ یہ ہیں۔

"میں تمہارا مطلب خوب سمجھتا ہوں۔ لیکن میرے پیش نظر حضور اکرمؐ کی وہ حدیث ہے جس میں آپ نے فاضل گھاس اور پانی پر تصرف حاصل کرنے پر روز آخرت اللہ کے غضب کو دعوت دینا قرار دیا ہے میں اس لئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم دوسروں کو فاضل پاتی ان کی ضرورت کے مطابق دو۔
(کتاب الخرج صـ۹۶)

مضاربت (محنت)

اسلامی معاشرے میں معاشی سرگرمیاں شروع کرنے کا سب سے اعلیٰ ترین طریقہ مضاربت ہے مضاربت کا مطلب ہے دو فریقوں کے درمیان معاہدہ، اس قسم کی بزنس یا تجارت میں مالک سرمایہ لگاتا ہے۔ اور کارکن اپنی محنت۔ اس معاہدہ کی غرض سے منافع میں باہمی دونوں فریق حصہ دار تصور کئے جاتے ہیں۔ اس کو اس طرح بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ مضاربت منافع میں شریک ہونے کا نام ہے ایسا کاروبار جس میں ایک شخص کا مال ہو اور دوسرے کی محنت۔

مضاربت کے اصول کے باعث ایک محنت کش کو یہ حق حاصل ہوا کہ وہ منافع میں حصہ دار بنا اور اس طرح محض اپنی محنت کی بدولت وہ غریبوں کی صف سے نکل کر امیروں کی صف میں شامل ہو سکتا ہے اسلام دراصل دوسرے مذاہب، فرقوں معاشروں کی طرح مادہ پرستی پر انحصار نہیں کرتا اصول مضاربت میں بھی اسی باعث یہ بات سامنے رکھی جاتی ہے کہ اگر محنت کش کے پاس مادی وسائل نہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا محنت کش کو مہارت فن کو کام میں لانا چاہیئے اور اپنے فن کو کام میں لاکر وہ بھی محنت کشوں کے زمرے سے نکل کر اہل ثروت کی صف میں شامل ہو سکتا ہے سرمایہ دار اپنے سرمائے کی وجہ سے اور محنت کش اپنی محنت کے باعث شراکت دار ہوتے ہیں۔

"حضور اکرمؐ بعثت نبوت سے قبل حضرت خدیجہؓ سے مضاربت کی بنیادوں پر آپ (حضرت خدیجہؓ) کا سامان تجارت لے جاتے اور اپنی محنت صداقت اور ایمانداری کے باعث شراکت دار بنتے"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں :-

" باہمی منافع کی بنیاد بہت سی اقسام پر ہے ان میں سے ایک مضاربت ہے جس میں ایک شخص سرمایہ لگاتا ہے اور دوسرا کام کرتا ہے اور دونوں کی باہمی رضامندی سے منافع تقسیم ہوتا ہے۔" (حجتہ البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۶)

مشہور فقہی عبدالرحمان الجزیری کتاب الفقہ میں فرماتے ہیں۔

" مضاربت میں مضارب (محنت کش) کی حیثیت مالی امور میں باہم شرکار کی سی ہوجاتی ہے اور وہ یہ کہ دونوں فریق میں سے ہر ایک کا حصہ اس نفع میں ہوگا جو اس سرمائے سے حاصل ہوا (صـ ۸۱۳)"

آگے چل کر صفحہ ۸۳۲ پر فرماتے ہیں۔

"مضاربت کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ ایک مالدار اس کاروبار تجارت سے واقفیت نہیں رکھتا جو کارکن انجام دے سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اُسے چاہیئے کہ ایسے کام کو مضاربت کی بنیاد پر دوسرے کی معاونت سے انجام دے۔

مندرجہ بالا کلیتے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سرمائے کو کسی ایک جگہ منجمد کر دینے کی قطعی طور پر اسلامی معاشرہ اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ اُس سرمائے سے اگر خود کاروبار تجارت، صنعت و حرفت سے واقف نہیں تو ایسی صورت میں ایک مسلمان کو چاہیئے کہ وہ ایسے افراد کی خدمات حاصل کرے جو اس میدان میں کما حقہ واقفیت رکھتے ہوں تاکہ منجمد کئے جانے والے سرمائے کو کام میں لاکر سرمائے میں اضافہ کیا جائے اور سرمایہ گردش کرتا رہے جس سے پورے معاشرے میں خوشحالی پیدا ہو۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ مضاربت کے اُصول بھی متعین کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ محنت کش اپنی پوری تندہی، ایمانداری اخلاص، اور اپنی پوری پوری صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے معیشت کے پہیئے کو رواں دواں رکھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمان الجزیری فرماتے ہیں :۔

"مضاربت میں کاروبار کے سلسلے میں محنت و مشقت، انتظام کرنا، ناپنا، تولنا وغیرہ سب کچھ محنت کش کی ذمہ داری ہے۔

دوم کام کرنے والا مضارب (محنت کش) اپنے کام میں کلیتاً آزاد ہو سرمایہ دار یعنی سرمایہ لگانے والا اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کر سکتا۔

سوئم کسی خاص شخص سے کاروبار کرنے یا نہ کرنے کی شرط عائد نہیں کی جا سکتی۔ نہ ہی وہ یہ پابندی عائد کر سکتا ہے کہ فلاں مال کی تجارت کرو یا نہ کرو۔ نہ ہی مدت مقرر کی جا سکتی ہے کہ اتنے عرصے کام کیا جائے گا۔ (صفحہ ۸۳۴)

مندرجہ بالا تفصیل کا صاف اور واضح طور پر مطلب یہ ہے کہ سرمایہ لگانے والا سرمایہ لگانے کے باوجود بھی محنت کش پر کسی قسم کی قدغن عائد نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی صوابدید پر اپنی بہترین صلاحیتوں کو کام میں لائے اور معیشت میں اپنا پورا پورا کردار ادا کرے۔

نظام اسلامی معیشت میں دراصل کارکن محنت کش اپنے فرائض کی انجام دہی کرتے ہوئے اس اعتماد کا امین بھی ہوتا ہے جو اس پر اسلامی معاشرہ کرتا ہے سرمایہ دار کا سرمایہ دراصل محنت کش کے پاس ایک امانت ہوتا ہے۔

فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں مضاربت کے سلسلے میں بیان کیا گیا ہے۔

"مضاربت میں اگر قدرتی آفات یا ناگہانی طور پر تباہی کے نتیجے میں مال ضائع ہو جائے۔ جو محنت کش کے اختیار سے کلیتاً باہر ہو تو محنت کش اس نقصان سے قطعی طور پر مبرا ہو گا۔" (جلد ۳ صفحہ ۳۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نظام مضاربت میں کارکن اور سرمایہ دار دونوں میں سے کوئی بھی محروم نہیں کیا جاسکتا اس کے برخلاف اعتماد، باہمی اخوت کے دروازوں سے دونوں فریق بغلگیر ہوتے ہیں الغرض کہ مضاربت سے معاشرے ان لوگوں سے جن کے پاس سرمایہ ہے اور جن کے پاس محنت کرنے آگے بڑھتے۔ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی دھن موجود ہے پورا پورا فائدہ اٹھاتا ہے اور اس طرح معاشرے میں زندگی اور حرارت پیدا ہوتی ہے۔

"ابو موسیٰ اشعری حضرت عمرؓ فاروق کے دور خلافت میں بصرہ کے گورنر تھے انہوں نے حضرت عمرؓ کے دو صاحبزادوں عبید اللہؓ اور عبداللہؓ سے کہا۔ "اب جب کہ تم واپس جا رہے ہو میرے پاس اللہ کا مال ہے اور میں اسے امیر المومنینؓ کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں۔ تم اسے قرض کے طور پر لے لو۔ عراق سے مال تجارت خرید لو جسے مدینہ میں فروخت کر دینا۔ اصل مال امیر المومنینؓ کے حوالے کر دینا۔ جو فائدہ ہو وہ تم دونوں لے لینا۔ مدینہ پہنچ کر ان دونوں نے حسب معاہدہ سامان فروخت کیا اور اصل رقم امیر المومنین کے حوالے کرنے لگے تو انہوں نے دریافت کیا یہ بتاؤ کیا ابو موسیٰؓ نے تمام لشکریوں کو مال دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں صرف ہم دونوں کو دیا ہے امیر المومنینؓ نے فرمایا کہ یہ رعایت انہوں نے تمہارے لئے اس لئے کی ہے کہ تم میرے فرزند ہو۔ لہٰذا تم اس مال پر ہونے والا منافع بھی بیت المال میں جمع کرا دو۔

عبداللہ تو یہ فیصلہ سن کر خاموش رہے لیکن عبید اللہ نے کہا یا امیر المومنین آپ کو یہ فیصلہ نہیں دینا چاہیئے کیوں کہ اگر یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مال تلف ہو جاتا تو ہم ہی اس کے ذمہ دار ٹھہرتے اور ہمیں اس کا پورا تاوان دینا پڑتا۔ امیر المومنین رضؓ نے اس بات پر کوئی توجہ نہ دی۔

عبید اللہ رضؓ نے دوبارہ پھر اعتراض کیا۔ اس پر حاضرین میں سے ایک صحابی رضؓ اٹھے اور کہا اے امیر المومنین یہ تو مضاربت کا معاملہ ہے اس لئے منافع میں سے نصف بیت المال میں داخل فرمایا جائے اور نصف عبید اللہ رضؓ اور عبد اللہ کو دیدیا جائے۔ امیر المومنین نے حکم دیا کہ اچھا اسے مضاربت قرار دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(کتاب الفقہ ص ۸۴ مطبوعہ محکمہ اوقاف پنجاب)

مزارعت و مساقات

محنت کی ایک اور قسم مزارعت ہے اس کا تعلق شعبہ زراعت سے ہے اس میں ایک فریق زمیندار ہوتا ہے جب کہ دوسرا فریق کسان۔ زمیندار کسان کو اخراجات کے لئے رقم فراہم کرتا ہے۔ اور کسان زمین پر محنت کرتا ہے دونوں فریق منافع میں حصہ دار ہوتے ہیں۔

امام ابو یوسف رحؒ فرماتے ہیں۔

"جس طرح مضاربت میں ایک شخص سرمایہ لگاتا ہے اور دوسرا مشقت کرتا ہے۔ اور اس طرح منافع میں حصہ دار بنتے ہیں۔ میرے نزدیک زمین بھی شراکت کی بنیاد ہو سکتی ہے کیوں کہ یہاں بھی ایک فرد خرچ کرتا ہے اور دوسرا مشقت کرتا ہے اس طرح دونوں منافع میں حصہ دار ٹھہرتے ہیں۔"

(کتاب الخراج ص ۸۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام سرخاصی فرماتے ہیں:۔

وہ لوگ جو مضاربت کو صحیح سمجھتے ہیں وہ مزارعت کو ٹھیکے پر دینے کے مترادف سمجھتے ہیں۔

(بدیع الثانی جلد ۶ ص ۱۹۷)

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں"

مزارعت باہمی کھیتی باڑی کی ایسی شکل ہوتی ہے جس میں مالک، زمین اور زمین پر کام کرنے والے (کاشتکار) کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے کہ کاشتکار زمین کو ٹھیکے پر لے کر اس میں کھیتی کرے۔ اور پیداوار کا کچھ (مقررہ) حصہ مالک زمین کو دے دے۔ (کتاب الفقہ ص ۵۷ جلد دوم)

ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔

"حضور اکرمؐ نے اراضی سے حاصل شدہ پیداوار کے معاوضہ پر معاملہ کیا تھا۔ (متفق علیہ)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

"مزارعت میں کاشتکار کا کام صرف محنت کرنا ہے"

(کتاب الفقہ ص ۶۰)

مندرجہ بالا حدیث اور فقہہ کی آراء سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کسی بھی قطعہ زمین کو محض اس بنا پر چھوڑ دینا یا بے آباد رکھنا کہ مالک زمین خود کاشت نہیں کر سکتا اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس طرح وہ پیداوار جو اس خطہ زمین سے حاصل ہونے والی ہے وہ حاصل نہ ہو سکے۔ اور معاشرے کو اس سے تکلیف و پریشانی ہوگی۔

"فتح خیبر کے موقع پر یہودیوں نے حضور اکرمؐ سے درخواست کی کہ زمینیں ان کے پاس ہی رہنے دی جائیں۔ وہ اس کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کاشت میں سے نصف بیت المال میں جمع کرائیں گے حضور اکرمؐ نے جواب دیا ۔ میں ان زمینوں کو تمہارے پاس چھوڑتا ہوں جب تک مسلمانوں کو اس کی ضرورت ہو ۔ (مسلم جلد دوم)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں ۔

"کوئی اہل بیت ایسا نہیں جس نے ایک تہائی یا ایک چوتھائی کی بنیاد پر مزارعت پر کاشتکاری نہ کی ہو" (ص ۳۱۳)

حضرت علیؓ حضرت سعدؓ بن مالک، ابن مسعودؓ، عمر بن عبدالعزیزؒ عروہؒ، آل ابوبکرؓ آل عمرؓ، آل علیؓ اور ابن سرینؒ سب نے مندرجہ بالا بنیاد پر زراعت کا پیشہ اختیار کیا ۔ (بیہقی جلد دوم ص ۱۳۵)

قبل از اسلام یہ محنت کش (کسان) ظلم و ستم کی چکی تلے پیس کر رکھ دیئے جاتے تھے ۔ ان کسانوں کو وہ اپنے ذاتی غلاموں کی طرح سمجھتے وہ ان کسانوں کا حصہ پیشگی ۔ اس وقت وضع کر لیتے جب انہیں ضروری چیزیں بیج وغیرہ دیتے ۔ خشک سالی یا قحط سالی کے باوجود جب کہ فصل اچھی نہ ہوتی یہ زمیندار اپنا حصہ تو وصول کر لیتے ۔ اس میں بالکل کمی نہ کرتے اور بے چارہ کسان ہاتھ جھاڑ کر رہ جاتا ۔ وہ زمین کے سب سے زیادہ بار آور حصہ کو اپنا حصہ قرار دیتے ۔ ان کا کلیہ یہ تھا کہ جو کچھ پیدا ہوا وہ تو ہمارا ہے اور جس حصے میں پیداوار نہیں ہوئی وہ تمہارا ہے" اسلام نے مزارعت کے اس اصول کو وضع کر کے استحصال کی اس بدترین روایت کو یکسر ختم کر ڈالا ۔

جس طرح مضاربت میں ایک شخص سرمایہ فراہم کرتا ہے اور دوسرا شخص اپنی محنت اور دونوں ہی ہم پلہ ہوتے ہیں ۔ کسی کو کسی پر فوقیت نہیں ہوتی اسی طرح مزارعت میں کسان اور زمیندار دونوں کا درجہ بالکل مساوی ہوتا ہے ۔ بلکہ بعض صورتوں میں کسان جب چاہے معاہدہ ختم کر سکتا ہے اور زمیندار اُسے نہیں روک سکتا ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

جس کے پاس زمین ہو اُسے چاہیئے کہ خود کاشت کرے
بصورت دیگر اُسے چاہیئے کہ وہ اُسے اپنے بھائی کو دیدے
جو بیروزگار ہو تاکہ وہ منافع حاصل کر سکے) (مسلم شریف)

حضورؐ نے بیشگی منافع میں حصّے کو مختص کرنے کے لئے طریقے کو ناپسند فرمایا ہے علامہ عبدالرحمان الجزیری کتاب الفقہ جلد سوئم میں فرماتے ہیں :۔

دو مختلف النوع رائے رکھنے والوں میں مصالحت
کرنے کے لئے سب سے افضل اُصول یہ ہے کہ وہ چیزیں،
اختیار کی جائیں جس میں زیادہ عوام کا فائدہ ہو۔

ہم آج روزمرّہ یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ لوگ جو افراد کے مابین منصفی کے نازک فرائض کی انجام دہی پر معمور ہیں۔ حالات کے دباؤ سے مجبور ہو کر جھک جاتے ہیں اور بیشتر صورتوں میں فیصلہ زمیندار کے حق میں ہو جاتا ہے۔ اسلام میں اس کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ اسلامی شریعت اور اصول شریعت دراصل بے سہاروں کا سہارا اور مجبور و مقہور افراد کے لئے بہت بڑا سہارا ہے کچلے ہوئے اور استحصال کے ڈسے ہوئے ان افراد (کسانوں) کی ڈھال اسلامی نظام ہے۔

مساقات

اسلامی معاشرے میں محنت کی ایک قسم مساقات کہلاتی ہے۔ اس میں ایک فریق کے پھل دار درخت ہوتے ہیں۔ دوسرے فریق کی محنت۔ اور دونوں فریق پیداوار میں آدھے آدھے یا ایک تہائی کی بنیاد پر پیداوار میں حصّہ بانٹ لیتے ہیں۔ یہاں ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بات ذہن نشین رکھنے کی ہے کہ اس طریقہ میں پیشگی مالک اور محنت کش کے درمیان مقدار کے معاملے میں کوئی معاہدہ نہیں کیا جا سکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ درخت کتنا پھل دے گا۔ اگر پہلے سے مقدار مقرر کر لی جائے تو یقیناً یہ ظلم کے مترادف ہوگا جس کی اسلامی فقہ میں قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ بالکل ایسے ہی جیسے معاہدہ شراکت میں تناسب تو مقرر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مقدار منافع مقرر نہیں کیا جا سکتا۔

"علامہ عبدالرحمان الجزیریؒ کتاب الفقہ کی جلد دوم میں فرماتے ہیں۔

"مساقات کا معاملہ چار رکن کے ساتھ مشروط ہے اولاً

درخت، محنت کش اور مالک۔ دوم کارکن کی ذمہ داری

محنت، لگن اور دیانتداری سوم کام کی نوعیت، چہارم

وہ الفاظ جس کے تحت مساقات کو قائم کیا گیا ہے" ص ۷۹۶

یعنی باغ کا مالک محنت کش کو محنت کے بالعوض اپنا باغ اُس کے حوالے کر دے اور محنت کش اس باغ کو اس شرط کے ساتھ قبول کرے کہ میں اس باغ کی پیداوار اس تناسب کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ بعد ازاں اس باغ کی نگہداشت کرے۔ اُسے پانی دے۔ اس کی گوڑائی کرے کیڑوں سے اسے محفوظ رکھے۔ اُسے کھاد دے وغیرہ وغیرہ۔

"اگر کسی بنا پر فریقین معاہدہ کو منسوخ کر دیں تو ایسی صورت میں محنت کش کو اس کی محنت کا مناسب معاوضہ دیا جائے گا خواہ درخت سے کچھ پھل اترے یا نہ اترے" ص ۷۹۹

مساقات میں یہ بھی ضروری ہے کہ "درخت شاخ دار ہو اور پھل دار ہو۔ کسی ایسے درخت کے معاملے میں جس میں پھل نہ لگتا ہو یا ایسا پھل لگتا ہو جو استعمال میں نہ آتا ہو۔ معاہدہ مساقات نہیں کیا جا سکتا۔ ص ۸۰۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شرکت الصنائع (صنعت میں شراکت)

یہ محنت کی ایسی قسم ہے جو امداد باہمی یا اشتراک باہمی کے اُصولوں پر ایسے لوگ قائم کرتے ہیں جو ہم پیشہ ہوں۔ مثال کے طور پر چند انجینئر مل کر تعمیراتی ادارہ قائم کریں اس کا از خود انتظام و انصرام سنبھالیں۔ اور اس طرح جو منافع یا نقصان ہو اُسے خود ہی برداشت کریں۔ اس نظام میں کارکن اپنی جان لڑا دیتے ہیں اور پیداواریت میں زیر دست اضافہ کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ ایک طرف تو پیشہ میں مہارت اور دوسری جانب لگن دونوں کے اشتراک سے بہترین نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں اس کی بہت سی سے قسمیں ہیں جیسے شرکت الوجوہ۔ وغیرہ۔

احیا الموات (بنجر زمین کو زیر کاشت لانا)

احیا الموات کے معنیٰ ہیں بنجر زمین کو محنت کے ذریعے قابل کاشت بنانا اسلامی نظریئے کے مطابق ایسی زمین جو اس طرح سے محنت کے ذریعے زیر کاشت لائی جائے اور جو شخص بھی اس زمین پر محنت کرے اس کی ذاتی ملکیت تصور کی جاتی ہے۔ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"جو شخص بنجر زمین کو اپنی محنت کے ذریعے بالیدگی کے قابل بنائے وہ اسی کی ملکیت ہے"۔

اجارہ

سرمایہ داری کی موجودہ شکل کو اسلام نے اجارے کے نام سے تعبیر کیا ہے اس نظام میں مزدور ایک مخصوص تنخواہ کے بالعوض اپنی خدمات کسی بھی صنعت یا ادارے کے سپرد کر دیتا ہے اس نظام کی اسلام میں ممانعت تو نہیں ہے لیکن اس نظام میں استحصال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی قطعی کوئی اجازت نہیں دی جاتی۔ اس سلسلے میں متعدد احادیث اور قرآنی آیات پیش کی جاچکی ہیں۔ مختصراً اتنا عرض کرتا ہوں کہ اسلام وہ نظام حیات ہے جس نے وہ آفاقی نظام دنیا کو دیا جس میں مزدور کو کسی مشین کا پرزہ سمجھنے کی بجائے اُسے گوشت پوست کا ایسا انسان تصور کیا جاتا ہے جس کی ضرورت اور احتیاجات دوسرے انسانوں کی طرح ہوتی ہے۔

آج کی دنیا اس کوشش میں شب و روز مصروف ہے کہ کوئی ایسا نظام مرتب کیا جائے جس میں استحصال کی قطعی کوئی گنجائش نہ ہو۔ کوئی بے انصافی نہ ہو کسی کو محرومیت کا احساس نہ ہو۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ یکے بعد دیگرے ہر تجربہ ناکام ہوتا چلا جارہا ہے۔ اسلامی معاشرے میں ایک مسلمان کو پہلے دن سے یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اس کے ہر عمل کی جوابدہی نہ صرف اس دنیا میں ہوگی۔ بلکہ موت کے بعد بھی اس سے اس کی بازپرس کی جائے گی۔ اس کے خلاف تمام نظام حیات آج تک ایک انسان کو نیکی اور بدی کی تفریق بھی نہیں بتا سکتے ہیں کجا کہ عمل اور آخرت کی جوابدہی۔

دوسری سب سے اہم چیز جس پر اسلامی معاشرہ سب سے زیادہ زور دیتا ہے وہ ہے حرام اور حلال جس عمل پر اسلامی فقہ میں پابندی عائد کی جاتی ہے وہ ہے دوسروں کے حقوق۔ سب سے زیادہ تلقین اسلام میں ادائیگی حقوق پر کی جاتی ہے۔ بہت سے لوگ محض اپنی لاعلمی یا اسلام سے بغض کی بنیاد پر بسا اوقات یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ اسلام بعض روزگار پر پابندی عائد کرتا ہے جبکہ ہر انسان کا یہ پیدائشی حق ہے کہ وہ جس طریح چاہے اپنی روزی حاصل کرے۔

اسلام نے کبھی بھی کسی فرد یا معاشرے پر یہ قدغن عائد نہیں کی کہ وہ اپنی روزی کس طرح حاصل کرے ہاں البتہ بغیر کسی وجہ کہ اگر کوئی شخص محنت سے جی چراتا ہے اور معاشی سرگرمیوں میں اپنا کردار ادا نہیں کرتا تو اس کا یہ عمل دنیا و آخرت دونوں جہاں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں قابل مواخذہ ہے۔

اسلام میں جن پیشوں کو اختیار کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے اُن میں شراب جوا، عصمت فروشی، افیون، شرط لگا کر گھوڑ دوڑ وغیرہ شامل ہیں۔ ان تمام پیشوں پر اگر نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پیشے معاشرے کو گھن کی طرح چاٹ جاتے ہیں۔ ان کی اساس ظلم و ستم پر ہے۔ اس لئے جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ اسلام میں استحصال، ظلم اور مجبور انسانوں کی تکذیب کرنے کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ اس لئے کسی بھی صحت مند معاشرے میں ان مکروہات کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں

"جب خدا نے ایک چیز پر پابندی عائد کر دی ہے اس پر کی جانے والی محنت، اس کی فروخت، خرید قیمت اور اُجرت، مسلمانوں کے لئے سب ہی ممنوع ہیں" (مسلم)

خداوند قدوس قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔

"اے لوگوں دنیا کی حلال چیزیں کھاؤ، شیطان کی پیروی نہ کرو جو تمہارا کھلا دشمن ہے"۔ (البقرہ ع۔ ۱۶۸)

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر انسان اپنے پیشے سے متاثر ہوتا ہے۔ معصیت میں زندگی گذارنے والوں پر ایک وقت ایسا آتا ہے جب انسانی اقدار سے بے بہرہ ہو جاتے ہیں رشوت لینے والا آخر کار ایک ایسا مقام تک پہنچ جاتا ہے جہاں رشوت لینا اس کا جزو زندگی بن کر رہ جاتا ہے اور وہ برائی و بھلائی کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔

اسلام کا فلسفہ حیات ایک جانب تو رضائے الٰہی کی تلقین کرتا ہے اور دوسری جانب حقوق العباد (اللہ کے بندوں کے حقوق) کو جزا ایمان بتاتا ہے اسلام میں صرف خدا پر ایمان لانا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ یوم آخرت اور اعمال پر سزا و جزا بعد از موت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دائمی زندگی، بنیاد اسلام ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ زور ادائیگی حقوق العباد پر دیا جاتا ہے دنیا میں جتنے بھی ادیان موجود ہیں ان میں سے کسی ایک میں بھی اتنا زیادہ زور احترام آدمیت پر نہیں دیا جاتا۔

اس سے قبل عرض کیا جا چکا ہے کہ اسلام میں کسی بھی شخص کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہے اور معاشرے پر بوجھ بن جائے اور اس طرح معاشی زندگی کو تلپٹ کر کے رکھ دے اسلامی معاشرے میں حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرہ میں کسب حرام کے تمام دروازے بند کرے کسب حلال کی راہیں کشادہ کرے اور انہیں معاشی و تعلیمی اسکیموں کے ذریعے تعلیم سے آراستہ کرنے کے بعد روزگار بھی مہیا کرے۔

وہ حکومت جو اپنے شہریوں کو غربت افلاس اور محرومیوں میں مبتلا رکھے اور انہیں کسب حلال کے مواقع فراہم نہ کرے دراصل اسلامی نقطہ نظر کے تحت قطعی طور پر حکومت کہلانے کی مستحق نہیں۔ معاشرے کی تمام ملکیت پر صرف چند ہاتھوں کا تصرف کسی بھی معاشرے میں ناانصافی اور استحصال کو جنم دیتا ہے اجارہ کو توڑنے کے لئے آج کی دنیا آخر کار اس طرف مائل ہو ہی گئی جو اسلام نے آج سے ہزاروں سال پہلے اس دنیا کو دیا تھا یعنی سب کو معاشی زندگی میں حصہ لینے کا حق۔ آج کے برطانیہ، فرانس اور مغربی یورپ کے اجارہ داروں نے ان ممالک کی معاشی زندگی کو منجمد کر کے رکھ دیا ہے۔ اس کے برخلاف اسلامی معاشرے میں کوئی کتنا ہی بااثر کیوں نہ ہو اسے یہ حق حاصل نہیں کہ کسی بھی شعبہ حیات میں اجارہ قائم کر سکے۔

اس سے قبل آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے کس طرح ایک شخص کو بھیک مانگتے دیکھ کر اُسے معاشرے میں کسب حلال حاصل کرنے کے طریقے سے روشناس کرایا۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو مسجد میں سوال کرتے دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"ہے کوئی جو میری مدد کرے تاکہ میں جہاد میں حصّہ لے سکوں"، مسلمانوں میں کون سا ایسا شخص ہوگا جو جہاد کی افضلیت یا اس کے فرض ہونے کا انکار کر سکے۔ سب جانتے ہیں کہ مسلمانوں میں جہاد افضل ترین مقبول اور فرض عمل ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے کیا کیا۔ آپ نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔

"ہے کوئی جو اسے میری خاطر اپنے کھیت میں ملازم رکھے"۔

حاضرین میں سے ایک شخص اٹھے اور انہیں اپنے ہاں ملازم رکھنے کی خواہش ظاہر کی حضرت عمرؓ نے انہیں ماہانہ اُجرت کی بنیاد پر اُن کے حوالے کر دیا۔ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد آپ نے اس شخص کے مالک سے ان کے بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا" وہ بہت اچھی طرح کام کر رہے ہیں" اور انہوں نے اپنی ماہانہ اُجرت میں سے بہت کچھ پس انداز کر لیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ انہیں میرے پاس بھیجو اور کہو کہ وہ اپنی پس انداز کی ہوئی رقم بھی لے کر آئیں۔ وہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوئے کہ اُن کی گردن میں رقم کی تھیلی جھول رہی تھی۔ حضرت عمرؓ نے تھیلی کی طرف انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ لے جا اور جہاد میں شرکت کر یا اپنے گھر جا کر بیٹھ"

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ بارش نہ ہوئی اور پورا خطہ عرب سخت قحط سالی سے دوچار ہوا۔ قحط کے زمانے میں آپ کو ایک روٹی اور مکھن تحفتہً بھیجا گیا آپ نے ایک بدو کو اپنے ساتھ شریک فرما لیا۔ بدو نے روٹی کو توڑا اور مکھن پر ہاتھ مارا اور جلد جلد کھانے لگا۔ حضرت عمرؓ نے اس کی طرف دیکھا تو کہا" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے پہلے کبھی مکھن نہیں کھایا" ہاں میں نے عرصہ دراز سے نہ تو مکھن چکھا اور نہ ہی کسی کو کھاتے دیکھا۔ آپؓ یہ سن کر بے انتہا مغموم ہوئے اور اسی وقت عہد کیا کہ جب تک قحط ہے وہ نہ تو گوشت کو ہاتھ لگائیں گے۔ نہ مکھن اور چکنائی چھوئیں گے

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے کچھ عرصہ کے بعد ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے رحم فرمایا۔ بارشیں ہوئیں اور قحط ختم ہو گیا۔ کیا دنیا میں اس قسم کی کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔؟

ڈاکٹر محمد حسین ہیکل فاروق اعظم میں حضرت عمر فاروقؓ کی زمانہ قحط کی پالیسی کے سلسلے میں فرماتے ہیں۔

> حضرت عمرؓ اپنے آپ کو ایک عام آدمی کی سطح پر لے آئے اس کے ساتھ ہی ان کی پالیسی تھی کہ وہ صاحب ثروت حضرات کو مدینہ سے باہر بھیجتے تاکہ وہ غلے کی تجارت کر کے اپنے مال کو بڑھائیں تاکہ مدینہ میں خوشحالی ہو۔ یہ ہی وہ کلیہ تھا جس کی بناء پر اصحاب کرام نے اسلام کے فروغ کے لئے اتنی قربانیاں دیں۔ (ص ۳۴۴)

ایک وقت حضرت امام حسینؓ پر ایسا آیا کہ آپ پر قرض کا بار بے انتہا بڑھ گیا آپ کی ملکیت میں ایک نیزر کا چشمہ تھا۔ آپ نے اُسے اس لئے فروخت نہ فرمایا کہ اس سے غریب مسلمان کھیتی باڑی کے لئے پانی لیتے ہیں۔ وہ ان غریبوں کے استعمال میں آتا رہے۔ آپ نبوہاشم کے اعلیٰ ترین خاندان کے چشم و چراغ ہونے کے باوجود قرض کا بار اٹھاتے رہے۔ وہ چشمہ فروخت نہ کیا۔ (اسلام کا عدل اجتماعی ص ۴۲۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

سرکاری ملازمین

اسلامی معاشرے میں سرکاری ملازمین کا درجہ صرف ایک امین کا ہوتا ہے۔ جو اُمت کے تمام کاموں کو ایک خادم اور ایک امانت دار کی حیثیت سے انجام دینے کا سختی سے پابند ہوتا ہے۔ اس کی حیثیت آقا کی نہیں ہوتی بلکہ وہ حقیقتاً عوام الناس کے درمیان ایک ملازم کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

وہ جسے لوگوں کے معاملات کی نگرانی کی ذمہ داری سونپی جائے۔ اگر وہ محنت و جانفشانی سے اپنے فرائض انجام نہ دے۔ ایسا شخص جنت کے دروازے میں داخل نہ ہوگا

(مسلم)

حضرت ابوبکرؓ نے یزید بن ابوسفیانؓ کو شام کا عامل مقرر کر کے بھیجا تو فرمایا" یاد رکھو وہاں تمہاری قرابتیں ہیں، شاید امارت کے لئے تم ان کو ترجیح دو، تمہاری نسبت مجھے یہ ہی خوف ہے کیوں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کا والی ہو اور وہ رعایت سے ان پر امر امقرر کرے۔ تو اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔ (اسوہ صحابہ جلد دوم صـ۳۸)

عمال ریاست نہ صرف اپنے فرائض محنت و جانفشانی سے انجام دیں۔ بلکہ ان پر یہ لازم کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ماتحت اور عام لوگوں سے حسن خلق، خندہ پیشانی۔ اور محبت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے پیش آئیں۔ نہ کہ انہیں اپنے سے کم تر تصوّر کریں اور اپنے آپ کو حاکم یا اعلیٰ وارفع۔
حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ "حطمیع بدترین حاکم ہے"
یہاں حطمیع سے مراد ایک ایسے شخص سے ہے جو انتظامی امور کا انچارج بنایا گیا ہو جس کی خاصیت ایک ایسے فرد کی ہو جو ظالم، خود غرض اور لوگوں کو اپنے ظلم سے تباہ کرنے والا ہو
حضرت عمرؓ نے امراء اور عمال کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے ایک خطبے میں فرمایا:۔

"اچھی طرح سُن لو میں نے تم کو ظالم و جبار بنا کر نہیں بھیجا بلکہ تم کو امام بنا کر بھیجا ہے کہ لوگ تمہارے ذریعے سے سیدھی راہ پائیں، پس فیاضی کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق دو نہ ان کو مارو کہ وہ ذلیل ہو جائیں نہ ان کی مدح و ستائش کرو کہ ان میں تمہاری گرویدگی پیدا ہو جائے۔ نہ ان کے سامنے اپنے دروازے بند رکھو کہ قوی ضعیف کو نگل جائے۔ اپنے آپ کو ان پر ترجیح دے کر ان پر ظلم نہ کرو، ان سے جہالت سے پیش نہ آؤ ان کے ذریعے سے کفار کے ساتھ جہاد کرو۔ لیکن اس معاملہ میں ان پر ان کی ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو، اگر وہ تھک جائیں تو رک جاؤ لوگوں تم گواہ رہنا کہ میں نے ان امراء کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں۔ ان میں مال غنیمت تقسیم کریں۔ ان کے مقدمات سنیں اور فیصلہ کریں اور اگر کوئی مشکل مسئلہ پیش آجائے تو اس کو میرے سامنے پیش کریں۔ (اسوہ صحابہ جلد دوم صہ ۲۵)

حضور اکرمؐ نے شریف ترم خو ملازمین حکومت کے لئے دعا فرمائی اور ظالم ملازمین حکومت کو بد دعا دی۔ آپؐ نے فرمایا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اے اللہ! اگر کوئی میری اُمت کے اُمور کی نگہداشت پر
مامور کیا جائے اور وہ اپنے فرائض انجام دینے سے قاصر رہے
اور ظلم کی چکی میں میری اُمت کو پیسے۔ اے اللہ تو بھی اس
پر ظلم کر۔ اور وہ جو میری امت سے لطف و کرم اور مہربانی
سے پیش آئے اے اللہ تو بھی اس پر رحم و کرم کر (مسلم)

ایک اور موقع پر حضور اکرمؐ نے ایسے حاکم کو جو لوگوں کی بھلائی سے غفلت برتے۔ یا لوگوں کو ان کے حقوق سے محروم کرے اس کے اس فعل کو گناہ عظیم قرار دیا۔ جو اسے جنت سے محروم کر دے گا۔ آپؐ فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی چرواھا (منتظم یا حاکم) مقرر کیا جائے اور ایسی حالت
میں مرجائے کہ اس نے اپنے ظلم کو ترک نہ کیا ہو۔ اللہ اُسے جنت
کے دروازے میں داخل نہ ہونے دے گا۔" (صحیح مسلم)

ایک ایسا حاکم جو انصاف اور عدل کو قائم کرنے والا ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ معاملہ کرتے وقت حق کو پکڑنے والا ہو۔ لوگوں سے محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آنے والا ہو۔ حضور اکرمؐ ایسے حاکم کے لئے فرماتے ہیں۔

"ایسے حاکم اور فرمانروا جو حق و شرافت پر قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ
کے دائیں طرف روشن اور چمک دار منبروں پر بیٹھے ہونگے۔
جو لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنے والے اور اپنے
انتظام میں اعتدال کو قائم رکھنے والے ہوں گے۔" (مسلم)

حق و انصاف کو قائم کرنے والے حاکم کو حضور اکرمؐ بے انتہا پسند فرماتے۔ آپؐ کا ارشاد ہے

"قیامت کے دن لوگوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ
محبوب اور ان سب سے زیادہ قریب میرے پاس بیٹھنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والا شخص امام عادل ہوگا۔ اور قیامت کے دن سب سے
زیادہ مبغوض اور سب سے سخت عذاب میں مبتلا کئے جانے
والا شخص امام ظالم ہوگا۔" (کتاب الخراج صد ۱۱۹)

حضرت عمرؓ نے اپنے عمال کو لکھ بھیجا کہ وہ حج کے موقع پر ان سے ملیں۔ جب یہ لوگ آگئے تو آپؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا۔

" لوگو! میں ان عمال کو اس لئے مقرر کرتا ہوں کہ راست روی
کے ساتھ تمہاری سرپرستی اور نگرانی کا فرض انجام دیں۔ میں نے
انہیں اس لئے ہرگز مقرر نہیں کیا ہے کہ تمہاری جان و مال اور
عزت و آبرو پر دست درازی کریں۔ لہٰذا اگر تم میں سے کسی
کو کسی عامل کے خلاف ظلم و زیادتی کی شکایت ہو تو کھڑا ہو جائے"

(عدل اجتماعی صد ۴۰۶)

سرکاری ملازمین اور عاملین کا تقرر اسلامی ریاست میں محض مسلمانوں کی سرپرستی اور نگرانی کرنے کے لئے کیا جاتا ہے انہیں اس بات کی قطعی طور پر کوئی اجازت نہیں ہوتی کہ وہ اپنی سرکاری حیثیت سے فائدہ اٹھا کر فرعون بے سروساماں بن جائیں اور لوگوں پر ظلم و ستم کی وہ فضا قائم کر دیں۔ کہ ہر ایک اپنے آپ کو غیر محفوظ محسوس کرنے لگے۔ ان کا کام لوگوں کے درمیان مساوات ہم آہنگی پیدا کرنے کے علاوہ لوگوں سے انصاف سے پیش آنا ہے۔

حضرت عمرؓ ایک روز بیٹھے ہوئے مال تقسیم فرما رہے تھے۔
لوگوں کا اجتماع ہجوم کی شکل اختیار کر گیا۔ سعد بن ابی وقاصؓ
کا شمار اسلام کے جلیل القدر فرزندوں میں ہوتا ہے وہ دوسروں
کو ہٹاتے ہوئے آگے بڑھے اور حضرت عمرؓ تک پہنچ گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ نے انہیں یہ حرکت دیکھ کر ٹوکتے ہوئے ان پر اپنا دُرہ اٹھایا اور کہا" تو اللہ کی حکومت کا اس زمین پر کوئی رعب نہیں مانتا۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تجھے جتلادوں کہ اللہ کی حکومت تجھ سے مطلق مرعوب نہیں" (عدل اجتماعی صـ۴۰۷)

حضرت عمرؓ ان عمال کو جو غلاموں کی عیادت نہ کرتے یا ان تک کمزور (غریب) لوگوں کی رسائی نہ ہوتی۔ انہیں معزول کر دیا کرتے تھے۔ (اسوہ صحابہ صـ۴۷)

تقرری کا اُصول

اسلامی ریاست میں بہترین افراد کی تقرری کا ایک اُصول متعین ہے اور وہ یہ ہے کہ موجود بہترین افراد کے درمیان سے بہترین فرد کا تقرر کیا جائے۔ بلا لحاظ اس کی سفارش کے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔

"اگر کسی شخص کو جو دوسرے موجودہ شخص سے صلاحیتوں کے اعتبار سے کم تر تھا مسلمانوں کے گروہ پر مسلط کر دے۔ اس کا یہ عمل اللہ اور اس کے رسولؐ اور خلق خدا کے ساتھ دھوکے سے پیش آنے کے مترادف ہے" (ابن تیمیہ)

تقرری کے لئے اسلامی ریاست میں جو اُصول مقرر کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں:۔

(ا) جس کا تقرر کیا جائے وہ تقویٰ والا ہو۔

(ب) جس منصب کے لئے منتخب کیا جا رہا ہو اُسے سنبھالنے کی پوری اہلیت رکھتا ہو۔

(ج) عدل کرنے والا ہو۔ اور ظلم سے اجتناب کرنے والا ہو۔

(د) حکمت و تدبر اور علم و فہم کی صلاحیتوں کا حامل ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ نامزد کرتے ہوئے جو نصیحت فرمائی وہ آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

"عمرؓ! پہلی چیز جس کی طرف سے میں تمہیں ہوشیار رہنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ وہ خود تمہارا نفس ہے۔ ہر نفس کی کچھ خواہش ہوتی ہے اور جب تم اس کی یہ خواہش پوری کر دو گے تو نفس آگے بڑھ کر دوسری خواہش کے لئے مچلنے لگے گا اور دیکھو! اصحاب رسولؐ میں سے اس گروہ سے ہوشیار رہنا جن کے پیٹ پھول گئے ہیں۔ نگاہوں میں ہوس بس گئی ہے اور ان میں سے ہر ایک کو صرف اپنا ذاتی مفاد عزیز ہے ان میں سے کسی ایک کے پاؤں پھسلیں گے۔ تو ان سب کو حیرانی ہوگی۔ خبردار! یہ ایک تم نہ ہونا۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ جب تک تم اللہ سے ڈرتے رہو گے۔ یہ لوگ تم سے ڈرتے رہیں گے۔ جب تک تمہاری روش درست رہے گی۔ یہ لوگ بھی سیدھے رہیں گے۔ یہ ہے میری وصیت اور میں تم پر سلام بھیجتا ہوں"۔ (کتاب الخراج صـ ۱۲۶)

اس سلسلے میں حضرت عمرؓ نے بڑی عمدہ بات کہی :۔

آپؓ نے ایک مرتبہ اپنے مشیران خاص سے دریافت کیا کہ میں ایک شخص کو امیر بنانا چاہتا ہوں۔ بتاؤ کیسے بناؤں ۔ ؟

لوگوں نے دریافت کیا آپ کو کس قسم کا آدمی چاہیئے۔

حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔

"مجھ کو ایسا شخص چاہیئے کہ جب مسلمانوں کا امیر ہو تو ایسا معلوم ہو جیسا کہ ان ہی میں کا ایک ہے لیکن جب امیر نہ ہو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو (اپنے اوصاف کی وجہ سے) بھی لوگوں کا امیر ہی معلوم ہو۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صـ ۱۴۳)

حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو کوفہ کا والی مقرر فرمایا کوفہ والوں نے آپ سے ان کی شکایت کی اور لکھا۔ کہ ابوموسیٰ اشعریؓ کا غلام تجارت کرتا ہے آپ نے صرف اس شکایت پر ہی ابوموسیٰ اشعری کو معزول کر دیا۔

(اسوہ صحابہ جلد دوم صـ ۴۶)

ایک روز حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک عورت آئی اور کہا کہ "میرے شوہر سے زیادہ افضل کون ہیں؟ رات بھر شب بیداری کرتا ہے۔ گرمیوں کے دن میں برابر روزے رکھتا ہے حضرت عمرؓ نے بھی اس کے شوہر کی تعریف کی اور وہ شرما کر چلی گئی حضرت کعبؓ بھی وہاں موجود تھے جب وہ عورت رخصت ہو گئی۔ تو وہ بولے یا امیر المومنین آپ نے عورت کا انصاف شوہر سے نہیں دلوایا۔ اس نے آپ سے دراصل یہ شکایت کی تھی کہ میرا شوہر مجھ سے راہ و رسم نہیں رکھتا۔ حضرت عمرؓ نے عورت کو واپس بلوایا۔ اور حضرت کعبؓ سے ہی اس عورت کا فیصلہ کرا دیا اور ان کو اسی وقت بصرہ کا قاضی مقرر کر کے بھیج دیا۔

(اسوہ صحابہ جلد دوم صـ ۴۰)

حضرت عمرؓ نے منصب خلافت سنبھالا تو حضرت علیؓ نے انہیں مشورہ دیا۔

"اگر تم اپنے رفیق (حضرت ابوبکرؓ) تک پہنچنا چاہتے ہو تو اپنی قمیص میں پیوند لگایا کرو۔ تہہ بند اونچا رکھو اپنی جوتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خود کانٹھ لیا کرو، موزے میں جوڑ لگا لیا کرو۔ امیدیں کم کرو اور کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا کرو" (کتاب الخراج صد ۱۳۶)

حضرت عمرؓ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے جو طویل وصیت فرمائی وہ مندرجہ ذیل ہدایت پر مشتمل ہے۔

"(۱) تقویٰ (۲) نیکوں پر التفات، بُرے سے درگذر (۳) غیر مسلموں کے صرف زائد از ضرورت مال پر ٹیکس اور ان سے حسن سلوک (۴) بدوؤں کے امیروں کے مال سے رقم وصول کر کے ان کے غریبوں کو دینا (۵) رعایا کے ساتھ عدل اور ان کی ضرورت کی کفالت (۶) سرحدوں کا دفاع (۷) امیروں کو غریبوں پر ترجیح نہ دینا (۸) بلا کسی لحاظ حدود الٰہی کے نفاذ میں سختی اور حکم الٰہی کی بے عزتی کرنے والے کی بے عزتی (۹) لوگوں کو اپنے برابر درجہ دینا (۱۰) حق وصول کرنے میں کسی کی شخصیت اور ملامت کی پرواہ نہ کرنا (۱۱) مال غنیمت میں سب کو یکساں دینا اور خود کو محروم رکھنا (۱۲) اہل ذمہ پر نہ خود ظلم کرنا اور نہ کسی کو اس کی اجازت دینا (۱۳) آخرت کی طلب اور دنیا سے بے رغبتی (۱۴) نفس کے غلبہ سے محفوظ رہنا (۱۵) حق کی خاطر ہر طوفان سے ٹکرا جانا (۱۶) اُمت مسلمہ پر رحم کرنا۔ (۱۷) بڑوں کی تعظیم چھوٹوں کی عزت عاملوں کا احترام (۱۸) نہ کسی کو مارنا اور نہ ذلیل کرنا (۱۹) مسلمانوں کو عطیات سے محروم نہ کرنا (۲۰) فوج کو سرحدوں پر ڈالے نہ رکھنا کہ مبادا نسل ہی منقطع ہو جائے (۲۱) مال کو امیر طبقے میں محصور نہ رہنے دینا (۲۲) اپنا دروازہ غریبوں پر بند نہ کرنا مبادا قوی، ضعیف کو کھا جائے" (عمر بن خطاب مطبوعہ البیان لاہور ۱۹۷۱ء صد ۳۱۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلامی ریاست میں صرف ایسے ہی شخص کو عامل مقرر کیا جا سکتا ہے جو مندرجہ بالا تمام شرائط پر نہ صرف خود پورا اترتا ہو بلکہ ریاست میں مندرجہ بالا تمام اصولوں کو من وعن نافذ کرنے پر نہ صرف آمادہ ہو بلکہ بذریعہ طاقت نافذ کروائے۔

علاوہ ازیں حضرت ابوبکرؓ نے حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کو شام کی مہم پر ایک دستہ فوج کی امارت سونپتے وقت فرمایا:۔

"میں نے تم کو اس لئے والی بنایا ہے کہ میں تم کو آزماؤں۔ تمہارا تجربہ کروں اور تم کو ٹریننگ دوں۔ اگر تم نے اچھا کام کیا تو میں اس عہدہ پر تم کو برقرار رکھوں گا اور ترقی کر دوں گا۔ اگر تم نے بُرا کام کیا تو میں عہدہ سے الگ کر دوں گا۔ (ابن اثیر جلد دوم صـ۲۷۶)

اسلامی ریاست کی مجلس شوریٰ باہمی مشورے کے ساتھ مندرجہ بالا شرائط پر پورا اترنے والے افراد ہی کو زمام حکومت سونپتی ہے۔ یہ ہے اسلام میں اولی الامر کا معیار انتخاب اور ان کے ضروری اوصاف کہ اگر معیار کے مطابق اپنے امراء کا انتخاب کرے اور وہ بھی اس معیار پر پورے اتریں تو فرد اور ریاست کے درمیان تصادم کی بجائے باہمی خیر خواہی اور تعاون کی فضاء پیدا ہو گی اور بنیادی حقوق کے تحفظ میں کوئی خلل واقع نہ ہو گا۔

آداب اور قانون

اسلامی ریاست کو چلانے کے لئے ایک دائمی دستور قرآن وسنت کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔ جس کے ضابطے ایسے ناقابل ترمیم وتنسیخ ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر ہر زمانے کے تمام تقاضوں اور مسائل کا حل نہ صرف تلاش کیا جا سکتا ہے بلکہ امن وآشتی کی مثالی سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمام ظلم وستم کے راستے مسدود کر کے اسے فنا کر سکتی ہے۔ شرط اولین صرف یہ ہے کہ اس ضابطے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر عمل کیا جائے جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ خود حکم دیتا ہے۔

"جو کچھ تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف اتارا گیا اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا دوسرے اولیا، (خود ساختہ) کی پیروی نہ کرو۔" (الاعراف۔ ۳)

دوسری جگہ سورہ المائدہ میں حکم دیا گیا۔

" اور جو قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے۔ جو اللہ نے اتارا ہے تو ایسے تمام لوگ کافر ہیں۔ ظالم ہیں، فاسق ہیں (ع ۷-۴۴)

مندرجہ بالا احکامات سے ثابت ہوا کہ اسلامی ریاست صرف ایسی حکومت کو کہا جا سکتا ہے جہاں قرآن اور سنت کی حکمرانی اور فرمانروائی ہو۔ اور اس کے تمام قوانین قرآن و سنت کے عین مطابق ہوں نہ کہ متصادم اور ان مقرر کردہ، احکامات کے مطابق ہی فیصلے کئے جائیں۔ یہ ہی نہیں یہ بھی بتا دیا گیا کہ جو حکمران یا فرمانروا اس مقرر کردہ قوانین سے انحراف کرے اسے قرآن کی اپنی دلیل کے مطابق کافر، ظالم اور فاسق تصور کیا جائے گا۔ فرمانروا کے علاوہ عام مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ایسے حکام جو مندرجہ ذیل شرائط پر پورے اترتے ہوں اور دنیا میں اللہ کے اس نظام کو قائم کرنے والے ہوں۔ ان کے جاری کردہ احکامات کو ماننا اور بلا چون و چرا تسلیم کرنا مسلمانوں کا فرض اولین قرار دیا گیا۔ قرآن حکیم میں ارشاد کیا گیا۔

" پس نہیں، تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہ ہوں گے جب تک اختلافات میں تجھے فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلہ تو کرے اس پر اپنے دل میں کوئی بھی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کریں" (النساء ۶۵)

دوسری جگہ حکم دیا گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"جو کچھ رسولؐ تمہیں دے اسے لے لو۔ اور جس چیز سے روک دے اس سے رُک جاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔" (الحشر۔ ۷)

تجارت کی پابندی

اسلامی ریاست میں سرکاری عمال کو اس بات کی اجازت حاصل نہیں ہوتی کہ وہ سرکاری فرائض کی انجام دہی کے ساتھ نجی کاروبار بھی کریں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے اپنے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ نجی تجارت کے ذریعے خاصی دولت کمالی جس سے آپ نے باغات اور زمینیں خریدیں، حضرت عمرؓ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے حضرت ابوہریرہؓ کو حکم دیا کہ انہوں نے جتنے سرمائے سے کام شروع کیا تھا وہ لے لیں اور باقی تمام املاک فوراً بلا تاخیر بیت المال میں داخل کر دیں۔ (الوزارت الاسلامیہ ص ۱۰۴)

آپ (حضرت عمرؓ) نے عمال کی تنخواہیں، بیش قیمت مقرر کیں۔ تاکہ بالائی آمدنی کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ انہوںؓ نے قاعدہ مقرر کیا کہ جو شخص آسودہ حال اور معزز نہ ہو اسے قاضی مقرر نہ کیا جائے۔ اس فیصلے کی وجہ بیان کرتے ہوئے آپؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ گورنر کوفہ کو لکھا "آسودہ حال رشوت کی جانب مائل نہ ہوگا اور معزز آدمی پر فیصلہ کرنے میں کسی رعب و داب کا اثر نہ ہوگا۔ اسی بنا پر کسی قاضی یا سرکاری عمال کو تجارت یا خرید و فروخت کی اجازت نہ تھی۔

جس وقت کوئی عامل مقرر کیا جاتا اس کے مال و اسباب کی ایک مفصل فہرست تیار کی جاتی اور اسے حضرت عمرؓ محفوظ کر لیتے اگر عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی ترقی ہوتی تو اس سے مواخذہ کیا جاتا۔ ایک دفعہ اکثر عمال اس بلا میں مبتلا ہوئے۔ خالد بن صعقؓ نے اشعار کے ذریعے حضرت عمرؓ کو مطلع کیا۔ حضرت عمرؓ نے سب کی موجودہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

املاک کا جائزہ لے کر آدھا مال ضبط کر کے بیت المال میں داخل کر دیا۔ (الفاروق ص۳۱۱)

حضرت عمرؓ نے قاضی شریح کو جب قضاعت کے عہدے پر مامور کیا تو انہیں حکم دیا "نہ کچھ خریدو۔ نہ کچھ فروخت کرو۔ اور نہ رشوت لو" (کنز العمال جلد ۳ ص ۱۷۵)

سرکاری سامان پر ذاتی تصرف

اسلامی ریاست میں سرکاری ملازمین کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس سامان کو اپنے ذاتی مصرف میں استعمال کریں۔ جو انہیں سرکاری فرائض کی انجام دہی کے لئے دیا گیا ہو۔ سرکاری چیز کو صرف اور صرف امور مملکت کی انجام دہی کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے ذاتی استعمال کی کوئی گنجائش نہیں۔ حضرت علیؓ یمن کے والی تھے انہوں نے صحابہؓ کو صدقہ کے اونٹوں پر سواری کی اجازت نہ دی اور فرمایا۔ کہ ان پر عام مسلمانوں کا اتنا ہی حق ہے جتنا صحابہؓ کا پھر اس کارندے کو سرزنش کی جس نے آپ کی غیر موجودگی میں صحابہؓ کو سواری کی اجازت دی تھی۔

حضرت امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا غلام ایک شخص کو ایسے اونٹ پر بٹھا کر لایا جو سرکاری تھا۔ اور ڈاک (خطوط) کی تقسیم پر مامور تھا۔ اسے خلیفہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے جب تک اس سے کرایہ وصول نہیں کر لیا اسے جانے نہیں دیا۔

سرخ فیتے کی لعنت

ہم آج دیکھتے ہیں کہ اللہ کی مخلوق کو سرکاری عمال پریشان کرنے کے لئے نت نئے طریقے اختیار کرتے ہیں۔ اور ان کے جائز حق سے محروم کرنے کے لئے بلاوجہ رکاوٹیں کھڑی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ اسلام میں اس قسم کے فتنوں کی قطعی کوئی اجازت نہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے گورنر یمن کو جو خط بھیجا وہ اسلامی ریاست کے لئے ایک نمونہ ہے۔

آپؒ نے فرمایا۔ "اگر میں تمہیں حکم دوں کہ مجھے تم اپنے صوبے سے موصول شدہ مسلمانوں کی شکایت کے بارے میں جواب دو جو ظلم وستم کا شکار ہیں تو کیا تم آؤ گے۔ کیا تمہیں طویل فاصلے اور خطرات کا احساس نہیں۔ اگر میں تمہیں لکھوں کہ تم ایک مسلمان کی بکری جو دوسرے ظالم مسلمان نے زبردستی ہتھیالی ہے واپس دلواؤ۔ تو کیا تم مجھ سے یہ پوچھو گے کہ وہ بکری کالی ہے یا سفید؟ یاد رکھو تمہیں وہیں اور فوراً تعمیل کرنا ہے اور اس سلسلے میں تم مجھے بار بار نہیں لکھو گے۔"

آپ نے گورنر کوفہ کو جو ہدایت دی وہ بھی اسی قسم کی ہے آپ کہتے ہیں:۔

"میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں تم کو یہ حکم دوں کہ فلاں شخص کو ایک بکری دیدو تو کیا تم مجھ سے یہ پوچھو گے کہ بکرا دوں یا بکری۔ پھر اگر میں تمہیں حکم دوں کوئی بھی دیدو جو تمہارے دل میں آئے۔ تو کیا تم مجھ سے یہ پوچھو گے کہ بڑا دوں یا چھوٹا۔ جب میں اس پر بھی تمہیں اپنے فیصلے سے مطلع کر دوں تو کیا تم یہ نہ کہو گے کہ بھیڑ دوں یا بکری۔ ؟ میں نے جواب ایک مرتبہ تمہیں لکھ دیا تو تمہیں از خود میری ہدایت پر عمل کرنا چاہیئے تم مجھے بار بار قیل وقال میں تضیع اوقات کے لئے نہیں لکھو گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اقربا پروری اور جانبداری

کسی بھی معاشرہ کو اقربا پروری سفارش اور جانبداری دیمک کی طرح کھوکھلا کر کے رکھ دیتی ہے یہ وہ مہلک امراض ہیں جنہیں بڑے سے بڑا متقی بھی برا نہیں سمجھتا۔ اس کے برخلاف اسلامی معاشرے میں ایک سرکاری عہدیدار کے لئے بنیادی شرط یہ ہی ہوتی ہے کہ وہ قطعی طور پر جانب داری سے اجتناب کرنے والا ہو ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے ایک غلام نے آپؓ سے درخواست کی آپ گورنر عراق کو خط لکھ دیں کہ وہ عراق میں رہنے والے کچھ افراد کے ساتھ رعایت کا معاملہ کرے۔ آپؓ نے اپنے اس غلام سے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں لوگوں کے خلاف ظلم وستم کے دروازے کھول دوں۔ گورنر عراق بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح ہے اسے بھی وہ حقوق حاصل ہیں جو دوسرے مسلمانوں کو ہیں۔

حضرت علیؓ نے اشتر نخعیؓ کو ان کی مصر روانگی کے موقعہ پر ہدایت کی کہ وہ مصر میں موجود حکومت کے عاملین کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں کسی بھی عامل کو محض اس بنا پر مقرر نہ کرنا کہ وہ دوست ہو اور اس کی نیت مبنی بر اغراض ہو۔ مگر خوب اچھی طرح چھان پھٹک کر۔ اُن کا امتحان لے لینا اور ان کے متعلق معلومات کر لینا۔

حضرت معاویہؓ کو جب معلوم ہوا کہ ان کے بھتیجے عبدالرحمان بن الحکم کوفے کے عامل بے راہ روی کا شکار ہو گئے ہیں تو آپ نے ان کو فوراً برخاست کر دیا۔

ہادی باللہ نے اپنے دور حکومت میں اپنی ماں خیزران کی سفارش کو تقرری کے وقت یکسر طور پر نہ صرف مسترد کر دیا۔ بلکہ اپنی ماں سے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ سفارش کو بالکل پسند نہیں کرتا۔"

حضرت ابوبکرؓ نے یزید بن ابی سفیان کو شام کی امارت پر روانہ کرتے وقت وصیت کی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اے یزید! وہاں تمہارے عزیز و اقارب ہیں۔ ممکن ہے کہ تم ان کو امارت کے دینے میں ترجیح دو۔ یہ وہ سب سے بڑی چیز ہے جس کا میں تم سے اندیشہ کرتا ہوں۔ کیوں کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے کسی کام کا ذمہ دار ہو اور وہ محض رشتہ کی وجہ سے ان پر کسی شخص کو امیر بنا دے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اور اللہ اس کی طرف سے کسی فدیہ اور کفارہ کو قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ اس کو جہنم میں بھیج دے گا۔"

(صدیق اکبر مولانا احمد سعید صفحہ ۳۲۲)

رشوت ستانی

ہم سب ہی جانتے ہیں کہ ہماری مشکلات کا اصل سبب ظلم ہے جس کی اسلام سخت ترین الفاظ میں نفی کرتا ہے۔ دوسری جانب اسلام قدم قدم پر ہمیں تقویٰ کی تلقین کرتا ہے اسلام کے تحت قائم ہونیوالی ریاست راست بازی، پرہیزگاری اور نیک اصولوں کی داعی ہوتی ہے جس کا ہر قدم نیکوکار لوگوں کی حمایت میں اٹھتا ہے اور بدی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں اسلامی ریاست کی پوری مشینری ہر وقت مصروف عمل ہوتی ہے۔

یہ بات آج دنیا میں ہر شخص جانتا ہے کہ کسی بھی معاشرے میں رشوت ستانی تمام خرابیوں کی نہ صرف جڑ ہے بلکہ تمام انسانوں پر ظلم و ستم صرف اور صرف اس ایک خباثت کی بدولت ہی ہوتے ہیں۔ اسلام نے اس لعنت کی سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی ہے حضور اکرمؐ کی مشہور حدیث ہے "رشوت کے لینے اور دینے والا دونوں ہی جہنمی ہیں۔ (متفق علیہ)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ اسلامی معاشرے میں رشوت نہ صرف اس دنیا کے لئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ناپسندیدہ جرم ہے بلکہ اس کے لئے آخرت میں بھی دونوں فریقوں کو سزا ملے گی۔

حضرت عمرؓ نے جب صیغہ عدالت قائم کیا تو رشوت ستانی کے انسداد کے لئے سخت بندشیں قائم کیں اور تمام حکام کو ہدایات جاری کیں۔ آپ نے لکھا:۔

"انصاف میں تمام لوگوں کو برابر سمجھو، قریب و بعید میں فرق و امتیاز نہ کرو، اور رشوت سے بچو، (کنز العمال جلد ۳ صـ ۱۷۴)

اس کے ساتھ قضاۃ کی بیش بہا تنخواہیں مقرر کیں اور قاعدہ مقرر کیا کہ جو شخص معزز اور دولت مند نہ ہو، وہ قاضی مقرر نہ کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ لکھی کہ دولتمند رشوت کی طرف راغب نہ ہوگا اور معزز آدمی پر فیصلہ کرنے میں کسی رعب و داب کا اثر نہ پڑے گا۔

"حضرت عمرؓ کا دستور یہ تھا کہ جن والیوں پر خیانت کا شبہ ہوتا ان کے مال میں سے نصف حصہ بحق سرکار ضبط کر لیتے۔ وجہ یہ تھی جو اموال یہ لوگ اپنے منصب ولایت کے اثر سے فائدہ اٹھا کر کماتے تھے۔ وہ ان کے ذاتی مال کے ساتھ مل چکا ہوتا تھا۔ ظاہر ہے کہ آپ کا یہ فیصلہ بھی مصلحت مرسلہ کے تحت آتا ہے آپ نے یہ محسوس کیا کہ والیوں کی اصلاح اور ان کو منصب ولایت کے رعب داب سے بے جا فائدہ اٹھا کر نیز دوسرے ناجائز طریقوں سے مال دولت کمانے سے روکنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے"

(اسلام میں عدل اجتماعی صـ ۳۵۹)

حضرت عمرؓ نے قاضی شریح کو جب قضاعت کے عہدے پر مامور کیا تو فرمایا:۔

"نہ کچھ خریدو، نہ کچھ فروخت کرو، اور نہ رشوت لو"۔

(کنز العمال جلد سوم صـ ۱۷۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک شخص ہر سال اونٹ کی ایک ران ہدیتہً بھیجا کرتا تھا ایک بار وہ فریق مقدمہ ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوا تو کہا کہ "امیر المومنین! ہمارے مقدمہ کا ایسا دوٹوک فیصلہ کیجئے جس طرح اونٹ کی ران کی بوٹیاں ایک دوسرے سے جُدا کی جاتی ہیں" آپؓ اس ناجائز اشارے کو سمجھ گئے اور اسی وقت تمام عمال کو لکھ بھیجا:۔

"ہدیہ قبول نہ کرو کیوں کہ وہ رشوت ہے" (کنز العمال جلد سوم صـ۱۷۷)

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"جس قوم میں رشوت کا ظہور ہوگا وہ مرعوب اور خوف زدہ ہوگی"

متعدد دیگر احادیث ہیں کہ سرکار دو عالمؐ نے رشوت لینے والے، کو رشوت دینے والے کو اور اس شخص کو جو رشوت کے معاملہ میں درمیانی واسطہ بنے، لعنت فرمائی ہے (ترغیب)

یزید بن ابی سفیان کہتے ہیں:۔

فرمایا حضور اکرمؐ نے:۔

"اور جو شخص کسی کو اللہ کی چراگاہ عطا کرے (عہدہ دے) اور وہ بغیر حق کے اس چراگاہ میں ارتکاب محرکات کرے (عہدے میں خیانت کرے) تو اس پر اللہ کی لعنت ہوگی" (مسند امام احمد)

حضور اکرمؐ نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا:۔

لوگو! جو شخص ہمارا عامل ہو وہ اگر ایک دھاگا یا اس سے کم ہم سے (حکومت) چھپالے تو یہ خیانت کا مال ہے اس کو قیامت میں حاضر کرنا پڑے گا۔"

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو خیبر کے یہودی باشندوں سے معاہدے کے مطابق نصف پیداوار کی وصولی کے لئے بھیجا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ یہودیوں نے اس میں رعایت کی غرض سے عورتوں کے زیور جمع کر کے آپ کو رشوت میں دینا چاہے تو آپ نے کہا "یہ حرام ہے اور ہم حرام مال نہیں کھا سکتے۔" (اسوہ صحابہ جلد دوم صـ۳۷)

طاقت اور اختیارات کا ناجائز استعمال

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں :۔

"زمین میں بسنے والوں پر رحم کرو تو جو آسمان پر ہے وہ تم پر رحم کرے گا۔" (ابو داؤد۔ ترمذی)

مندرجہ بالا حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکمران کو چاہیئے کہ وہ اپنے اختیارات اور طاقت کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی بجائے رحم، عفو اور درگذر سے کام لے۔ قرآن حکیم میں خدا ترس لوگوں کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔

"جو دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔" (آل عمران ۱۳۴)

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جب گورنر مقرر کئے جاتے تو آپؓ انہیں جو نصیحت فرماتے وہ آج بھی درخشندہ و تابندہ ہے۔ آپ ان سے مندرجہ ذیل باتوں کا عہد لیتے

۱:۔ میں ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوں گا۔

۲:۔ باریک کپڑے نہیں پہنوں گا۔

۳:۔ چھنا ہوا آٹا نہ کھاؤں گا۔

۴:۔ دروازے پر دربان مقرر نہیں کروں گا۔

۵:۔ اہل حاجت کے لئے دروازہ بند نہ رکھوں گا۔

جب آپؓ کسی کو امیر مقرر فرماتے تو وقت تقرری اُسے فرمان دیتے وقت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جید صحابہ کو گواہ ٹھہرا لیتے۔ صحابہؓ کے توسط سے ان شرائط سے عوام الناس کو بھی مطلع کر دیتے ۔۔ یہاں تک کہ عام آدمی اپنے حقوق و فرائض سے بخوبی واقف ہو جاتا تھا صوبے کے لئے مقرر کردہ عامل کے فرمان تقرری کو جلسہ عام میں پڑھ کر سنایا جاتا۔ آپؓ نے ایک مرتبہ خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

" یاد رکھو! میں نے تمہیں لوگوں پر حاکم اور جبار بنا کر نہیں بھیجا کہ تم لوگوں پر سختی کرو بلکہ میں نے تمہیں لوگوں کا امام بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ تمہاری تقلید کریں۔ لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ تم لوگوں کے حقوق ادا کرو اور ان کو زدوکوب مت کرو کہ ان کی عزت نفس مجروح ہو جائے اور نہ ان کی بے جا تعریف کرو کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں۔ ان پر اپنے دروازے بند نہ کرو کہ زبردست کمزوروں کو کھا جائیں اور نہ ان پر کسی بات میں اپنے آپ کو ترجیح دو کہ یہ ان پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔"

یہ ہی نہیں حضرت عمرؓ اپنے عمال پر بڑی کڑی نظر رکھتے تھے اور جہاں بھی انہیں اپنے اختیارات سے زیادہ کرتے ہوئے پاتے فوراً تنبیہ کرتے۔ ایک مرتبہ آپ کو اطلاع ملی، کہ مشہور صحابی حضرت سعد بن وقاصؓ نے کوفہ میں اپنے لئے ایک محل بنایا ہے جس میں ڈیوڑھی بھی ہے حضرت عمرؓ ڈیوڑھی کو عوام اور والی کے درمیان رکاوٹ خیال فرماتے تھے چنانچہ اسی وقت انہوں نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو مامور کیا کہ وہ کوفہ جا کر سعدؓ کی ڈیوڑھی کو آگ لگا دیں۔ حضرت محمدؓ نے حکم کی تعمیل کی۔

حضرت عمرؓ نے پرچہ نویس اور انکوائری کمیشن مقرر کئے جو جہاں بھی کوئی بدعنوانی کی اطلاع ملتی اس کی چھان بین کرتے اس کے علاوہ عمال کو یہ بھی حکم تھا کہ وہ ہر سال حج کے زمانے میں مکہ مکرمہ میں حاضر ہوں۔ یہ ایسا موقعہ ہوتا تھا کہ ہر طرف سے لوگ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھی آئے ہوئے ہوتے تھے۔ ان سب کی موجودگی میں عمال کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا۔ آپؓ کھڑے ہو کر اعلان کرتے "جس شخص کو بھی کسی عامل سے کوئی تکلیف پہنچی ہو وہ بیان کرے"۔ شکایت درست ثابت ہونے پر متعلقہ افسر (عمال) کو موقع پر ہی سزا دے دی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ آپؓ نے ایک بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں جو عمال تمہارے لئے مقرر کرتا ہوں۔ اس لئے نہیں مقرر کرتا کہ وہ تمہیں طمانچے ماریں۔ اور تم سے تمہارا مال چھین لیں۔ بلکہ میں اس لئے بھیجتا ہوں کہ تمہیں رسول اللہ کا طریقہ سکھائیں۔ سو اگر کسی عامل نے کسی کے خلاف کچھ کیا ہو۔ تو مجھ سے بیان کرے تاکہ میں اس کا انتقام لے سکوں۔"

اس موقع پر مصر کے گورنر عمرو بن العاصؓ نے اٹھ کر کہا "امیر المومنین! اگر کوئی عامل ادب سکھانے کے لئے کسی کو مارے تب بھی آپ اس کو سزا دیں گے؟"

حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔

"اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں ضرور اس کو سزا سزا دوں گا۔ کیوں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے آپؐ نے فرمایا "خبردار! مسلمانوں کو نہ مارا کرو۔ ورنہ ان کا احساس عزت جاتا رہے گا۔ اور ان کے حقوق تلف نہ کرو۔ ورنہ کفران نعمت پر مجبور ہو جائیں گے۔"

ایک مرتبہ کھلی کچہری میں سب لوگ حاضر تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہا آپ کے فلاں عامل نے مجھے بے قصور سو کوڑے مارے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے تحقیق کی اور الزام کو درست پایا تو حکم دیا۔ کہ وہیں مجمع عام میں عامل کو سو کوڑے لگائے جائیں۔ آپؓ نے ایک موقع پر فرمایا

"اگر کوئی عامل کسی کو ہدف ستم بنائے اور اس کی اطلاع مجھے ہو جائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد بھی میں اس عامل کو تبدیل نہ کروں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس شخص پر ظلم میں نے کیا ہے" (عمر بن خطاب محمد حسین ہیکل)

بیورو کریسی کا زور توڑنے اور طاقت اور اختیارات کے ناجائز استعمال سے بچانے کے لئے آپ افسروں کے تبادلے اکثر کرتے رہتے تھے۔

حضرت علیؓ نے اپنے عامل کو خط لکھ کر ہدایت فرمائی:۔

"تم عوام الناس سے حلیمانہ اور مشفقانہ برتاؤ کرو۔ تم اپنا رویہ ان سے مخاطب ہوتے وقت یا نصیحت کرتے وقت ایسا رکھو کہ وہ تمہیں نہایت ہمدرد پائیں۔ تمہارے انصاف سے مجبور اور کمزور دل برداشتہ نہ ہوں اور نہ ہی امیر اور طاقتور تم سے ناانصافی کی توقع رکھیں۔ (نہج البلاغہ جلد دوم صـ۵۴)

حضور اکرمؐ نے فرمایا:۔

"اگر ضرورت مند اپنی ضرورت کا اظہار مجھ سے نہ کریں۔ اور تم ان کی ضرورتوں یا مشکلات سے واقف ہو تو تمہارا یہ فرض ہے کہ تم مجھے بتاؤ۔ جو مجھے حاجت مند کی حاجت سے مطلع کرے گا روز عدل اللہ اُسے بخش دے گا۔" (الاداریہ، الطرایب)

عمل احتساب

اسلامی ریاست میں عمل احتساب عمل مسلسل ہے جس پر عامۃ المسلمین اور امیر یا فرمانروائے مملکت مسلسل مصروف عمل رہتا ہے اور جس کی بنا پر عمال حکومت اپنے آپ کو آخرت کے خوف اور احتساب کی زد کی بنا پر اللہ کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

"زمین اور آسمانوں کے اندر جو بھی ہیں سب اس کے حضور، بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں۔" (سورہ مریم۔ ۹۳)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

"جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے اور جنہوں نے اسے قبول نہ کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخ میں جانے والے ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔" (البقرہ۔ ۳۸۔ ۳۹)

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے۔

"تم میں سے ہر شخص محافظ و نگراں ہے اور اس سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی جو اس کی نگرانی میں دیئے گئے ہیں"

(بخاری و مسلم روایت عبداللہؓ بن عمرؓ)

مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کی ذمہ داری جو بھی قبول کرے اس پر یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ وہ ان فرائض کی انجام دہی میں اپنی پوری صلاحیتیں صرف کرے۔ ذرا سی بھی کوتاہی خیانت کے مترادف ہوگی۔

جس کے متعلق حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کے ساتھ خیانت کرے تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا"

(متفق علیہ)

ایک اور موقعہ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

"جب کسی نے مسلمانوں کے اجتماعی معاملہ کی ذمہ داری قبول کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھر اس نے ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کی اور ان کے کام کی انجام دہی میں اپنے آپ کو اس طرح نہیں تھکایا جس طرح وہ اپنی ذات کے لئے اپنے آپ کو تھکاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم میں گرادے گا۔ (طبرانی کتاب الخراج)

احتساب کا یہ داخلی پہلو ایسا ہے جو ہر شخص کے ظاہر و باطن کے معاملات میں اس پر نہ صرف مسلط رہتا ہے بلکہ اسے ایسے تمام مواقع پر تمام بُرے اور بد کاموں سے روک کر رکھتا ہے جب کہ اُسے کوئی روکنے یا ٹوکنے والا نہیں ہوتا۔ اس مسلسل داخلی احتساب کے باعث وہ گمراہی اور ظلم و بدی سے نہ صرف بچا رہتا ہے بلکہ اپنے فرائض بھی خوش اسلوبی سے ادا کرتا رہتا ہے۔

دوسرا احتسابی عمل بذریعہ عدالت قائم کیا جاتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں چاہے کوئی کتنا ہی بڑا شخص کیوں نہ ہو اُسے عدلیہ میں کوئی تحفظ خاص یا مراعات حاصل نہیں ہوتیں۔ ایک معمولی شہری کی طرح اُسے بھی عدالت طلب کر سکتی ہے اور ایک عام شہری اس کے خلاف مستغیث بن سکتا ہے ایسے واقعات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔

"حضرت علیؓ نے ایک نصرانی کو اپنی ذرہ بازار میں فروخت کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا یہ ذرہ میری ہے۔ اس نے انکار کیا۔ آپ نے قاضی شریح کی عدالت میں مقدمہ داخل کر دیا۔ انہوں نے شہادت طلب کی۔ جو حضرت علیؓ پیش نہ کر سکے۔ نتیجتاً فیصلہ نصرانی کے حق میں سنا دیا گیا۔ حضرت علیؓ نے اسے قبول کرتے ہوئے فرمایا۔ شریح تم نے ٹھیک فیصلہ کیا۔ فیصلہ سُن کر نصرانی حیرت زدہ رہ گیا۔ اور بولا "یہ تو پیغمبرانہ عدل ہے کہ امیر المومنین کو بھی عدالت میں آنا پڑتا ہے۔" (تہذیب تاریخ جلد ۶ صـ ۳۰۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابو جعفر منصور کی ہی مثال لے لیجئے یہ وہ دور ہے جب کہ اسلامی قوانین پر عمل کرنے کی بجائے فرمانروا رسم و رواج پر کاربند ہوتا تھا۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرمانروا ابو جعفر منصور کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔

"اے امیر المومنین! آپ نے اللہ اور اُمت محمدیہ کا مال ان کی مرضی اور اجازت کے بغیر خرچ کیا ہے اس کی آپ کیا توجیہہ کر سکتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حج کیا جس میں آپکے ساتھ آپکے ساتھی بھی تھے۔ اُن کے اور ان کے ساتھیوں پر کل سولہ دینار خرچ ہوئے تھے پھر بھی حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔

"میرا خیال ہے کہ ہم نے بیت المال پر بہت زیادہ بار ڈال دیا"

آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی مجلس میں منصور ابن عمار نے ہم کو کیا حدیث سنائی تھی۔ جس کو سب سے پہلے آپ نے ہی نوٹ کیا تھا۔ وہ حدیث کیا یہ نہیں تھی؟

ابراہیم نے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا:۔

"اللہ اور اس کے رسولؐ کے مال (بیت المال) میں اپنی خواہش کے مطابق تصرفات کرنے والے کچھ لوگ ہیں جن کے لئے کل کو دوزخ کی آگ مقدر کر دی گئی ہے۔"

اس مرحلے پر ابو جعفر منصور کے دربار کا حاشیہ نشین اور کاتب ابو عبیدؓ بول اٹھا امیر المومنین سے اس طرح کا کلام۔؟ حضرت سفیان نے اُسے ڈانٹا اور کہا:۔

خاموش؟ کیوں کہ فرعون نے ہامان کو ہلاک کیا اور ہامان نے فرعون کو، آپ نے یہ کہا اور وہاں سے چلے آئے

(ابو حنیفہ مصنفہ عبدالحلیم الجندی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو کوفہ کا والی مقرر فرمایا۔ کوفہ والوں نے آپ سے اُن کی شکایت کی اور لکھا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ کا غلام تجارت کرتا ہے۔ آپ نے صرف اسی شکایت پر انہیں معزول کر دیا۔ (اسوہ صحابہ جلد دوم صفحہ ۴۶)

حضرت عمرؓ خطبہ دینے کھڑے ہوتے ہیں سلمانؓ فوراً ٹوکتے ہیں کہ ہم آپ کی بات اس وقت تک نہیں سنیں گے۔ جب تک آپ ہمیں مطمئن نہ کریں گے کہ آپ نے یہ کپڑا کیسے بنوالیا۔ آپ کے حصہ میں بھی ہماری ہی طرح ایک چادر آئی تھی۔ آپ لمبے قد کے آدمی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو آواز دی۔ اور کہا کہ بتاؤ اور انہیں جواب دو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا مجھے اور امیر المومنین دونوں کو ایک ایک چادر ملی تھی۔ جس سے حضرت عمرؓ کا لباس تیار نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نے اپنی چادر حضرت عمرؓ کو دیدی۔

یہ تھا وہ انصاف جس کی بنا پر دورِ فاروقی بلندیوں کی اس رفعت کو پہنچ گیا جہاں آج تک کوئی نہ پہنچ سکا۔

خلیفہ ہارون رشید کا دور ایک ایسا دور ہے جب مسلمانوں کی تنزلی شروع ہو گئی ہے لیکن پھر بھی عدلیہ کو اتنے اختیارات حاصل ہیں کہ وہ فرمانروا ہو یا کوئی معمولی آدمی ہر شخص کو یہ حق حاصل تھا۔ کہ وہ دادرسی کے لئے عدالت کے دروازے کھٹکھٹا سکتا تھا

ابو یوسفؒ قاضی القضاء کے عہدے پر فائز ہیں۔ ایک مقدمہ پیش ہوتا ہے جس میں فضل ابن ربیع گواہ بنتے ہیں اور ہارون رشید کی جانب سے ابو یوسفؒ کی عدالت میں پیش ہوتے ہیں۔ ابو یوسفؒ اُن کی گواہی قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ نے بگڑ کر اعتراض کیا کہ اس کی گواہی کیوں رد کی۔ ابو یوسفؒ خلیفہ کی خفگی کی قطعی پرواہ نہیں کرتے اور فرماتے ہیں "میں نے اُسے آپ سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں آپ کا خادم ہوں۔ اگر وہ سچا ہے تو غلام کی گواہی قابل قبول نہیں۔ اور اگر جھوٹا ہے تو بھی اس کی گواہی قبول نہیں کی جا سکتی" (ابو حنیفہ عبدالحلیم الجندی)

ظاہر بیبرس کا زمانہ ہے شیخ محی الدینؒ نووی دمشق میں مقیم ہیں ظاہر محصول وصول کر رہا ہے اس محصول (ٹیکس) کو اس بنا پر جمع کیا جا رہا ہے کہ جنگ درپیش ہے سلطان اس محصول کی وصولیابی کی تائید میں علماء سے فتوے جمع کر رہا ہے ظاہر شیخ محی الدینؒ کو بلواتا ہے تاکہ اور علماء کی طرح شیخ سے بھی اپنے حق میں فتویٰ حاصل کر سکے۔ شیخ آتے ہیں اور جب ظاہر بیبرس سے پورا معاملہ معلوم ہوتا ہے تو فرماتے ہیں۔

"مجھے معلوم ہے کہ تو قیدی بندوق دار کا غلام تھا اور تیرے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ پھر اللہ نے تجھ پر کرم کیا اور تجھے بادشاہ بنا دیا میں نے سنا ہے کہ تیرے پاس ہزار غلام ہیں اور ہر غلام کے پاس زری کا کام کئے ہوئے کپڑے ہیں۔ تیرے پاس سو لونڈیاں ہیں جن میں سے ہر ایک کے پاس زیورات کی گٹھڑی ہے اب اگر تو یہ سارا مال خرچ کر دے اور تیرے غلاموں کے پاس نمدے کے موٹے کپڑے رہ جائیں۔ لونڈیاں زیورات سے محروم ہو جائیں اور صرف کپڑے باقی رہ جائیں۔ ایسی صورت میں میں بھی فتویٰ دے دوں گا کہ تیرے لئے رعایا سے مال وصول کرنا جائز ہے (ابن تیمیہ۔ ابوزہرہ)

حضرت عمرؓ کا معمول تھا کہ جب عمال واپس آتے تو آپ چھپ کر بیٹھ جاتے اور خفیہ طور پر ان کا معائنہ کرتے۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مدائن سے واپس آئے آپ حسب معمول چھپ گئے اور جب ان کی قدیم حالت میں تغیر نہ پایا تو ان سے بے اختیار لپٹ گئے

(اسوہ صحابہ جلد دوم صـ۴۶)

آپ (حضرت عمرؓ) جب بھی کسی عامل کا تقرر کرتے اس کے تمام مال و اسباب کی فہرست تیار کرواتے جب وہ عامل واپس آتے تو آپ اس فہرست سے ان کی مالی حالت کا موازنہ کرتے اس میں جس قدر اضافہ ہوتا اس کا نصف تقسیم کر لیتے۔

آپ نے گورنر مصر عمرو بن العاصؓ کی دولت اسی اصول کے تحت تقسیم کروائی۔ آپ کے پاس ایک شخص نے قصیدہ بھیجا جس میں بہت سے عمال کے نام گنائے اور لکھا کہ ان لوگوں کے مال و دولت کا حساب ہونا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ نے سب کی دولت تقسیم کروائی یہاں تک کہ ان کے پاس صرف ایک جوتہ رہنے دیا۔ اور ایک خود لے لیا۔

حضرت ابوہریرہؓ بحرین سے واپس آئے تو اپنے ساتھ بارہ ہزار درہم لائے اور حضرت عمرؓ نے یہ کل رقم لے لی اور کہا کہ تم نے خدا کا مال چرایا ہے۔ (اسوہ صحابہ صـ۴۴)

حضرت عمرؓ نے اپنے عمال کو حج کے موقعہ پر بلایا جب تمام عمال آگئے اور لوگ بھی جمع ہو گئے تو آپؓ نے فرمایا۔

"لوگو! میں ان عمال کو اس لئے مقرر کرتا ہوں کہ راست روی کے ساتھ تمہاری سرپرستی اور نگرانی کا فرض انجام دیں۔ میں نے انہیں اس لئے ہرگز مقرر نہیں کیا ہے کہ تمہاری جان و مال اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عزت و آبرو پر دست درازی کریں۔ لہٰذا اگر تم میں سے کسی کو کسی عامل کے خلاف ظلم و زیادتی کی شکایت ہو تو کھڑا ہو جائے"

آپ کے اس خطبے کو سن کر ایک آدمی کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے :۔

" یا امیر المومنین ! آپ کے عامل نے ناحق مجھے سو کوڑے مارے ہیں

حضرت عمرؓ نے دریافت کیا۔

"کیا تم اسے کوڑے مارنا چاہتے ہو۔ آؤ اور اس سے انتقام لو"

اس مرحلے پر عمروؓ بن العاص کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں۔

" یا امیر المومنین ! اگر آپ نے اپنے عمال کے ساتھ یہ سلوک کرنا شروع کر دیا تو انہیں سخت ناگوار ہوگا۔ اور یہ ایک مستقل طریقہ بن جائے گا۔ جس پر آپ کے بعد کے لوگ بھی عمل کریں گے۔"

حضرت عمرؓ نے عمروؓ بن العاص گورنر مکہ اور مشہور صحابی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

" پھر کیا میں اس آدمی کو بدلہ نہ دلواؤں۔ جب کہ میں نے اللہ کے رسولؐ کو خود اپنی ذات سے بدلہ دلواتے دیکھا ہے" بعد ازاں آپ شکایت کنندہ سے بولے :۔

" آؤ اور اس عامل سے بدلہ لو۔" (الفاروق)

پورے اسلامی دور کو اٹھا کر دیکھ لیجئے احتساب کا عمل ہر جگہ نمایاں نظر آتا ہے یہ نہیں کہ اس کی زد میں صرف عمال ہی آتے ہیں۔ خلیفۃ المسلمین ہو یا پھر ایک عام فرد احتساب کا عمل سب کے لئے بالکل یکساں نظر آتا ہے۔

حضرت عثمانؓ غنی نے کسی بات پر اپنے غلام کا کان پکڑ کر مروڑ دیا۔ مگر فوراً ہی خیال آ گیا۔ اور آپ نے غلام سے کہا " مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ تو بھی میرا کان پکڑ کر مروڑ تاکہ بدلہ پورا ہو جائے"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب آپ نے بے انتہا اسرار کیا تو غلام نے معمولی طور پر کان کو ہاتھ لگایا۔ آپؓ نے فرمایا۔ نہیں خوب زور کے ساتھ مروڑ اور پھر فرمایا:۔

"وہ بدلہ کس قدر اچھا ہے کہ دنیا میں ہی لے لیا جائے اور آخرت میں اس کا وبال (بدلہ) نہ بھگتنا پڑے" (اشہر مشاہیر جلد ۴ صـ۴۹۷)

احتساب کے اس عمل کی بدولت زمام کار ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آگئی۔ جو راست باز تھے اور آخرت پر ایمان رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ انہیں خلیفتہ المسلمین کا خدشہ بھی لگا رہتا تھا کہ نہ معلوم کب کوئی شخص جا کر انصاف حاصل کرنے کے لئے خلیفہ سے رجوع کرے اور ہماری بازپرس ہو جائے۔ بیوروکریسی کو جس طرح اسلامی ریاست میں نکیل ڈال کر رکھا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ:۔

"جو شخص مسلمانوں کا والی ہے وہ مسلمانوں کا غلام ہے"

(حضرت علی کنز العمال جلد سوم صـ۱۶۴)

مصر کے گورنر اور مشہور صحابی فاتح مصر عمرو بن العاص کے فرزند نے گورنر کا بیٹا ہونے کے زعم میں ایک مقامی باشندے کو بے وجہ پیٹ ڈالا۔ حضرت عمرؓ کو جب اس واقعہ کا علم ہوا۔ تو آپ نے مجمع عام میں گورنر کے معزز فرزند کو اس قبطی کے ہاتھوں سزا دلوائی جسے اس نے بے وجہ مارا تھا اور پھر عمرو بن العاص اور ان کے بیٹے سے مخاطب ہو کر جو الفاظ ادا فرمائے وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں:۔

"تم نے لوگوں کو غلام کب سے بنا لیا۔؟ حالانکہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا۔" (عمر بن خطاب مطبوعہ البیان صـ۱۸۷)

حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کے قاصد سے رعایا کے حالات دریافت فرمائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور پھر فرمایا:۔

"عمال رعایا کی پرواہ نہیں کرتے اور ہر شخص مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں ایک سال مسلسل دورہ کروں گا۔ دو مہینہ شام میں دو مہینہ جزیرہ میں، دو مہینہ مصر میں، دو مہینہ بحرین میں، دو مہینہ کوفہ میں، اور دو مہینہ بصرہ میں قیام کروں گا۔ لیکن ان میں سے آپ صرف شام کا دورہ کر سکے۔ (طبری ص ۲۷۳۸)

حضرت علیؓ کا محاسبہ اتنا سخت ہوتا تھا کہ اچھے اچھے صاحب تقویٰ بزرگ بھی گھبرا اٹھتے تھے اور استعفیٰ تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بصرہ کی گورنری سے استعفیٰ دیدینا اسی بنا پر تھا۔ (علیؓ شخصیت و کردار ص ۱۴۰)

آپؓ نے ایک مرتبہ بصرہ کے گورنر عثمان بن حنیفؓ کو جو خط لکھا وہ آج بھی مرجع الخلائق ہے:۔

"اے ابن حنیف! میں نے سنا ہے کہ بصرہ کے ایک مالدار نوجوان نے تم کو پُرتکلف دعوت دی تھی۔ تم نے اس دعوت کو بلا تردد قبول کر لیا۔ اور انواع و اقسام کے کھانے بڑے اطمینان اور لذت کے ساتھ کھائے۔ مجھے تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم اس قسم کی دعوت میں شریک ہوا کرو گے۔ جن میں غریبوں کو پوچھا نہیں جاتا۔" (ص ۱۶۰)

آپؓ نے قاضی شریح کو جب انہوں نے اپنا مکان بنوایا جس پر کل لاگت اسی دینار آئی۔ تنبیہ کرتے ہوئے اسے اسراف قرار دیا۔ (ص ۱۶۰)

حضرت معاویہؓ نے ایک دفعہ حضرت ابو مریمؓ سے جب وہ ان کے دربار میں حاضر ہوئے تو کہا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"میں تمہاری آمد سے خوش نہیں ہوں" حضرت ابو مریمؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو ٹوکتے ہوئے کہا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا:۔

"خدا جس کو مسلمانوں کا والی بنائے اور وہ ان کی حاجتوں سے آنکھ بند کر کے پردہ میں بیٹھ جائے۔ تو خدا بھی قیامت کے دن اس کی حاجتوں پر پردہ ڈال دے گا" حضرت امیر معاویہؓ پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ لوگوں کی حاجت براری کے لئے ایک مستقل شخص مقرر کر دیا۔ (ابو داؤد۔ کتاب الخراج)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

مزدور تنظیمیں

اسلام اور ٹریڈ یونینز

آج کے دور میں جب ہم ترقی یافتہ ممالک پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان ممالک کی مزدور تنظیمیں بے انتہا مضبوط سنجیدہ، مدبر اور محب وطن ہیں۔ سیاست ہو یا صنعت ہر طرف ان مزدور انجمنوں کا دور دورہ نظر آتا ہے۔ ان کے اپنے بنک ہیں۔ اپنی تعمیراتی کمپنیاں۔ اپنے مختلف صنعتی ادارے۔ یہ ہی نہیں اگر آپ سنگاپور پر نظر ڈالیں۔ تو ایسا لگتا ہے کہ پورا نظام حیات ہی یونینوں کے رحم و کرم پر ہے حکومت ہی یونینوں کی ہے اس کے برخلاف اگر اسلامی ممالک پر نظر ڈالیں تو اولاً تو ایک بھی ملک ہمیں ایسا نظر نہیں آتا جسے ہم ترقی یافتہ کہہ سکیں۔ خام مال سے مالا مال یہ ممالک صنعتی اعتبار سے بانجھ ہیں اور صنعتی ممالک کے محتاج۔ دولت سے مالا مال لیکن تمام مادی وسائل کے باوجود بھی ترقی یافتہ نہیں۔

ان تمام ممالک پر اگر نظر ڈالیں اور مزدور انجمنوں کا حال دیکھیں تو ہمیں اس شرمناک صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کہ ان ممالک کی مزدور تنظیمیں بے انتہا کمزور نحیف اور لاغر ہیں۔ ان ممالک کے عوام الناس کو یا تو مزدور تنظیموں کے بارے میں کچھ علم ہی نہیں یا پھر وہ انہیں ایسی جماعتیں سمجھتے ہیں جن کا اسلام سے دور دور کوئی علاقہ نہیں۔ اسلامی ممالک کی تقریباً تمام حکومتوں کا رویہ مزدور تنظیموں سے معاندانہ ہے ارباب حل وعقد انہیں مذہب کے خلاف ایسی جماعتوں سے تعبیر کرتے ہیں جن کی اجازت مذہب میں نہیں ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان ممالک کے بڑے بڑے اسکالر بھی مزدور تنظیموں کی ابجد تک سے واقف نہیں اور مذہبی رہنما پتہ نہیں کیوں ان تنظیموں کے سلسلے میں عوام الناس کو کچھ بتانے کی بجائے انہیں خارج از مذہب تصور کرتے ہیں۔ پورے اسلامی لٹریچر کو اٹھا کر دیکھ جایئے ایک بھی قابل ذکر کتاب ایسی نظر نہیں آتی جسے ہم کسی بھی نظریئے کی دیگر کتب کے مقابلے میں پیش کر سکیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے اور اسلام کے تمام پیغمبران کو اٹھا کر دیکھ جایئے سوائے حضرت سلیمانؑ کے سب ہی محنت کش ہیں حضرت نوحؑ بڑھئی کا پیشہ کرتے تھے۔ حضرت ادریسؑ درزی تھے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضور اکرمؐ بھیڑیں چراتے تھے۔

مفکرین اسلام نے یا تو مزدور انجمنوں کا اپنی تصانیف میں ذکر نہیں کیا یا پھر محنت کی عظمت کا اتنا سرسری انداز میں ذکر کیا ہے جیسے یہ قطعی طور پر غیر ضروری ہو اور مزدور تنظیمیں اسلامی نقطہ نظر کے تحت قطعی حرام ہوں۔ جن کی اسلامی معاشرے میں کوئی گنجائش ہی نہ ہو۔ اس عدم توجہی کا نتیجہ ظاہر ہے کہ کیا ہوگا۔ ہم سب جانتے ہیں۔ کہ قانون قدرت کبھی بھی خلا رہنے نہیں دیتا۔ اس خلا کو کہیں سرمایہ داری نظام سے پُر کیا گیا اور کہیں اشتراکی نظام سے مسلمان مزدور متاثر ہوئے اور انہوں نے اپنی انجمنوں کی تشکیل انہیں دو نظام ہائے حیات سے متاثر ہو کر کیں۔ یہ دونوں نظام بھی فانی انسانوں کے اپنے تخلیق کردہ ہیں۔ لہٰذا اس کا نتیجہ بھی وہی ہوا جو ان انسانوں کا دوسرے شعبہ ہائے حیات کے سلسلے میں ہے۔ اسلام سے لاعلمی کے باعث اور مزدوروں کی صحیح رہنمائی نہ کرنے کی بنا پر آج تمام اسلامی مملکتوں میں مزدور صحیح راہ کی تلاش میں سرگرداں ہیں ان کی مثال ایک ایسے انسان کی مانند ہو کر رہ گئی ہے جو دلدل میں پھنس کر رہ گیا ہو اور اس میں سے نکلنے کے لئے ہاتھ پیر مار رہا ہو جس کے نتیجے میں نکلنا تو درکنار اور دھنستا چلا جا رہا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں سے ملاقاتیں اور درس و تدریس کی
ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ علمی و تحقیقی مصروفیات اور تصنیف کی کتب
جو آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل طباعت کے مرحلہ سے گزریں۔ ان میں تقریباً آٹھ
کی دہائی پر مشتمل تھا۔ یہ مضامین اخبار وطن کے بانی مدیر مولانا محمد باقر
اور اسکے صاحبزادے اور مشہور ادیب مولانا آزاد کے بانی مدیر مولانا ابوالکلام
مقفیٰ و مسجع عبارت پر مشتمل ہیں۔ اس وقت اردو نثر کا یہی انداز تھا۔ اس
زمانہ کے مروجہ اسلوب کے مطابق یہ مضامین بھی مقفیٰ و مسجع ہیں۔ اس
کے ساتھ ساتھ ان میں بعض جگہ ایسے جملے بھی ملتے ہیں جن کا مفہوم
سمجھنا بہت مشکل ہے۔ ان مضامین کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں بعض
مقامات پر ایسا محسوس ہوا کہ ان مضامین کی تدوین و ترتیب میں
کچھ کمی رہ گئی ہے۔ ان مضامین کی اشاعت کے وقت ان کے ساتھ
کچھ حواشی اور تشریحات لکھ دی جاتیں تو ان کی افادیت میں
مزید اضافہ ہو جاتا۔ اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے ان
مضامین کے مشکل الفاظ کی تشریح اور بعض مقامات کی وضاحت
کر دی ہے۔ ہمارا یہ کام کہاں تک درست ہے اس کا فیصلہ تو
قارئین ہی کریں گے۔ ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ
مضامین کی اصل عبارت میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔ ہاں بعض جگہ
عبارت کی روانی کے لئے ہم نے کہیں کہیں کچھ الفاظ کا اضافہ
کر دیا ہے۔ اس کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ اس وضاحت سے کوئی
قاری یہ تاثر نہ لے کہ ہم نے اپنی طرف سے کچھ لکھا ہے۔ ہم نے
کچھ نہیں لکھا۔ ہم نے صرف ان مضامین کی تدوین و ترتیب کی
ہے۔ ان مضامین کے مطالعہ سے ہمیں اندازہ ہوا کہ ان مضامین
کے لکھنے والے کا مقصد صرف اپنے علم کا اظہار نہیں تھا بلکہ
وہ اپنے ان مضامین کے ذریعہ اپنے قارئین کی تربیت بھی کرنا
چاہتے تھے۔ ان مضامین کے مطالعہ سے ہمیں اندازہ ہوا کہ
ان مضامین کے لکھنے والے کا مقصد صرف اپنے علم کا اظہار نہیں تھا بلکہ
وہ اپنے ان مضامین کے ذریعہ اپنے قارئین کی تربیت بھی کرنا
چاہتے تھے۔ ان مضامین کے مطالعہ سے ہمیں اندازہ ہوا کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو سخت سزائیں بھی جھیلنی پڑیں اور جلا وطن بھی ہوئے۔

یہ وہی سبق ہے جس پر عمل کرتے ہوئے مزدور اپنی یونینیں قائم کرتے ہیں کہ اُن کے حالاتِ کار، اوقاتِ کار، تعلیمی و رہائشی اور صحت و طب جیسی ضروری سہولتیں حاصل ہو سکیں۔ علاوہ ازیں وقت کے ساتھ ساتھ دیگر روزمرہ پیدا ہونے والے مسائل سے بخوبی نپٹ سکیں۔ ہم سب ہی جانتے ہیں کہ ہر شخص روز افزوں مہنگائی کے سبب بے انتہا پریشان ہے آج تنخواہ دار طبقے کو جو آمدنی حاصل ہو رہی ہے وہ آنے والے کل میں ہونے والی مہنگائی کے مقابلے میں قطعی طور پر ناکافی ثابت ہوتی ہے ان مسائل سے کوئی بھی شخص انفرادی اعتبار سے نہیں نپٹ سکتا۔

ان کا مقابلہ مزدور اپنی انجمنوں کے ذریعے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلام عین دینِ فطرت ہے۔ اس نے سیاہ اور تاریک دور میں بے زبانوں کو جو زبان دی وہ آج کا معاشرہ ابھی تک نہیں دے سکا۔ اس لئے مزدور اگر اظہارِ رائے کی بات کرتے ہیں یا بڑھاپے کی پنشن کے لئے صدا دیتے ہیں۔ یا پھر حصولِ انصاف کے لئے سعی کرتے ہیں تو یہ سب وہ چیزیں اور ضرورتیں ہیں جو انسان کو مہیا ہونی چاہئیں اور خدا کے بندوں نے ان بنیادی احتیاجات اور حقوق کو محض اپنے جابرانہ فرسودہ بے رحمانہ قوانین کے چنگل میں جکڑ رکھا ہے جن کی بازیابی کے لئے یہ مزدور جماعتیں روز و شب مصروف رہتی ہیں اس طرح درحقیقت وہ اسلام کے درخشاں نظام کے احیاء کی کوشش کرتے ہیں۔

آیئے ہم دیکھیں کہ جن ضرورتوں کے حصول میں مزدور انجمنیں آج جدوجہد میں مشغول ہیں اسلام ان کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مزدور جماعتیں اور اسلام

اسلام کی روح دراصل ظلم کی نفی میں مضمر ہے۔ پورے اسلامی نظام کو اٹھا کر دیکھ جائیے قدم قدم پر ظلم کے خلاف جدوجہد کی ہدایت کی گئی ہے۔ کہیں یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر تم نے ظلم کے خلاف جدوجہد نہ کی تو تم دائرہ اسلام سے ہی خارج تصور کئے جاؤ گے۔ کہیں یہ حکم دیا گیا کہ اگر ظلم کے خلاف کمربستہ نہ ہوئے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔

"قرآن پاک میں مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد کر دی گئی ہے کہ وہ مجبوروں اور بے کسوں کے لئے لڑیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو۔ جو کمزور پا کر دبا لئے گئے ہیں۔"

(النساء - ۷۵)

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں"۔ ہم نے نبی کریمؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کہ جب ظالم کو (ظلم کرتے) دیکھیں اور اس کے ہاتھ کو نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ ان سب کو اپنے عذاب میں گھیر لے

(ابوداؤد، کتاب الملاحم۔ ترمذی، نسائی)

ایک مسلمان پر یہ فرض عین عائد کر دیا گیا کہ خواہ کوئی بھی شعبہ حیات ہو جہاں بھی ظلم ہو رہا ہو۔ مسلمان اس ظلم کو روکنے کی کوشش کرے۔ اس کے لئے جدوجہد کرے۔ اور ظالم کے ظلم کرنے کو روک دے اگر مسلمانوں نے اس فرض کی جانب سے آنکھیں بند کر لیں تو اللہ کا عذاب سب کو تباہ و برباد کر ڈالے گا۔

دوسری حدیث میں ہشیمؒ فرماتے ہیں۔

"میں نے رسول اکرمؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس قوم میں برے کام کئے جا رہے ہوں اور اس قوم کے لوگ اس پر قادر ہوں کہ صورت حال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی اصلاح کریں لیکن وہ ایسا نہ کریں۔ اس کو جلد ہی اللہ ایسی سزا دے گا جس کا اثر سب پر پڑے گا۔

(ترمذی، نسائی)

ایک اور مقام پر حضور اکرمؐ نے فرمایا:۔

"اللہ پورے اجتماع کو چند مخصوص افراد کے طرز عمل پر اس وقت تک سزا نہیں دیتا جب تک ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے درمیان برائی دیکھیں اور اس کے مٹانے پر قادر ہونے کے باوجود اسے مٹانے کی کوشش نہ کریں۔ جب وہ ایسا کرتے ہیں تو اللہ ان مخصوص (مجرم) افراد اور عوام سب کو عذاب کے دائرے میں لے لیتا ہے

(مشکوٰۃ۔ روایت احمد)

امام مالک سے روایت ہے کہ انہیں یہ معلوم ہوا کہ نبی اکرمؐ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہؓ نے فرمایا:۔

"اے اللہ کے رسول کیا ہمارے درمیان صالح (نیک) لوگ ہوں تو بھی ہم ہلاک ہو سکتے ہیں؟"

"نبی اکرمؐ نے فرمایا" ہاں، جب برائی بہت زیادہ ہو جائے۔"

اسلام ایک ایسی اجتماعیت چاہتا ہے جس میں ہر فرد دوسرے فرد کا مددگار ہو۔ اور پورے اجتماع کی فلاح و بہبود کا خواہاں ہو۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہوتے ہیں۔ (توبہ:۔ ۷۱)

دوسری جگہ مسلمانوں کا حکم دیا جاتا ہے۔

"بھلائی اور تقویٰ (کے کاموں) میں ایک دوسرے سے تعاون

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرو۔ اور ظلم و زیادتی اور گناہ میں تعاون نہ کرو۔ (المائدہ:۲)

نبی اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"اللہ کے بندے اور ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہو" (مسلم)

اور یہ کہ

"ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (خطبہ حجتہ الوداع)

اللہ رب العزت مسلمانوں کی خصوصیت بیان فرماتے ہیں ارشاد ہوتا ہے۔

"مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہوتے ہیں"۔

(توبہ:۔ ۷۱)

مندرجہ بالا احادیث اور قرآنی احکامات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ دائرہ اسلام کے قبول کرنے والے طابع ہو جاتے ہیں ایک ایسے نظام حیات کے اور اپنے آپ کو منسلک کر لیتے ہیں۔ ایک ایسے رشتے سے جس میں آجانے والا ہر فرد ایک دوسرے کا غمخوار اور غمگسار ہوتا ہے اس حد تک کہ جیسے ایک ہی جسم اور روح سے منسلک ہو۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس پر یہ فرض بھی عائد کر دیا جاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ظلم و ستم اور بدی کی طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کریں۔ اور ان کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں۔ اگر ایسا کرنے میں کوتاہی کی گئی۔ تو پھر اللہ کی طرف سے واضح اعلان کر دیا گیا۔ وہ یہ کہ عذاب عام کو پورے معاشرے پر مسلط کر دیا جائے گا۔ یہ بھی نہیں دیکھا جائے گا کہ اُن کے درمیان عبادت گذار اللہ کے فرمانبردار اور اطاعت شعار بندے موجود ہیں۔ سب ہی کو سزا اور عبرت ناک سزا دی جائے گی۔

15627

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی امت کو اللہ نے بہترین امت قرار دیا ہے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے جو وصف اس امت کا بیان کیا گیا وہ یہ ہے کہ یہ امت ہر خیر کا کام کرتی ہے اور ہر شر کو نہ صرف روکتی ہے بلکہ بدی کے مقابلے میں سینہ سپر ہو کر ڈٹ جاتی ہے قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

"تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو۔ بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (آل عمران :۔ ۱۱۰)

دوسری جگہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم اپنی جماعتیں تشکیل کرو جن کے ذریعے تم نیکیوں کو پھیلاؤ اور برائیوں کا قلع قمع کرو۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے :۔

"تم میں ایک گروہ ایسا ضرور ہونا چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائے بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے" (آل عمران :۔ ۱۰۴)

اسلامی ریاست میں اگر لوگ نیکی کو پھیلانے اور اس فریضہ کو انجام دینے کے لئے اپنی کوئی جماعت منظم کرنا چاہیں تو انہیں اس کا قطعی طور پر حق حاصل ہے اپنے جائز حقوق کے تحفظ، شکایات کے ازالے اور مسائل کے حل کے لئے قائم کی جانے والی تنظیم اور اس کے اجتماعات پر بھی اسی اصول کا اطلاق ہوگا۔ البتہ ایسی تمام جماعتیں جن کے قیام کا مقصد ہی معاشرے کو ابتلا اور مصائب میں مبتلا کرنا ہو ایسی جماعتوں کی اسلامی معاشرے میں قطعی کوئی اجازت نہیں کوئی بھی ٹریڈ یونین اگر اس لئے قائم کی جائے کہ مزدور یا محنت کش کے حالات کار کو عملی جدوجہد کے ذریعے بہتر بنانے کی سعی کی جائے ایسی سرگرمیوں کی اسلام میں نہ صرف اجازت ہے بلکہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ایسی جماعتیں ضرور بالضرور قائم کی جائیں۔

ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ معاشرے میں لوگ صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اجتماعیت سے درگزر کرتے ہیں اجتماعی مسائل سے صرف نظر کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ جب کہ اجتماعی تنظیموں، جماعتوں اور اداروں کو چلانے کے لئے جو اصول اسلامی دستور میں مسلمانوں کو دیا گیا ہے اس کے مطابق اجتماعی امور باہمی مشورہ کے ذریعے طے پائے جائیں۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

"اور مسلمانوں کے امور باہمی مشورہ سے طے پاتے ہیں" (شوریٰ:۔۳۸)

قرآن پاک میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:۔

"اور آپ معاملات میں لوگوں سے مشورہ کیجئے لیکن جب ارادہ کر لیں تو پھر اللہ پر توکل کیجئے۔

دوسری جگہ اللہ پاک فرماتا ہے:۔

"اور جن لوگوں نے اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہا۔ نمازیں قائم کیں اور ان کے معاملات باہمی مشاورت سے طے ہوتے ہیں اور وہ اللہ کے بخشے ہوئے رزق سے خرچ کرتے ہیں (شوریٰ)

اسلامی معاشرے میں ہر فرد کے لئے لازم ہے کہ وہ اس اجتماعیت کے ساتھ پوری طرح وابستہ رہے کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے اجتماعی فرائض انجام دینے میں کوتاہی کا مرتکب ہو۔ اور اپنی انفرادیت سنبھالے ہوئے اجتماعی فلاح و بہبود سے بے نیاز ہو کر صرف اپنے مادی مفادات کی ترویج و ترقی چاہے۔ جماعت سے ہٹ کر کوئی بھی اپنے کسی فعل کو اللہ کے نزدیک نہ تو مقبول بنا سکتا ہے اور نہ ہی ایسے کسی بھی فعل کو اسلامی معاشرے میں قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا:۔

"جس نے اطاعت ترک کر دی اور جماعت سے کٹ گیا اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ایسی حالت) مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا" (روایت ابوہریرہؓ مسلم)

ایک اور جگہ فرمایا:۔

"کیوں کہ جس نے جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدگی اختیار کی اور مرگیا تو یہ جاہلیت کی موت ہوئی"۔ (مسلم جلد ۲ صـ ۱۲۸)

حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔

"اسلام بغیر جماعت نہیں۔ جماعت بغیر نظم امارت نہیں، اور امارت بے معنی ہے اگر اس کی اطاعت نہ کی جائے" (مسند داری)

اجتماعیت اسلامی معاشرے میں ایک ایسا فطری تقاضا ہے جس کے بغیر کسی مسلمان کی زندگی اُس کے اعمال و افعال سب ہی بے قدر تصوّر کئے جاتے ہیں۔ اسلام جماعت کے لئے زور در اصل اس لئے دیتا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ ایک بلند تر مقصد کا حصول چاہتا ہے یہ مقصد اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کے قیام کے علاوہ انسان کے منصب خلافت کا براہ راست تقاضا کرتا ہے۔ اللہ کے بندوں کو تمام تکالیف سے نجات دلانا۔ ان کی بنیادی احتیاجات کے حصول کے لئے جدوجہد کرنا۔ انہیں انصاف کے حصول میں مدد پہنچانا۔

قرآن مسلمانوں کی ایسی جماعت دیکھنا چاہتا ہے جو دنیا میں خیر و صلاح کی طرف دعوت دینے اور صالح نظام کے قائم کرنے میں اور انسانی زندگی سے شر و فساد کا ازالہ کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اللہ رب العزت مسلم قوم کو ایک ایسی اُمت کی حیثیت سے دیکھنا چاہتا ہے۔ جو معاشرے کی تمام برائیوں کو یکسر ختم کرنے والی۔ اس کے خلاف جہد مسلسل کرنے والی ہو۔ اور جس کا ہر فرد ہر ایسی جماعت کے ساتھ منسلک ہو جو خیر کے کاموں میں مصروف ہو اور مجبوروں اور بے کسوں کی مددگار ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیئے ہم ان تصریحات کو ذہن میں رکھنے کے بعد ان کا موازنہ موجودہ مزدور تنظیموں سے کرتے ہیں۔ ان انجمنوں کے دساتیر کو اٹھا کر دیکھ جایئے۔ ان میں درج ہے کہ یونین کی تشکیل اس لئے کی جارہی ہے کہ باہمی بھائی چارے کی فضاء قائم کی جائے اور ممبران کی فلاح و بہبود کے لئے تگ و دو کرے گی۔ کارکنان کے جائز مقاصد کے لئے جدوجہد کرے اور ان کے حالات کار اور زندگی کو بہتر بنانے کی سعی کرنے کے علاوہ کارکنان کے لئے انصاف کے حصول کے لئے کوشش کرنا۔ پورے ملک کی کسی ایک بھی یونین کے دستور کو اٹھا کر دیکھ جایئے کسی میں بھی یہ درج نہیں ہوگا کہ یہ یونین اس لئے قائم کی جارہی ہے کہ کارخانے یا صنعت کو تباہی کے غار میں دھکیلے گی یا مشینری کی توڑ پھوڑ کرے گی یا صنعتی بدامنی کو پیدا کرے گی۔ لہٰذا ایک ایسی یونین کی اسلامی نقطہ نظر کے تحت کوئی نہ تو اجازت ہے اور نہ ہی ایسی یونین قائم کی جاسکتی ہے۔ ہاں ایسی یونین یا مزدور انجمنیں جو اپنے دستوروں کے مطابق اپنے فرائض انجام دیں۔ ان کے قیام کے لئے حکم دیا گیا ہے ایک مزدور تنظیم کا سب سے بڑا کام حصول انصاف ہے اور یہ ہی تصور اسلام کا ہے کہ ظلم کو انصاف کے ذریعے ختم کیا جائے اور انصاف کے قیام کے لئے جدوجہد کی جائے۔ دوسرا کام مزدوروں کے لئے بہترین حالات کار کے حصول کے لئے جدوجہد اور بنیادی ضرورتوں کے لئے کوشش کرنا ہے۔

اللہ رب العزت سورہ قریش میں فرماتے ہیں۔

"ان کو عبادت کرنی چاہیئے اس گھر کے رب کی جس نے ان کو بچایا بھوک (اور پیاس) سے اور ان کو امن و امان دیا خوف (اور دہشت) سے۔

مندرجہ بالا آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ رب العزت انسان کے اس حق کی ضمانت دیتا ہے کہ اسے بھوک اور خوف سے بچایا جائے گا۔ ایک مزدور تنظیم بھوک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور خوف کے خلاف جدوجہد ہی کا نام ہے۔ لہٰذا ہم بلا خوف و تردید کہہ سکتے ہیں کہ یونین کا قائم کرنا دراصل شعائر اسلامی کے قیام کے مترادف ہے۔

ہم سب ہی جانتے ہیں کہ اسلام نہ تو پوجا پاٹ کا مذہب ہے اور نہ ہی کاروبار کا کوئی ضابطہ بلکہ ایک ایسا سیاسی، سماجی، معاشرتی نظام ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ مجبوروں بیکسوں بے بسوں اور ناداروں کی پشت پناہی اس طرح کی جائے کہ محروم افراد کو اپنی محرومی کا احساس نہ ہو۔ اور ظالم اپنے ظلم کرنے سے اس لئے باز رہے کہ اسے ایک روز، ایک ایسے منصف اعلیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے جو تمام کائنات میں سب سے قوی اور افضل ہے۔ جو ہر شے پر نہ صرف قادر ہے بلکہ جو روز جزا و سزا کا مالک ہے۔

مزدور تنظیموں کی جانب اگر نظر ڈالئے تو ایک بات نظر آتی ہے وہ یہ کہ ان کا مقصد بھی یہ ہی ہے کہ محروموں کی اشک شوئی کی جائے اور احساس محرومیت کو ختم کیا جائے اللہ کے رسولؐ محنت کشوں سے از حد درجہ محبت فرماتے تھے۔ اور کیوں نہ ہو کہ اللہ رب العزت بھی محنت کشوں سے محبت فرماتے ہیں۔ آپ کی ایک مشہور حدیث ہے۔

"اللہ اس بندہ مومن کو عزیز رکھتا ہے جو کسی پیشے کے ذریعے روزی کماتا ہو" (بخاری)

جب بھی دنیا میں کوئی پیغمبر اللہ کا پیغام لے کر آیا۔ الفاظ قرآن میں ہمیشہ ہی اس کی مخالفت میں امیر اور صاحب ثروت پیش پیش رہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے۔

"ہم نے جب کبھی کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (رسول) بھیجا تو اس کے (بستی کے) خوشحال لوگوں نے یہ ہی کہا کہ ہم تو اس چیز کا انکار کرتے ہیں جسے لے کر تم بھیجے گئے ہو۔ (سباء :- ۳۴)

یہ ہی نہیں قرآن پاک میں ایک اور جگہ پر اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز لوگ کہیں گے کہ۔

"اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنی قوم کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بڑے لوگوں کی پیروی کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے
بھٹکا دیا اے ہمارے پروردگار! ان (سرداروں اور بڑے لوگوں)
کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت کر" (الاحزاب ۶۷۔۶۸)

ہم سب جانتے ہیں کہ مزدور انجمنیں اپنے مقصد میں معاشی ناہمواری کو ہمیشہ پیش نظر رکھتی ہیں۔ اور اسی کی بنا پر ہمیشہ جدوجہد میں مشغول رہتی ہیں۔ اس کے برخلاف سرمایہ دار ہمیشہ ہی اس بنا پر کہ وہ سرمایہ دار ہے ظلم کی جانب مائل ہوتا ہے وہ اپنے سرمائے کے بل پر ہر وقت غرور و تمکنت میں مبتلا رہتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے

"اور ہم نے کتنی ہی ایسی بستیاں غارت کر دیں جو اپنی معاشی
حالت پر اترانے لگی تھیں تو یہ ہیں ان کے گھر بار جو ان کے بعد
بہت ہی کم آباد ہو سکے"۔ (قصص :۔ حہ)

علاوہ ازیں ایک اور جگہ پر قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ :۔

"جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو اس کے
خوش حال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے
لگتے ہیں۔ تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور
ہم اُسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں"۔ (بنی اسرائیل :۔ ۱۶)

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اولین دس ایمان لانے والوں میں سے ہیں اور ہم سب ہی جانتے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں آپ نے بے انتہا مصارف برداشت کئے حضور اکرمؐ آپ کے لئے فرماتے ہیں :۔

"تم جنت میں گھسٹتے ہوئے داخل ہو گے"۔

اسلام ہمیشہ ہی غریبوں اور مسکینوں کے لئے ڈھال بن کر سامنے آیا۔ اس کی مثال آپ دیکھ چکے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"رسول اکرمؐ نے ان اونٹوں کو جن پر ان کے مالکوں کو سواری کی چنداں ضرورت نہ تھی جب کہ کتنے ہی مسلمان مسافر سواری سے محروم تھے، شیطان کے اونٹ قرار دیا۔"

ہم دیکھتے ہیں کہ شاندار موٹریں چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے اِدھر اُدھر دوڑتی پھرتی ہیں۔ جب کہ ہزاروں افراد بسوں کے چند ٹکٹوں سے بھی محروم۔ اور ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگوں کو چلنے کے لئے ٹانگیں بھی میسّر نہیں (لنگڑے معذور) ایسی صورت حال کی اجازت اسلامی معاشرے میں کسی کو میسّر نہیں۔

اسلام اپنے پیروؤں کو مادی ساز و سامان سے بے نیاز اور سامان تعیش سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ سادگی کے ساتھ راستبازی کے ماحول میں زندگی اختیار کریں۔

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"درہم (دولت) کا پرستار ہلاک ہو۔ دینار کا بندہ ہلاک ہو مخملی شال کا غلام ہلاک ہو۔ ہلاک ہو اور منہ کے بل گرے۔ پھر جب اسے کانٹا چبھے تو وہ بھی نہ نکالا جائے (بخاری)

اسلامی معاشرے میں ارتکاز سرمائے کی قطعی طور پر اجازت نہیں۔ کسی بھی سرمایہ دار پر معاشرے کی اتنی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ سرمایہ جمع ہونا تو کجا حقوق کی ادائیگی بھی محال ہوتی ہے۔ اس کی مثال اوپر دی جا چکی ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تاریخی حقائق

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ آج کی ٹریڈ یونینوں کا ہمیں اسلامی تاریخ میں کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ لیکن ایسے ادارے ضرور نظر آتے ہیں جو بھائی چارے اور محبت کی فضا قائم کئے ہوئے تھے اس کے ساتھ ہی مزدوروں اور غریبوں کی مشکلات میں ان کی مدد کرتے نظر آتے ہیں۔ مارکوپولو کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس سیاح نے دنیا کا سفر کیا اور اس زمانے کی دنیا سے ہمیں روشناس کرایا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مارکوپولو سے بھی قبل ابن بطوطہ نے (۱۳۰۴ تا ۱۳۷۸) ساری دنیا کو اپنی سیاحت کے ذریعے دیکھا اس کے حالات قلم بند کئے اور جود و کرم کے وہ ادارے ہمیں بتلائے جو مسلم شہروں میں موجود تھے یہ انجمنیں یا ادارے جن کا ذکر ابن بطوطہ اپنے سفرنامے میں کرتے ہیں اُن ایشیائی مسلم شہروں میں واقع تھے جنہیں ہم آج پسماندہ سمجھتے ہیں۔ یہ جماعتیں بہ اعتبار پیشہ قائم تھیں۔ ان جماعتوں کے اپنے مراکز ہوتے جو نہ صرف ان کے صدر دفتر کے طور پر کام کرتے بلکہ ان کی تقریبات اور مذہبی معاملات بھی انہیں مراکز میں ادا ہوتے ابن بطوطہ ان کے بارے میں رطب اللساں ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان جماعتوں کی مہمان نوازی ان کے بہترین رسم و رواج اور ان کے ملنے کے اشتیاق کی قدر و منزلت قابل دید ہوتی تھی۔ ہر جماعت کا اپنا ایک امیر ہوتا جسے یہ امام یا شیخ کہتے۔ اور اس کا ہی حکم حکم آخر ہوتا۔ ہر پیشے کی یہ جماعت اپنے امیر کی معرفت حکومت وقت سے جسے محتسب کہتے تھے۔ اپنا رابطہ رکھتی۔ انہیں جماعتوں کے دفاتر میں مزدوروں اور مالکوں کے تنازعات طے کئے جاتے یہ پیشہ ور جماعتیں صنعتوں کو کنٹرول کرتی تھیں۔ ان صنعتوں کے لئے اُصول و ضوابط وضع کرتیں۔ شاگرد پیشہ کاریگر یا نگران (سپروائزر) کے فرائض کا تعین ان ہی مرکزوں میں ہوتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان جماعتوں کی پیشگی اجازت کے بغیر کسی کو بھی کوئی کارخانہ قائم کرنے کا حق حاصل نہ تھا۔ جب بھی کوئی نئی صنعت لگتی اس مرکز میں باقاعدہ ایک جشن منایا جاتا۔ کسی شخص کی شاگرد پیشہ سے کاریگر۔ یا کاریگر سے سپروائزر کے عہدے پر ترقی ہونے کی صورت میں بھی یہاں جشن کا اہتمام کیا جاتا۔ اس جشن کی تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوتا اور اختتام حضور اکرمؐ پر درود اور صلوٰۃ پر ہوتا۔

یورپی جماعتیں صلیبی جنگوں کے بعد انہیں اسلامی جماعتوں سے متاثر ہونے کے بعد قائم ہوئیں۔ سر ارنسٹ پارکر SIR ERNEST PAKER. تاریخ کے مشہور پروفیسر ہیں اور کیمبرج یونیورسٹی میں اس وقت بھی مصروف عمل ہیں اپنی ایک کتاب میں کہتے ہیں۔ یورپی پیشہ ور جماعتیں اسلامی دنیا کی جماعتوں سے جو الاصناف کہلاتی تھیں متاثر ہو کر قائم ہوئیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یورپ میں یہ جماعتیں صلیبی جنگوں کے پچاس سال بعد قائم ہوئیں۔

اسلامی پیشہ ور جماعتیں انیسویں صدی کے اوائل تک قائم رہیں مصر کے مفکر اور مشہور علمی شخصیت علی پاشا مبارک (۱۸۲۳ - ۱۸۹۳) ہم پیشہ جماعتوں کی تعداد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مصر میں ان کی تعداد ۱۹۸ تھی جب کہ ان کے ممبروں کی تعداد ۴۸۹ - ۳۶ تھی۔ وہ اسے پرانے زمانے کی اسی پرانی روش کی روشن لکیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ مرکز کا امیر تلاوت قرآن پاک کے بعد شاگرد پیشہ کی ماہر یا کاریگر کے عہدے پر ہونے والی ترقی کی تقریبات کا آغاز کرتا اور ترقی پانے والے کی کمر میں ایک پٹکا باندھتا

ان مراکز کے امیروں کے حکومت وقت سے تعلقات ہوتے تھے اور وہ حکومت کی منظور شدہ یا تسلیم شدہ ایسے واسطے ہوتے جن سے نہ صرف صنعتی امن قائم ہوتا بلکہ ملازم پیشے کے حقوق کا تحفظ بھی کیا جاتا۔ یہ مراکز تیسری صدی سے تیرھویں صدی (۱۳۰۰) تک نہایت فعال کردار ادا کرتے رہے اور پورے معاشرے کو نہایت صحت مند

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خطوط پر سنبھالے رہے۔

ہم آج کی اپنی ٹریڈ یونینوں اور پرانے زمانے کے ان اسلامی مراکز کے درمیان فرق تو محسوس کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ موجودہ ٹریڈ یونین کا تصور وہیں سے ملتا ہے اگر ہم جیسا کہ آج کہا جاتا ہے کہ ٹریڈ یونین اسلام کی عین ضد ہیں یا ان کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے کہ مفروضہ کو درست تسلیم بھی کر لیں تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تیسری صدی کے یہ اسلامی مراکز جن کا ذکر ابن بطوطہ اپنے سفرنامے میں کر رہا ہے آخر کس طرح قائم تھے اور پھر اس وقت کے علماء اسلام نے ان اداروں کے قیام کی اجازت کیوں دی۔

محنت کشوں کے حقوق

ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو ہمیں بہتر نظر آتی ہے اُسے ہم مغربی آقاؤں کا عطا کردہ تحفہ تصور کرتے ہیں۔ خواہ وہ کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو اور پھر ہم نے اپنے بزرگوں کی باتیں بھی اگر کبھی سنیں تو غیروں سے اگر غیروں نے ہمارے اسلاف کی تعریف کی تو ہم نے بھی انہیں قابل قدر گردانا۔ اور پھر ان اغیار نے ہمارے افلاس کی جو باتیں ہم تک پہنچائیں وہ ان کے اپنے اغراض کے طابع تھیں۔

آٹھ گھنٹے کے اوقات کار کا معاملہ ہو یا ہفتہ واری چھٹی کا۔ علاج معالجے کی سہولت کا ذکر ہو یا پھر رہائش کے تدارک کی بات ہم بغیر تحقیق کئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ سب کچھ مغرب یا آج کی ترقی یافتہ اقوام کا تحفہ ہے۔ جب کہ ہم قطعی طور پر یہ بھلا دیتے ہیں کہ آج کی نام نہاد ترقی یافتہ قومیں کل کی پسماندہ اقوام تھیں تاریخ کے صفحات کھول کر دیکھ لیجئے آج کے امریکن جو اپنے آپ کو بے انتہا ترقی یافتہ اقوام میں شمار کرتے ہیں کیا کل کے یہ لفنگے اور غنڈے نہیں ہیں جنہیں انگلستان سے ان کی غیر قانونی حرکات پر جلاوطن کر کے امریکہ میں لا بسایا گیا کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ امریکہ کے اصل باشندوں کو انگلستان سے درآمد کردہ . . . . . .

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کردہ گوری چمڑی والے لوگوں نے بے دریغ تہہ و تیغ کر دیا اور پوری پوری بستیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا۔ کیا آج امریکہ کے بسنے والے سیاہ فام باشندے براعظم افریقہ سے یہ سفاک و جابر لوگ بالجبر پکڑ کر نہیں لاتے تھے۔ کیا ان بدقسمت کالوں کی پوری قدروں والے بے حس لوگوں نے خس و خاشاک میں نہیں ملا دیا۔

یہ لوگ جب انسانیت کی پامالی میں مشغول تھے۔ اس وقت اسلامی معاشرے کی مثال ہونے کا دعویٰ کرنے والی اقوام باوجود اپنی آمریت کے علم و ہنر، فلسفہ و حکمت کے ہر شعبۂ حیات میں بام عروج پر تھیں۔ آج کی یہ پسماندہ اقوام اس وقت رفعتوں کی بلندیوں پر تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ عقلمند لوگ دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہیں ایک ہم ہیں کہ ہمارے اپنے اسلاف کے کارناموں کو ہم جب بھی دیکھتے ہیں تو دوسروں کی عینک سے دیکھنے بجائے اس کے کہ ہم اپنے اسلاف کے قائم کردہ طریقوں پر کاربند ہوں۔ اغیار کے بنائے ہوئے راستوں پر چلنا شروع کر دیتے ہیں۔ جہل کی وادیوں میں سفر کرتے کرتے آخر کار ہم اپنے انجام کو پہنچتے ہیں پھر کبھی دوش دیتے ہیں اپنوں کو اور کبھی شکوہ کرتے ہیں دوستوں سے۔ تباہی کے باوجود بھی ہم اپنے ان "گندم نما جو فروشوں" کو نہیں پہچانتے اور ٹھوکریں کھانے کے بعد پھر انہیں سے رجوع کرتے ہیں الغرض ٹھوکریں کھاتے ہیں اور پھر ان ہی کی بین بجاتے ہیں۔

اگر یہاں یہ عرض کروں کہ اسلام نے محنت کشوں کو آج سے چودہ سو سال پہلے جب کہ آج کی طرح نہ تو صنعتیں تھیں اور نہ ہی ان کا تصور جو حقوق عطا فرمائے وہ آج کی موڈرن سوسائٹی جو اپنے آپ کو پچھلے تمام زمانوں سے افضل شمار کرتی ہے آج بھی مزدوروں کو عطا کرنے سے نہ صرف قاصر ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ عطا نہیں کر سکتی تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے نقطہ نظر کے تحت حقدار کا حق اس کو پہنچا دیا جائے یہ ہی ذمہ داری حکومت کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے خطبے میں فرمایا۔

"خدا کی قسم اگر میں زندہ رہا تو صنعاء کی پہاڑی پر موسیقی چرانے والے کو بھی اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے اس مال میں سے اس کا حق پہنچ جائے بغیر اس کے کہ اس کا چہرہ سرخ ہو۔ (کتاب الخراج - ۲۱۲)

اسلام ارتکاز سرمائے کی اجازت کسی طور پر بھی نہیں دیتا۔ یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ سرمایہ ہمیشہ اکٹھا ہوگا یا تو استحصال سے یا پھر حقوق کی ادائیگی نہ کرنے سے:۔

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

اور وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم راہ خدا میں کیا خرچ کریں۔
کہو جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو۔ (البقرہ - ۲۱۹)

اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے سورہ الحشر میں اللہ پاک فرماتا ہے۔

"تاکہ وہ تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے" (الحشر - ۷)

اسلامی معاشرے میں ہر فرد کو نہ صرف جینے کی آزادی ہے بلکہ اس کے ساتھ ہی اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ اس کے حقوق پر کوئی مداخلت نہ کرے۔ نہ ہی اس کی کمائی (املاک) چھینے۔ نہ ہی کسی کو یہ حق ہے کہ وہ دوسرے کا حق بالجبر چھین لے یا اسے اپنے قبضے میں لے لے قرآن پاک میں حکم دیا جاتا ہے۔

"اور تم باطل طریقے سے ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ" (البقرہ - ۱۸۸)

حضور اکرمؐ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا۔

"جو شخص اپنا مال بچانے میں مارا جائے وہ شہید ہے (بخاری)

اسلام نے مزدوروں کی بنیادی ضرورتوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر اصول متعین کئے ہیں جو نہ صرف ۱۴۰۰ھ میں ہی نافذ العمل ہو سکتے ہیں بلکہ جب تک یہ دنیا قائم ہے یہ اصول ہر دور کی ضرورت کے مطابق ہوں گے۔ اسلامی معاشرے میں مزدور اور مالک دونوں

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دراصل شریک کار ہوتے ہیں اور دونوں کے درمیان ایک ایسا معاہدہ ہوتا ہے جسے پورا کرنا دونوں فریقوں کی اولین ذمہ داری ہوتی ہے فریقین میں کوئی کسی سے برتر شمار نہیں کیا جاتا دونوں کے حقوق مساوی تصور کئے جاتے ہیں۔ دونوں ہی اس معاہدے کے پابند تصور کئے جاتے ہیں۔

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں:۔

ایک مزدور کے طے شدہ حق کو بہانے (حیلے) سے غضب کرنے والا امیر آدمی ظلم کا مرتکب ہوتا ہے۔ (بخاری)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اے اللہ کے فرمانبرداروں اپنے معاہدے پورے کرو اور صدق دلی کے ساتھ اپنے وعدوں پر قائم رہو اور یاد رکھو تمہیں ہر عمل کی جواب دہی کرنی ہے۔ (المائدہ)

ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں مزدور کے استحصال کا سب سے بڑا سبب ملک میں پھیلی ہوئی بے روزگاری ہوتی ہے جس کا پورا پورا فائدہ سرمایہ دار اٹھاتا ہے اور بے چارہ مزدور باوجود اس حقیقت کے جانتے ہوئے سرمایہ دار کی پہلے سے مقرر کردہ شرائط پر ملازمت اختیار کرتا ہے۔ ایسے معاہدات، وعدوں اور پابندیوں کی اسلام میں قطعی طور پر کوئی اہمیت نہیں جن کی اساس ظلم پر رکھی جائے۔ ایسے معاملات میں اگر کوئی فریق پابندی قبول کرنے سے انحراف کرے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں مثال کے طور پر اگر کسی شخص سے یہ کہا جائے کہ تم دھوکہ دہی کرو یا اس سے جوا کھیلنے کے لئے کہے تو کسی پر کوئی پابندی نہیں کہ معاہدے کو پورا کرے اور نہ ہی زبردستی دھونس سے کام لے کر معاہدے پر عمل درآمد کرایا جا سکے گا۔ علاوہ ازیں اسلامی معاشرہ اس بات کی، اجازت بھی نہیں دیتا کہ محض بے کاری کی بنا پر کسی مزدور کو کم مزدوری دے کر اس کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

استحصال کیا جائے۔

اگر کوئی معاہدہ بلا کسی جبر کے اور فریقین کی مرضی و منشاء سے کیا جائے تو پھر اس معاہدے کو پورا کرنا ہی پڑے گا۔ یہ بات تو ہم روزمرہ ہی مشاہدہ کرتے ہیں کہ قاتل اس بنا پر اپنی جان نہیں چھڑا سکتا کہ اس سے زبردستی قتل کروایا گیا تھا۔ اسی طرح کوئی سرمایہ دار یہ کہہ کر اپنی گلو خلاصی نہیں کر سکتا کہ حالات اس کے قابو سے باہر تھے اس لئے مجبوراً وہ ظلم کا مرتکب ہوا۔

حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا۔

ایک انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ معاہدہ کی پابندی کرے اس کی تمام شرائط کے ساتھ اگر وہ (شرائط) اسلام کے منافی نہیں

(مجمع الزوائد جلد دوم صـ۸۶)

اسلام نے جس معاشرہ کا تصور انسان کو دیا اس کی بنیاد انصاف، رواداری اور میانہ روی پر ہے جہاں کشمکش کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں فطرت کے نزدیک ترین یہ امن و آشتی کا گہوارہ یہ معاشرہ جس میں قدم قدم پر معاشرے کی حفاظت اور تحفظ حقوق کا درس دیا جاتا ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

نہ تم خود نقصان اٹھاؤ اور نہ ہی دوسروں کو نقصان پہنچاؤ۔

(مجمع الزاوید جلد چہارم صـ۱۱۰)

حضرت عمرؓ کے بارے میں روایت کی جاتی ہے کہ آپ نے ملاوٹ کرنے کی سزا کے طور پر ایک بار پانی ملا ہوا دودھ زمین پر بہا دیا تھا۔ تاکہ تاجر عوام کو دھوکہ دینے سے باز آجائیں۔

(اسلام میں عدل اجتماعی صـ۳۵۹)

اس مختصر بحث کے بعد آیئے اب ایک نظر مزدور مسائل پر ڈالیں اور پھر اندازہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لگائیں کہ آخر اسلامی احکامات ان مسائل کے حل کے لئے کیا ہیں۔

محنت کشوں کے حقوق کی ضمانت

اسلامی معاشرہ میں فرمانروائی کا حق صرف ایسے افراد کو حاصل ہوتا ہے جو خدا سے خوف کھانے والے متقی پرہیزگار اور مومن ہوں۔ اسلامی تاریخ پر ایک نظر ڈالیں تو ہمیں ایسی ایسی امثال نظر آتی ہیں کہ تاریخ عالم آج تک ان کے ہم پلہ یا ان سے کسی قدر کم درخشاں باب پیش نہیں کر سکتی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اسلام کے لشکر کے وہ عظیم ترین سپہ سالار ہیں۔ جنہیں اللہ کی تلوار کا عظیم لقب دربار نبویؐ سے عطا ہوا۔ آپ حضرت عمرؓ کے ماموں زاد بھائی بھی ہیں۔ ان تمام تر خوبیوں کے باوجود بھی جب حضرت خالد بن ولیدؓ دس ہزار درہم اشاس بن قیس کو اپنی جیب سے دیتے ہیں تو حضرت عمرؓ انہیں قطعی معاف نہیں کرتے اور عوام الناس کی رائے کے برخلاف بغیر کسی ایک لمحہ تاخیر کے فوراً اس جلیل القدر جرنیل اور عظیم فاتح کو برطرف کر دیتے ہیں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ اگر خالدؓ بیت المال سے دیتے تو یہ مسلمان کی حق تلفی ہوتی اور اگر انہوں نے بیت المال میں جمع شدہ اپنے حصے سے یہ رقم دی ہے تو یہ اسراف ہے جس کی اسلام میں قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ اصولوں کو قائم رکھنے کی یہ انتہا کسی بھی معاشرے میں دور دور نظر نہیں آتی اور آپ فاتح قلقیہ، ایران اور آرمینا کے لئے بھی اصول میں لچک پیدا نہیں کرتے۔

یہ اسلام ہی تھا جس نے دنیا کو پہلی دفعہ یہ بتایا کہ انسان دنیا میں اللہ کا نائب ہے اور رحم اور انصاف کا منبع ہے اس لئے خلیفہ دنیا میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ تقویٰ، انسانیت، انصاف کے ساتھ ہی ساتھ ایک ایسا معیار قائم کرے جو اللہ اپنے بندوں پر کرتا ہے حضرت عمرؓ جب بھی حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ ہوتے تو آپ انہیں بے انتہا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عزیز رکھتے لیکن معاملہ داری میں آپ نے کبھی بھی کوئی رورعایت یا درگذر سے کام نہیں لیا گیا۔

اسلام میں ارتکاز دولت کی کوئی گنجائش نہیں۔ انسان جو کچھ بھی حاصل کرتا ہے اس سے اس کی جائز حاجات پوری ہونی چاہئیں اور بس۔ زائد از ضرورت دولت دراصل عامتہ الناس کی امانت ہے جس کا خرچ صرف اور صرف عام لوگوں کی بھلائی کے کاموں پر کئے جانے کا حکم ہے۔ اس فلسفہ سے ہٹ کر دولت خرچ کرنے والوں کے لئے آخرت میں مواخذہ کا حکم ہے۔ اسلام اس بات کی قطعی طور پر اجازت نہیں دیتا کہ دولت کو تجوریوں میں زینت بنا کر منجمد کر دیا جائے اور اس طرح پورے معاشرے کی ترقی و فلاح کے تمام راستے مسدود کر دیئے جائیں۔ اصول زکواۃ اسی پر مبنی ہے۔ کوئی فرد جو اپنی دولت کو زیور یا رقم کی صورت میں محفوظ کرتا ہے قرآن حکیم میں اللہ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا۔

" دنیا میں اللہ نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اس سے تم اپنی آخرت بناؤ اور نیک کام کرو اللہ کے بندوں سے حسن سلوک کرو جیسا کہ اللہ رب العزت نے تمہارے ساتھ کیا ہے" (القصص ۔۷۷)

اسلامی معاشرے میں استحصال کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں ہر ہر قدم پر اسلامی سوسائٹی کے ایک عام ممبر کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جو شخص دوسرے کا حق مارے وہ اسلام کے مقرر کردہ اصولوں سے انحراف کر رہا ہے جس کا خمیازہ اسے نہ صرف اس دنیا میں بھگتنا پڑے گا بلکہ آخرت میں بھی اس عمل پر اس کی پکڑ ہو گی یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ وہ اسلامی معاشرے کے دروازے میں بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

اسلامی معاشرے میں افراد کی عظمت اور عزت نفس پر بے انتہا زور دیا جاتا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور اکرمؐ کی حیات طیبہ پوری طرح مطالعہ کر لیجئے آپ کی پوری زندگی عبارت ہے ایک ایسے مقدس جہاد سے جس میں مجبوروں اور مفلوک الحال لوگوں کو آپ نے زمین سے اٹھا کر فلک پر پہنچا دیا۔ باہمی اعتماد، امداد باہمی، جذبہ اخوت بھائی چارے اور قربانیوں کے جو عظیم و روشن مظاہر آپ نے پیش کئے وہ انسانیت کی معراج ہے۔

اللہ رب العزت قرآن حکیم میں فرماتے ہیں۔

تم بھلائی اور تقویٰ میں باہمی تعاون کرو اور ظلم اور گناہ میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو کہ وہ سخت ترین سزا دینے والا ہے۔ (المائدہ - ۲)

ایک اور آیت میں فرمایا گیا ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ اعتدال احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم قبول کرو۔ (النحل - ۹۰)

حضور اکرمؐ جود و کرم کے پیکر ہیں۔ آپ نے اپنی شفقت کے ایسے ایسے مظاہر چھوڑے ہیں۔ جن پر آج تک انسانیت کو جو فخر حاصل ہوا اس کی نظیر کہیں اور دیکھنے میں نہیں آتی۔

جنگ اُحد کے موقع پر آپؐ نے عباس بن عبدالمطلب اور عبدالنجاری ابن ہشام کو معاف کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ آپؐ کے اس فیصلے پر حضرت ابو حذیفہؓ نے اعتراض کیا تو حضرت عمرؓ کو بے انتہا غصہ آیا۔ آپؐ نے نہایت شفقت کے ساتھ حضرت عمرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں عمرؓ صلہ رحمی اختیار کرو سختی سے پرہیز کرو۔ کیا ابھی حذیفہؓ کے والد عتبیؓ نے جام شہادت نوش نہیں کیا۔ حذیفہؓ کے زخم ابھی تازہ ہیں۔ (ترمذی)

حضور اکرمؐ نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا۔

"ظلم اور ستم یوم آخر سیاہ چادر بن کر چھا جائیں گے انسان کو راہ سجھائی نہ دے گی۔ اس کا کوئی ساتھی نہ ہوگا۔ ظالم اکیلا رہ جائیگا کوئی اسے نہ بچا سکے گا۔" بخاری

حضور اکرمؐ نے فرمایا:۔

"تم انسانوں پر ظلم نہ کرو۔ جو انسانوں پر اس دنیا میں ظلم کرتا ہے آخرت میں اس پر سخت ترین عذاب مسلط کیا جائے گا۔"

(متفق علیہ)

اللہ رب العزت اسلامی نقطہ نظر کے مطابق کسی بھی شخص کو دوسرے شخص پر کی جانے والی زیادتیوں حق تلفیوں پر معاف نہیں کرے گا۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اوقات ظالموں کے ظلم کا مرحلہ طویل بھی ہو جاتا ہے لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ جب اللہ کی گرفت آتی ہے تو ان ظالموں کو بچانے والا کوئی نہیں ہوتا یہ حال تو ہماری اس فانی دنیا میں روزانہ ہی ہماری نظر سے گذرتا ہے اللہ جانے کہ آخرت میں ان ظالموں پر کیا گذرتی ہوگی۔

اللہ بندوں کو اپنے معاملات میں تو معاف کر دے گا لیکن بندوں کے معاملات میں بندہ ہی معاف کرے گا۔ تو گلو خلاصی ممکن ہو سکے گی۔ اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتا ہے

اور تیرا رب جب کسی ظلم کرنے والوں کی بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔ فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور دردناک ہوتی ہے۔ (ھود - ۱۰۲)

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"اللہ ظالم کو کبھی بالکل تنہا چھوڑ دیتا ہے لیکن کبھی اسی دنیا میں اور اس دنیا کے بعد بھی ظالم کو بے انتہا دردناک عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے" اس ظالم کی وجہ سے شہروں اور بستیوں پر بھی عذاب کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ نے سنا کہ کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ ظالم کو ہی اُس کے ظلم کا بدلہ ملے گا۔ آپ نے فرمایا "نہیں اللہ جب تباہی مسلط کرے گا تو گھونسلوں میں بیٹھے ہوئے پرندے بھی اس کے عذاب سے محفوظ نہ رہیں گے" (کتاب الخراج)

حضور اکرمؐ اسلامی فلسفہ حیات مندرجہ ذیل حدیث میں بیان فرماتے ہیں۔

"اللہ معاف کرنے والا رحیم اور کریم ہے اس لئے وہ عفو اور درگذر کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے اس کے لطف و کرم کو تم ظلم اور سختی کے ساتھ حاصل نہیں کر سکتے" (مشکوٰۃ)

مندرجہ بالا بحث سے یہ ثابت ہوا کہ اسلامی معاشرے میں قطعی طور پر جبر و ظلم کی کوئی اجازت نہیں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ کسی بھی طرح ظلم کرنا ممکن ہی نہیں تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ اس کے برخلاف اگر مزدور مالک تنازعات پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات شدت سے سامنے آتی ہے کہ ہر دو فریق میں ایک ظالم ہے اور دوسرا مظلوم اسلام میں نظم و ضبط کا جو نظام موجود ہے وہ دراصل از خود اختیاری ہے نہ کہ اُسے ڈنڈے کے زور سے پھیلانے اور قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیا اس نظم و ضبط کو قائم کرنے کے لئے کوئی قانون نافذ کیا جا سکتا ہے۔

اسلام میں ہر ایک کے حقوق و فرائض متعین کر دیئے گئے ہیں۔ مالک کے حقوق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملازم کے فرائض ہیں اور مزدور کے حقوق مالک کے فرائض ہیں۔ اسلامی معاشرے میں اس نظام کی بدولت دراصل کشاکش۔ چھینا جھپٹی۔ حقوق کو غصب کرنے اور ظلم کو روا رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اسلامی حکومت کی اہم ترین ذمہ داری ہے کہ حقدار کو اس کا حق قبل اس کے کہ وہ اپنے حق کی وصولیابی کے لئے تگ و دو کرے۔ اس کو حاصل ہو جائے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔

"خدا کی قسم اگر اس زندہ رہا تو صنعا کی پہاڑی پر مویشی چرانے والے کو بھی اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے اس مال سے اس کا حصہ پہنچ جائے گا۔ قبل اس کے کہ اس کا چہرہ سرخ ہو۔ (کتاب الخراج۔ ۲۱۲)

ہم آج اپنا موازنہ کریں تو ساری مصیبتوں کی ایک جڑ نظر آتی ہے اور وہ ہے، حقدار کو اس کے حق سے محروم کر دینے کی۔ استحصالی عادت۔ یہ ہی صورت تمام شعبوں میں ہونے کے ساتھ ساتھ محنت کے شعبے میں بھی نظر آتی ہے اسی لئے حکیم الامت علامہ اقبال نہ ایک موقعے پر فرمایا تھا۔

تو قادر مطلق ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

آیئے اب ذرا اسلامی معاشرے میں مزدوروں کے حقوق پر ایک نظر ڈالیں۔

سرکار دو عالمؐ فرماتے ہیں۔

یہ تمہارے بھائی تمہارے خادم ہیں جنہیں اللہ نے تمہارا دست نگر بنایا ہے پس جس کسی کا بھائی اس کے ماتحت ہو اسے چاہیئے کہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ تم ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اگر بھاری خدمت ان کے سپرد کرو تو خود ان کا ہاتھ بٹاؤ
(بخاری جلد اوّل)

حضور اکرمؐ نے فرمایا:۔

"جس بندے کو بھی اللہ کچھ لوگوں کا نگراں و سرپرست بنائے اور وہ انہیں اپنی خیر خواہی سے ڈھانپ نہ لے وہ جنت کی خوشبو سے بھی آشنا نہ ہو سکے گا" (بخاری و مسلم)

مندرجہ بالا حکم کی رو سے مزدور اسلامی معاشرے میں محض ایک مشینی کل پرزے کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ معاشرے کا ایک ایسا فرد تسلیم کیا جاتا ہے جو اپنی عزت نفس کے اعتبار سے گوشت و پوست کی ایک ایسی مخلوق ہے جیسی دیگر اور مخلوقیں۔

مولانا منظر احسن گیلانی اسلامی معاشیات کے صفحے ۴۵۷ پر فرماتے ہیں۔ کہ حضور اکرمؐ کی مندرجہ بالا حدیث سے مندرجہ ذیل چار اصول سامنے آتے ہیں یہ ہی اسلامی معیشت کی بنیاد ہیں:۔

ا مزدور و مالک ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھیں یہ رشتہ ہر سطح پر قائم کیا جائے۔ اور اسی پر عمل پیرا ہوا جائے۔

ب بنیادی ضروریات کی تمام چیزیں خوراک و پوشاک میں دونوں کے درمیان کوئی تمیز یا تفریق نہ ہو۔ جو خوراک مالک کھائے وہی مزدور تناول کرے۔ جو کپڑے مالک زیب تن کرے وہی کپڑے مزدور کو بھی میسّر ہوں۔

ج اوقات کار کا تعین اس طرح کیا جائے جو مزدور کی بساط کے مطابق ہو۔

د کام کی نوعیت ایسی نہ ہو کہ مزدور کے بس سے باہر ہو۔ مزدور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے دھونس، زبردستی، جور وستم سے کام نہ لیا جائے۔ اگر کوئی مشکل کام آن پڑے تو اس کام کی انجام دہی کے لئے مزدور کی مدد کی جائے۔

اگر مندرجہ بالا زریں اصولوں پر عمل کیا جائے تو مزدور مالک تنازعات کا کوئی سوال ہی درپیش نہ ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلامی معاشرہ ناقابل عمل معاشرہ نہیں یا اس کی بنیاد خالی خولی نعروں پر مبنی نہیں۔ یہ حقیقت ہم سب ہی جانتے ہیں ہادی برحقؐ اور آپ کے عظیم ترین صحابہ کرامؓ نے ان زریں اقوال پر عمل پیرا ہو کر دنیا کو وہ آفاقی معاشرہ عملاً دکھایا کہ جس کی آرزو وتمنا میں آج کا انسان سرگرداں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ مشہور صحابی ہیں آپ نے ایک مرتبہ خیبر سے آنے والے ایک شخص سے زرخیز علاقے دہیت میں کام کرنے والے مزدوروں کے حالات دریافت فرمائے اس شخص نے جواباً کہا کہ میں نہیں جانتا۔ آپ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ اگر تم وہاں کی خوشحالی اور مفلوک الحالی کے بارے میں جانتے ہو تو تم جانتے ہو کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ اور ان کا شغل کیا ہے۔ پھر آپ نے اپنا چہرہ راوی کی جانب کرتے ہوئے فرمایا۔

"جو کوئی کسی مزدور کو کام پر لگائے اور پھر اس کی مدد کرے تو وہ اللہ کا خادم اور مجتہد ہے"۔ (الادب۔ المفرد صـ ۵۳۶)

مندرجہ بالا اصولوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی معاشرے میں آخرت میں جنت کا حقدار ایسا مالک نہیں ہو سکتا جو مزدور کو اس کے کام میں مدد نہ کرے۔ آج کے ہم کسی بھی معاشرے کا موازنہ اسلامی معاشرے سے کر کے دیکھ لیں تو ہمیں ایک حقیقت شدت سے نظر آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مالک کو وہ تمام عیش وعشرت کے سامان اور راحتیں نصیب ہیں جن کا تصور تک بھی مزدور نہیں کر سکتا۔ مزدور اپنی محنت اور جدوجہد کے ذریعے معاشرے میں جو خوشحالی اور ترقی لاتا ہے خود اس کی اپنی زندگی میں اس ترقی کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسے کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ وہ اپنے گردو پیش جب نظر ڈالتا ہے تو احساس محرومی سے اس کی گردن جھک جاتی ہے۔ اسلامی فلسفہ حیات میں محرومی و یاس کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ دراصل اسلامی معاشرہ کسی طور بھی سرمایہ دارانہ نظام کی پشت پناہی نہیں کرتا۔ وہ تو امیروں دولتمندوں، سرمایہ داروں صنعت کاروں کو حکم دیتا ہے کہ تمہاری دولت درحقیقت تمہاری اپنی ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ عامتہ المسلمین کی امانت ہے جو تمہارے قبضے میں ہے اور تمہیں اس دولت پر صرف اس قدر حق حاصل ہے کہ "کھاؤ، پیو اور بے جا اصراف نہ کرو" تمہارے جائز اخراجات کے بعد جو دولت بچ جاتی ہے اس پر تمہارا کوئی حق نہیں بلکہ وہ امانت ہے پورے معاشرے کی۔ قرآن حکیم میں اس پہلو پر مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔

"مسلمانوں اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کردو اور جب فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔ (النساء ۵۸")

مال داروں کے مال میں سائل اور محروم کے حق کے بارے میں قرآن حکیم فرماتا ہے۔

"اور ان کے مالوں میں حق ہے سائل اور محروم کے لئے (الذریٰت۔ ۱۹)

جب کہ مالداروں کے مالوں میں اسلامی قانون اور احکامات الٰہیہ کے مطابق صرف محرومی اور یاس کے مکمل خاتمے کے لئے یہ واضح حکم دیدیا گیا کہ یہ مال مالداروں کے پاس صرف ایک امانت کی مانند ہے حقیقتاً اس کے مالک اسلامی معاشرے کے ایسے افراد ہیں جو محروم اور سائل ہیں۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ہاتھ جو اس سرمایہ کو پیدا کریں وہ اس کی برکت سے محروم رہیں۔ آج کی اس دنیا میں ہم سب اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہیں۔ کہ محرومی تمام امراض کی جڑ ہے اور مزدور مالک تنازعات دراصل کھڑے ہی اس بنا پر ہوتے ہیں۔ اگر وہ آج سے چودہ سو سال قبل کی اسپرٹ پر عمل پیرا ہوں تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ مسائل پیدا ہوں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ فطرت یا قدرت مسائل نہیں پیدا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتی۔ بلکہ انسان کی حیوانی جبلت ان کو جنم دیتی ہے۔ دوسرے کے حق کو غصب کرنا اس کو محروم رکھ کر اپنی انا کی تسکین کرنا اور اس طرح سرمائے اور دولت کا ارتکاز کرنا ہی معاشرے کے امراض کا سبب ہے۔

اسلام نے احترام آدمیت پر غیر معمولی زور دیا ہے اور خدا کے بعد اسے کائنات کی سب سے محترم اور مکرم ہستی قرار دیا ہے تخلیق آدم کے واقعہ میں بتایا گیا کہ خدا نے اس خاک کے پتلے میں اپنی روح پھونکی اور پھر اُسے مسجود ملائک بنایا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔" (التین۔ ۴ استحصان)

اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ رب العزت انسان کو محروم رکھتا۔ اس کی اجازت اسلامی معاشرے میں کسی بھی طبقے کو نہیں دی جاسکتی۔ حضور اکرمؐ نے معاذؓ بن جبل کو یمن روانہ کرتے وقت فرمایا۔

"انہیں اطلاع دینا کہ اللہ نے ان کے مالوں میں صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے ناداروں پر تقسیم کیا جائے گا۔" (بخاری، موطا، مسلم)

حضور اکرمؐ نے معاشی سرگرمیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے منافع کے سلسلے میں حکم دیا۔

"کام کرنے والے (مزدور) کو اس کے کام کے منافع میں حصہ دو کیوں کہ خدا کا عامل نامراد نہیں کیا جاتا" (مسند احمد)

سرمایہ داروں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"سرمایہ دار اپنے سرمائے کی وجہ سے اور مضارب (مزدور) اپنی محنت کی وجہ سے نفع کا حق دار ہوتا ہے" (ہدایہ۔ کتاب المضاربہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا احکامات خداوندی اور احادیث نبوی سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں حضور اکرمؐ نے مزدور کو غلام تصور نہیں کیا بلکہ گوشت و پوست کا ایسا ذی ہوش فرد گردانا جو معاشرے کی ترقی اور سرفرازی میں کسی شخص سے محض اس بنا پر کم تر یا حقیر نہیں کہ وہ سرمائے سے محروم ہے یا اپنے ہاتھوں سے اپنی روزی حاصل کرتا ہے آپ نے اسے "خدا کا عامل" جیسے عظیم المرتبت لقب سے سرفراز فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ نے محنت کش کے حقوق کی پامالی کو استحصال سے تعبیر فرمایا۔ محنت کشوں کی اجرت یا مزدوری کے علاوہ دیگر مراعات کو اسلامی نقطہ نظر سے مزدوروں پر احسان و کرم سے تعبیر نہیں کیا گیا بلکہ سرمایہ داروں کو بتایا گیا کہ مزدور کی محنت کے باعث سرمائے میں اضافہ ہوا ہے اس لئے مزدور غلام نہیں بلکہ حصہ دار کی حیثیت رکھتا ہے اور اس لئے منافع کو تقسیم کر کے مزدوروں کو ان کا حق ان کے اپنے حق مزدوری کے علاوہ دیا جائے۔

اسی نقطے کی مزید وضاحت آپؐ کی مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے

"اگر تمہارا ملازم تمہاری خدمت میں کھانا پیش کرتا ہے۔ اس کی تیاری میں تمہارے ملازم نے دھوئیں اور تپش کی مشقت برداشت کی ہے اس لئے تم اسے اپنے ہمراہ بٹھاؤ اور کھانے میں شریک کرو۔ اگر مہمان موجود ہوں تو اپنے ملازم کے لئے کھانا بچا کر رکھ دو۔" (بخاری)

"ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کسی دعوت میں تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ اہل خانہ کے خادم (ملازم) دسترخوان پر موجود نہیں آپ نے دریافت کیا تو صاحب خانہ نے کہا پہلے ہم کھا لیتے ہیں اور وہ بعد میں کھاتے ہیں۔ اس پر آپ نے برافروختہ ہو کر فرمایا۔ خدایا! اس قوم کا حشر کیا ہوگا۔ جو اپنے آپ کو اپنے ملازموں پر ترجیح دیتی ہے"

پھر آپؓ نے ان ملازموں کو بلایا اور پہلے انہیں کھلایا اور بعد میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خود کھایا ۔ (الفاروق)

ہم آج رطب اللسان ہیں کہ ہمیں مغرب نے بونس کا نظریہ دیا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے سب سے پہلے محنت کشوں کو اس سے بہرہ ور کیا۔ آج بھی صورت حال یہ ہے کہ مختلف ادارے مزدوروں کو ان کا حق ادا نہیں کرتے اور پھر بونس پر ہی کیا موقوف دیگر مراعات ہی مزدوروں کو کہاں حاصل ہوتی ہیں مثال کے طور پر علاج و معالجے کی سہولت مزدوروں کی رہائش ان کی تعلیم، خوراک یا ٹرانسپورٹ وغیرہ ہی کو لے لیجئے ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے حضور اکرمؐ کی احادیث اور سنتوں سے محض ناواقفیت کے باعث ان تمام مراعات کو مغربی آقاؤں کی عطا کردہ مراعات تصور کیا ہے۔ کاش قیام پاکستان کے وقت ہی مزدوروں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ پاکستان کا مقصد اسلامی نظام کا احیاء ہے اور اسلام نے مزدوروں کے لئے یہ احکامات صادر کئے ہیں یہ مراعات عطا کی ہیں یہ ان کے حقوق ہیں اور یہ فرائض تو کوئی وجہ نہیں کہ صنعتی اعتبار سے یہ خطہ امن کا گہوارہ نہ ہوتا۔ آج کا مزدور نفسیاتی اعتبار سے اپنے آپ کو قطعی طور پر غیر محفوظ تصور کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو مظلوم بھی سمجھتا ہے اور اس کوشش میں سرگرداں رہتا ہے۔ کہ کسی طرح مالک سے زیادہ سے زیادہ حاصل کرے دوسری جانب مالک کی انتہائی کوشش یہ ہے کہ مزدور کو کس طرح سے کم دے۔ یہ باہمی رسہ کشی مزدور و مالک کی معاشی سرگرمیوں کو دیمک بن کر چاٹ رہی ہے صنعتی امن تہہ و بالا ہو کر رہ گیا ہے مالک و مزدور کے درمیان بداعتمادی کی فضا نے زندگی اجیرن کر دی ہے اسلام اس صورت حال کی سختی کے ساتھ نفی کرتا ہے۔ اسلام جبری مشقت کا بدترین دشمن ہے۔

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا۔ ایک وہ جس نے میرا نام لے کر عہد کیا اور اس سے پھر گیا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرا وہ جس نے آزاد کو بیچ کر اس کا مول کھایا۔ اور تیسرے وہ جس نے مزدور سے پوری محنت لی اور پھر اس کی اجرت ادا نہ کی"

(بخاری)

علامہ ہجر اسقلانیؒ اس حدیث مبارکہ کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

"کسی شخص سے بغیر مزدوری ادا کئے محنت و مشقت کرانا دراصل ایک آزاد شخص کو غلام بنانا ہے۔ اس طرح اس کی محنت و مشقت سے حاصل شدہ منافع میں سے اس کو حصہ نہ دینا حقیقتاً ایک آزاد مزدور کو فروخت کر دینے کے مترادف ہے۔ یعنی اسے غلام بنا لینا ہے

(فتح الباری جلد چہارم صـ۲۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے آخری الفاظ جو اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت فرمائے وہ یہ تھے۔

"ہمیشہ نماز ادا کرتے رہو اور اپنے زیر نگیں لوگوں کے حقوق ادا کرتے رہو۔"

ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا۔

"تین وصف رکھنے والے پر موت آسان ہوگی اور اللہ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ ایک وہ جو اپنے ماتحت پر مہربانی کرے گا اور بخشش کرتا رہے۔" (مشکوٰۃ شریف)

حضور اکرمؐ نے ایک مرتبہ فرمایا۔

"ماتحتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا مبارک ہے اور ان کے ساتھ بدخلقی برتنا بدبختی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ مزدور و مالک دونوں ہی غلطیوں کا ارتکاب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں کبھی یہ غلطیاں عمداً ہوتی ہیں اور کبھی سہواً یا بلاارادہ لیکن ایسے معاشرے میں جہاں حقوق کا غصب کیا جانا ایک معمول بن جائے وہاں عفوودرگذر کا معاملہ اختیار کرنے کی بجائے ہر فریق دوسرے فریق کی گرفت کے لئے تیار رہتا ہے اس طرح نفرت اور خوف کی تلوار فریقین کے سر پر لٹکی رہتی ہے اور وہ امن جو پیداواریت کے لئے لازمی جز ہے متاثر رہتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں اس صورتحال کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں حضور اکرمؐ نے دنیا کے سامنے لطف وکرم کا جو مظاہرہ پیش کیا اس کی مثال کسی بھی معاشرے نے پیش کی اور نہ ہی وہ کر سکتا ہے۔ ملازم یا مزدور بھی غلطیوں کا ارتکاب بالکل ایسے ہی کرتا ہے جیسے کہ کوئی اور۔ کبھی یہ غلطیاں عمداً بھی ہوتی ہیں۔

حضور اکرمؐ نے ایسی صورت میں حکم دیا:

"وہ شخص جو اپنے ماتحتوں سے بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہے۔ لیکن اپنے غصے کو قابو میں رکھتا ہے۔ قیامت کے روز اس کا دل مطمئن ہوگا۔" ابوداؤد (بخاری)

حضور اکرمؐ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔

"خبردار اپنے ماتحتوں کے ساتھ نرم خو رویہ رکھنا۔ وہ آقا جو اپنے خادم سے ناروا سلوک رکھتا ہے کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

(کنز العمل جلد اول صہ ۱۸)

ایک مرتبہ ایک صحابی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت فرمایا۔

"یا نبیؐ اللہ ہم کتنی مرتبہ اپنے خادم کو معاف کریں۔ رحمت اللعالمین نے فرمایا اگر وہ روزانہ ستر بار بھی قصور کرے تو معاف کئے جاؤ

(ابوداؤد۔ کتاب الادب

سرکار دو عالمؐ نے ایک مرتبہ فرمایا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اگر جرم کے ثبوت میں (ذرا سا) شبہ ہو جائے تو حد کو دفع کر دو۔
(الاحکام السلطانیہ)

حضور اکرمؐ ہر مرحلے پر محنت کش طبقے کے مفادات کو پیش نظر رکھتے تھے یہی وہ صورت حال تھی جس کی بنا پر عرب کے بدو تمام اقوام عالم میں ممتاز ہوئے۔ سرکار دو عالم نے ایک مرتبہ فرمایا۔

"یاد رکھو تم میں سے ہر ایک خدا کے روبرو روز قیامت اپنے خادم کے سلسلے میں جواب دہ ہوگا۔ (بخاری)

حجتہ الوداع آپؐ کا آخری خطبہ جسے آج بھی اقوام عالم دنیا کی عظیم دساتیر میں شمار کرتی ہیں اُس میں آپؐ لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور بتاتے ہیں۔

"اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو زیادہ تقویٰ شعار ہے کسی عربی کو کسی عجمی پر تقویٰ کے سوا کوئی فضیلت نہیں"۔

آگے چل کر مزید حکم دیتے ہیں۔

"اپنے نفس پر اور دوسروں پر زیادتی نہ کرو۔ اور ہاں تمہارے غلام! ان کا خیال رکھو جو تم کھاؤ اس میں سے ان کو کھلاؤ۔ جو تم پہنو اسی میں سے ان کو پہناؤ۔ اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف نہ کرنا چاہو تو اللہ کے بندو! انہیں فروخت کر دو اور انہیں سزا نہ دو۔"

ایک مرتبہ حضرت ابو یاسرؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ جو لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ وہ ہی لباس آپ کے خادم نے پہنا ہوا ہے آخر کیوں ...؟ آپ نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جواب دیا کہ دیگر چیزوں کے علاوہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اور یہ میرے لئے کہیں بہتر ہے کہ میں اپنی تمام ملکیت اپنے غلام کے حوالہ کر دوں بجائے، اس کے روز قیامت اپنی تمام نیکیوں سے محروم اللہ کے روبرو پیش ہوں۔ (الادب۔ المفرد)

حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

"اگر تم اپنے خادم کو آسان کام دو گے۔ خدا اس کا اجر تمہیں آخرت میں دے گا۔ (کنز العمل جلد ۵ صـ۱۸)

آپؐ نے مزید فرمایا۔

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے خادم سے صلہ رحمی، نرم خو اور بخشش کا معاملہ رکھتا ہے" (کنز العمل جلد ۵ صـ۱۸)

ہم ہر روز ہی یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ آجران مزدوروں کے معاوضہ کی ادائیگی کے سلسلے میں مختلف حیل وحجت سے کام لیتے ہیں یا پھر یوں کہہ لیجئے کہ ڈنڈی مار کر اس کا حق غصب کر لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں کبھی وہ ایک حیلے سے کام لیتے ہیں کبھی دوسرا سہارا لیتے ہیں اور مزدور غریب کے بنیادی معاوضے کو ہضم کر جاتے ہیں اسلام نے اس قسم کے فعل کو سخت ناپسندیدہ فعل قرار دیا ہے اسے بنیادی انسانی حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف قرار دیا ہے اور اس کے تدارک کے لئے اصول وضع کئے ہیں۔ اس پر اگر سرسری نظر ڈالیں تو ایک بات نظر آتی ہے وہ یہ کہ اسلام میں استحصال کی گنجائش ایک لمحے کے لئے بھی روا رکھنے کی اجازت نہیں۔

حضور اکرمؐ اس معاملہ میں فرماتے ہیں۔

"مالک اپنی امارت کے باوجود مزدور کی اجرت وحقوق کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کر سکتا کہ یہ گناہ عظیم ہے"

(متفق علیہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل ادا کی جائے"

(ابن ماجہ)

دراصل اسلامی معاشرے میں حکومت کا فریضہ اوّل ہے کہ وہ کسی کو بھی محسوس نہ ہونے دے کہ وہ تنہا یا لاوارث (یتیم) بے کس و بے بس ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

"جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کا سرپرست اللہ اور اس کا رسول ہے"۔ (ترمذی)

"جو امام ضرورت مندوں، محتاجوں اور مسکینوں پر اپنے دروازے بند کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات اور احتیاجات کے لئے آسمان کے دروازے بند کر دیتا ہے" (ترمذی)

"جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کی سرپرست حکومت ہے"

(ترمذی)

"جو مسلمان قرض چھوڑ کر وفات پائے اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہو گی اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا ہو گا"

(بخاری، نسائی، ترمذی، مسلم)

اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

"ایک دوسرے کا مال غلط طریقہ پر نہ ہڑپ کر لیا کرو، نہ ہی ایسا کرنے کے لئے جھوٹے مقدمے لے کر حکام تک پہنچا کرو۔ تاکہ جانتے بوجھتے لوگوں کا مال ظلماً حاصل کر سکو" (البقرہ - ۱۸۸)

جو شخص کسی مسلمان کا مال بلا استحقاق دبا بیٹھے وہ اللہ کے حضور اس حال میں جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر بہت غضب ناک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے۔" (مسند احمدؒ حدیث ۳۹۴۶)

وہ لوگ جو یہ کہتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کرتے کہ اسلام کا دامن مزدور کے معاملات میں خالی ہے دراصل وہ اسلام کی ابجد سے بھی واقفیت نہیں رکھتے یہاں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جس میں غور و فکر کرنے پر وہ روشنی بالکل واضح طور پر نظر آجاتی ہے جس سے رہنمائی حاصل کر کے کوئی بھی انسان آج بھی پورے معاشرے میں ایسی قیود لگا سکتا ہے کہ پورے معاشرے میں کوئی بھی، احساس محرومی کا شکار نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی کسی کو حاکم وقت سے رجوع کرنے کی ضرورت نہ ہی عدالتوں میں چکر لگانے کی کبھی نہ حل ہونیوالے مسائل کا شکار ہونیکی ضرورت باقی رہتی ہے بلکہ ہر محروم کی محرومی کا ازالہ از خود کر دیا جاتا ہے۔ فرائض و حقوق کے تعین کے بعد مسلسل کشمکش کا سلسلہ ہی ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔

آج ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کچھ افراد یہ تاثر قائم کرنے کی ناکام کوشش میں مشغول ہیں کہ اسلام میں ایک خوفناک قسم کا ایسا تعزیری نظام موجود ہے جس کی ہیبت اور خوف سے جابرانہ نظام حکومت قائم ہو جاتا ہے ایسے لوگ یہ بات بھی اسلام سے محض اپنی ناواقفیت کے باعث کرتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں ہر ایسے جرم کی بیخ کنی مکمل طور پر کر دی جاتی ہے جو معاشرے کی اخلاقی و معاشرتی سرگرمیوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔

اسلام کا مزاج یہ کہ مرض کا علاج کرو اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکو۔ نہ کہ مریض کا علاج کرو۔ اور اسے قبر میں اتار دو۔ اسی فلسفے کی بنیاد پر تمام تعزیریں مقرر کی گئیں ہیں اس کی بڑی واضح مثال اس حقیقت سے ظاہر ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام میں جو شخص بھی چوری جیسے فعل کا مرتکب ہوتا ہے اس کے لئے یہ سزا مقرر ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک صحابی حاطبؓ بن ابی بلتعہ کے غلاموں نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کسی عرب کا اونٹ چُرا لیا۔ اور اس کو ذبح کر کے کھا پی گئے۔ چوری کی شکایت حضرت عمرؓ سے کی گئی۔ آپ نے غلاموں کو طلب کیا۔ غلاموں نے چوری کا اعتراف کیا اور کہا ہمارا مالک ہم کو بھوکا رکھتا ہے۔ اس لئے ہم چوری پر مجبور ہو گئے۔

آپ نے کھلے اعتراف کے باوجود ان غلاموں کے ہاتھ نہیں کاٹے جو قرآن کے مطابق چور کی سزا مقرر ہے بلکہ ان غلاموں کے مالک حاطبؓ بن ابی بلتعہ کو بلایا اور ان کی سخت سرزنش کرنے کے بعد ان سے اونٹ کی قیمت اونٹ کے مالک کو دلوائی اور فرمایا میں اب تمہارے خادموں کے متعلق کوئی شکایت نہ سنوں۔ (کتاب الاموال قاسم بن سلام)

کون نہیں جانتا کہ اسلامی معاشرے میں شراب، سود اور زنا کو جرائم قبیح یا سنگین جرائم سے تعبیر کیا جاتا ہے اس حد تک کہ اگر شادی شدہ مسلمان زنا کا مرتکب ہو تو اس کے لئے رجم کی انتہائی سزا ہے لیکن اسلامی مملکت میں بسنے والے غیر مسلموں پر اسلامی تعزیرات کا اطلاق نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر کوئی مسلم ان کے معاملے میں مداخلت کرے تو اس پر قیمت کے علاوہ تاوان یا جرمانہ بھی ادا کرتا ہے۔ اس ضمن میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

"اگر ذمی زنا کرے تو اس کا معاملہ اس کے اہل ملّت پر چھوڑ دیا جائے ذمیوں کو یہ حق ہے کہ وہ شراب بنائیں، بیچیں یا اپنے درمیان، فروخت کریں۔ انہیں سور پالنے، کھانے، اور اپنے درمیان فروخت کرنے کا بھی حق ہے اگر کوئی مسلم کسی ذمی کی شراب یا اس کے سور کو تلف کر دے تو اس پر تاوان لازم ہے"۔

غیر مسلموں کے حقوق بھی مسلمانوں کی طرح مسلم حکومت کی ذمہ داری ہے حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک یہودی کو بھیک مانگتے دیکھا تو اُسے اپنے گھر لے گئے پہلے تو اپنے گھر سے کچھ دیا۔ پھر بیت المال کے خزانچی کو بلا کر انہیں ہدایت فرمائی اور یہودی کا روزینہ مقرر کرنے کے بعد فرمایا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"خدا کی قسم! یہ بات انصاف سے بعید ہے کہ ہم ان کی جوانی میں ان سے جزیہ لے کر کھائیں اور بڑھاپے میں انہیں بے سہارا چھوڑ دیں۔"

دراصل اسلامی معاشرہ ایک ایسا فلاحی معاشرہ ہوتا جس میں استحصال کی کوئی گنجائش اس بنا پر نہیں ہوتی کہ اس معاشرے کا دستور CONSTITUTION کسی فانی انسان کے دماغ کا وضع کردہ نہیں ہوتا۔ نہ ہی اس کی ترتیب و تدوین کسی دنیائی اسمبلی میں کی جاتی ہے بلکہ اس کا نظام آفاقی ہے اور اس رب کا انسانوں کو عطا کردہ ہے جو ہر انسان کے مخفی و ظاہری حالات، احتیاجات اور اس کی جبلت سے واقفیت رکھنے کے ساتھ ہی ساتھ اس کے مسائل کے حل کی طاقت بھی رکھتا ہے۔

یہ ہی وہ اصل بنا ہے جس کی بنا پر ہم بڑی سے بڑی مشکل، آفات اور مسائل کے حل کے لئے اس آفاقی نظام سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ مسائل کا تعلق چاہے معاشرے سے ہو یا معیشت سے۔ تجارت کا معاملہ ہو یا صنعت و حرفت کا باپ بیٹے کے مسائل ہوں یا بہن بھائی کے ہر ایک مسئلے کا حل اس آفاقی نظام میں موجود ہے۔ مالک و مزدور کے مسائل ہی کو لے لیں۔ یہ مسائل گو کہ آج یہ کہا جاتا ہے کہ دور جدید کی پیداوار ہیں جن کا حل یقیناً آج سے قبل اس دنیا کو دیئے جانے والے CODE OF CONDUCT کی روشنی میں کیسے تلاش کیا جا سکتا ہے اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ اگر یہ اصول انسانی ذہن رسا کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو حقیقتاً یہ بات بالکل درست ہوگی اس کا جواب ہی یہ ہے کہ کیوں کہ اس کا حل انسانی ذہن سے ماورا کوئی طاقت دے رہی ہے جس کے سامنے کون و مکان کی کوئی قید نہیں۔ آفاقی نظام کو ثابت کرنے کے لئے یہ ہی ایک بات نہایت کافی ہے۔ اسلامی معاشرے کی اساس آخرت کے خوف پر رکھی جاتی ہے۔ اور مسلمان ہر ہر قدم پر اس حقیقت کو سامنے رکھتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓو بن العاص مشہور اسلامی فاتح ہیں۔ آپ کو شام و فلسطین کی مہم پر روانہ ہونے سے قبل حضرت ابوبکرؓ نے نصیحت فرمائی وہ آج بھی سنہری الفاظ میں لکھنے کے قابل ہے اور آج بھی دنیا اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتی آپؓ فرماتے ہیں۔

اے عمروؓ! تم اپنے ہر ظاہری و پوشیدہ معاملہ میں خداوند کریم کے سامنے جوابدہ ہو اس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھنا۔ وہ (اللہ) سب کچھ جاننے والا ہے تمہارے سارے اعمال آخرت کے لئے ہونے چاہئیں اور خدا کی خوشنودی ہر معاملے میں تمہارے سامنے ہو اپنے ساتھیوں سے باپ کی طرح شفقت کرنا۔ لوگوں کے معاملات میں جستجو نہ کرنا۔ فیصلہ کرتے وقت حقائق کو مدنظر رکھنا اگر تم شریف نیک اور صحیح ہو گے۔ تو تم عوام الناس کو بھی ایسا ہی پاؤ گے۔

(کنز العمل جلد ۵ ص ۲۳۲۳)

حضرت عمرؓ اپنے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد اپنے پہلے خطبہ میں فرماتے ہیں۔

"خدا کے دیئے ہوئے مال (بیت المال) میں سے میرے لئے جو وظیفہ ہے وہ فقط اتنا ہے کہ کپڑوں کے دو جوڑے ایک سردی کا اور ایک گرمی کا حج و عمرہ کے لئے ایک ایک احرام اور میرے اہل و عیال کے لئے فی کس اتنا کھانا جو قریش کے ایک آدمی کی خوراک ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم اس کے بعد میں مسلمانوں کا ایک فرد ہوں۔ جو ان کا حال سو میرا حال"۔

اس قلیل ترین وظیفے پر بھی اکثر و بیشتر تاسف فرماتے اور کہتے۔

"اللہ کا مال میرے لئے یتیم کے مال کی طرح ہے اگر ضرورت نہ ہوتی تو اسے ہاتھ تک نہ لگاتا اور حاجت مند ہوتا ہوں تو بقدر احتیاج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لے لیتا ہوں"۔ (الفاروق)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت سلمانؓ فارسی سے دریافت فرمایا۔
"میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ . . . . ؟ حضرت سلمانؓ فارسی
نے بلا کسی تردد فوراً جواب دیا۔ اگر آپ ایک درہم بھی ناجائز
طریقے سے حاصل کرتے ہیں اور اُسے ناجائز طریقے سے خرچ
کرتے ہیں تو پھر آپ بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں۔ (الفاروق)

تحفظ ملازمت

آج کی معاشی زندگی میں جب کہ اقوام عالم بیکاری کے سنگین مسئلہ سے دوچار ہے اور اس کا کوئی حل اس کی سمجھ میں قطعی طور پر نہیں آتا صنعت کار اور سرمایہ داران حالات کا بڑا آزادانہ طور پر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ بڑے بڑے صنعتی اداروں میں چھانٹی تالہ بندی اور ملازمتوں سے برطرفی روزمرہ کا ایک ایسا معمول ہے کہ جب بھی ہم ایسی خبر سنتے ہیں اُسے روزمرہ کا ایک معمول سمجھ کر نہ صرف نظر انداز کر دیتے ہیں بلکہ اب تو اسے کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مزدوروں میں بے چینی پھیل رہی ہے جس کا نتیجہ یقیناً انتشار کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ عدم تحفظ مسائل میں اضافے کا باعث بن رہا ہے ہمارے ہاں کا مزدور ہر روز یہ سوچتا ہوا اپنے کام پر جاتا ہے کہ خدا خیر کرے اس کا یہ تذبذب اس کی کارکردگی کو متاثر کرتا ہے۔ یہ ہی نہیں موجودہ قوانین کو اگر اٹھا کر دیکھیں تو ہمیں ایک بات بڑی شدت سے کھٹکتی ہے وہ یہ کہ ادھر مزدور سے کوئی غلطی ہوئی عمداً یا سہواً اُدھر وہ نوکری سے چند ضابطوں کی تکمیل کے بعد برطرف ہوا۔ اس برطرفی کے نتیجے میں ایک جانب تو وہ نوکری سے محروم ہوتا ہے اور دوسری جانب اس کی ساری زندگی کا پس انداز کردہ اثاثہ جسے ہم گریجویٹی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس سے بھی دست بردار ہونا پڑتا ہے اس صورت حال کی بنا پر مزدور کے سر پر خوف و دہشت کی وہ فضا قائم رہتی ہے جو اس کے لئے پُر امن طور پر یا ذہنی اطمینان کے ساتھ کام کرنے میں بڑی رکاوٹ بنتی ہے۔

اسلامی معاشرے میں سزاؤں پر زور نہیں دیا جاتا بلکہ ان حقائق کی تلاش یا جستجو کی جاتی ہے جس کی بنا پر کسی مزدور یا محنت کش سے کوئی جرم یا بدعملی سرزد ہوئی۔ یوں کہہ لیجئے کہ مریض کا علاج نہیں کیا جاتا بلکہ مرض کا علاج کیا جاتا ہے اس طرح طبقات کے درمیان کشمکش پیدا ہونے کی بجائے محبت و اخلاص کی فضا قائم ہوتی ہے۔

حضور اکرمؐ نے ایک صحابیؓ کے سوال کے جواب میں فرمایا۔

"تمہارا خادم اگر روزانہ ستر مرتبہ بھی قصور کرے تو معاف کئے جاؤ"

(ابوداؤد۔ کتاب الادب)

اگر ایک محنت کش اپنی نوکری چھوڑنا چاہے تو اسلامی معاشرے میں اسے پوری اجازت ہے کہ وہ اپنی ملازمت چھوڑ سکتا ہے اس سلسلے میں علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں۔

"دو فریقوں کے درمیان کیا جانے والا معاہدہ اس وقت منسوخ ہو گا جب ایک فریق اس کی پابندی قبول کرنے سے انکار کر دے اس لئے اگر کاشتکار اپنے فرائض کی انجام دہی کرنے سے انکار کر دے تو اسے معاہدے پر عمل پیرا ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا بصورت دیگر اسے کاشت کار کو نقصان پہنچانے کے مترادف تصور کیا جائے گا۔" (مبسوط جلد ۲۳ ص ۲۵)

اس کے ساتھ ہی کسی صنعت کار یا آجر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حالات کے باعث جو اس کے اختیار سے باہر ہو معاہدہ منسوخ کر سکتا ہے۔ حکومت وقت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس بات پر اپنی پوری توجہ مرکوز رکھے کہ محنت کش کو اس صورت میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نقصان سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

مہنگائی

روز افزوں مہنگائی یا گرانی سے سب سے زیادہ متاثر محنت کش طبقہ ہوتا ہے ضروری اشیاء کے حصول میں محرومی کے باعث مزدوروں میں خاص طور پر اور عوام الناس یا مخلوق خدا میں عام طور پر بے چینی پیدا ہوتی ہے احساس محرومی کے باعث محنت کش دل برداشتہ ہوتے ہیں جس کا اثر براہ راست ان کی کارکردگی پر پڑتا ہے جس سے معاشرہ افراتفری کا شکار ہوتا ہے اسلامی معاشرے میں صرف مال بڑھانے کی غرض سے نرخوں میں اضافہ کو ظلم قرار دیا ہے۔ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

جو مسلمانوں کے لئے نرخ گراں کرنے کی غرض سے ذخیرہ اندوزی کرے وہ غلط کار ہے۔ اور اللہ اس سے بری الذمہ ہے

(ابوہریرہ۔ اسلام کا نظریہ ملکیت، محمد نجات اللہ صدیقی ص ۲۳۸)

ہم سب ہی روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ کاروباری حضرات اشیاء کی خرید و فروخت اس مقصد سے کرنے کی بجائے کہ ان کے اس عمل سے خلق خدا کو اطمینان اور آسانی حاصل ہو۔ اس بنا پر کرتے ہیں کہ اس کی مصنوعی قلت پیدا کر کے دوگنے اور چوگنے دام حاصل کریں۔ یہ بھی روزمرہ کا معمول اور مشاہدہ ہے کہ اشیاء کی خرید و فروخت میں اشیاء موجود ہی نہیں ہوتی اور محض وعدوں پر خرید و فروخت کا عمل کیا جاتا ہے جسے عرف عام میں سٹہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اس طرح مخلوق خدا پر جان بوجھ کر مہنگائی مسلط کر دی جاتی ہے جس کی اجازت اسلامی ریاست کا تو ذکر ہی چھوڑ دیجئے کسی بھی معاشرے میں نہیں دی جا سکتی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بازار میں زیتون کا تیل خریدا آپ نے وہیں کھڑے کھڑے کچھ منافع کے بالعوض اسے ایک دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اسی حالت میں پیچھے سے ایک شخص نے کلائی پکڑ لی۔ مڑ کر دیکھا تو زید بن حارثؓ تھے انہوں نے فرمایا۔

"کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ جہاں سے خریدو وہیں نہ بیچو۔ آپؐ نے اس قسم کی تجارت کی ممانعت فرمائی ہے۔"

(اسوہ صحابہؓ جلد دوم صفحہ ۱۴۰)

جو شخص بھی ضروریات زندگی کی اشیاء کا ذخیرہ اس غرض سے کرتا ہے کہ ایک جانب تو اس کی قلت پیدا کرے اور دوسری جانب عوام الناس پر مہنگائی مسلط کرے ایسے شخص کو خدا اور رسولؐ ظالم اور غلط کار جیسے بیہمانہ خطابات عطا کرتے ہیں آپ کی مشہور حدیث ہے۔

جس نے اعتکار کیا وہ غلط کار ہے (مسلم ابوداؤد، ترمذی)

اعتکار ضروریات زندگی کا ذخیرہ جمع کر کے لوگوں پر تنگی کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے جس چیز کی ذخیرہ اندوزی عوام کے لئے تنگی کا باعث ہو اس کا اعتکار ممنوع ہے۔ چیزوں کے داموں میں بلاجواز کے اضافے اور قیمتوں کو دوگنی اور چوگنی کرنے کو قرآن حکیم میں سود سے تعبیر کیا ہے اللہ رب العزت فرماتا ہے۔"

"اے اہل ایمان! دوگنا چوگنا کر کے سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ فلاح یاب ہو سکو۔" (آل عمران - ۱۳۰)

محسن انسانیتؐ نے فرمایا۔

"جو شخص مسلمانوں کے بازار کے نرخ میں اس لئے دخل دے کہ اسے گراں کر دے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ قیامت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے دن اسے زبردست آگ میں جھونک دے"

(معقل ابن یسار۔ اسلام کا نظریہ ملکیت ص ۲۳۸)

حضرت عمرؓ نے ایک تاجر کو مدینہ میں بہت سے گھوڑے رکھنے سے منع کر دیا۔ لوگوں نے جب اس کی سفارش کی تو آپؓ نے فرمایا۔

"میں اس شرط پر اسے کاروبار کی اجازت دے سکتا ہوں کہ اپنے گھوڑوں کے لئے چارا مدینہ کے باہر سے حاصل کرے" اس کا منشا یہ تھا کہ یہ مدینہ کے بازار سے بڑی مقدار میں چارہ خریدے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ چارے کے دام بڑھ جائیں گے۔

(اسلام کا نظریہ ملکیت ص ۲۴۱)

حضور اکرمؐ نے ذخیرہ اندوزوں کے بارے میں جو مہنگائی کی غرض سے غلہ ذخیرہ کر کے رکھتے ہیں فرمایا۔

"جس نے چالیس دن تک سامان غذا کو ذخیرہ کئے رکھا اس کو اللہ سے کوئی واسطہ نہیں نہ اللہ کو اس کی کوئی پرواہ۔"

(مسند احمدؒ۔ اسلام میں عدل اجتماعی ص ۳۱۰)

یعنی ایسا شخص جو غلے کو اس لئے ذخیرہ کر کے اسے مہنگے داموں فروخت کر کے منافع کمائے گا۔ اسے اس فعل قبیح کے ارتکاب پر جماعت یعنی اسلام سے ہی خارج تصور کیا جائے گا۔ اور خدا کے ساتھ اس کا کوئی واسطہ یا رابطہ یا تعلق نہ ہوگا۔

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"جو شخص رزق (غلہ وغیرہ) باہر سے لائے (تاکہ لوگوں کو ارزاں دے) اس کو روزی دی جاتی ہے، اور جو روک کر رکھے وہ ملعون ہے"

(حضرت عمرؓ۔ فضائل صدقات ص ۲۲۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلامی ریاست میں خرید و فروخت کے معاملات بھی ہمیشہ اس طرح کئے جاتے ہیں کہ نہ تو مخلوق خدا پریشان ہو اور نہ ہی اُسے کوئی اندیشہ ہو۔ یہاں چند واقعات پیش کرتا ہوں۔

"یونس بن عبید کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یہ نماز کے لئے گئے تو اپنے بھتیجے کو دکان پر بٹھا گئے۔ اور اسے سمجھا دیا کہ فلاں کپڑے کے جوڑے کی قیمت چار صد درہم ہے اور فلاں کی دو صد درہم آپ کے بھتیجے کے پاس ایک اعرابی آیا۔ جس نے دو سو درہم والا کپڑے کا جوڑا خریدا قیمت دریافت کی تو آپ کے بھتیجے نے غلطی سے چار سو درہم بتا دی۔ اس اعرابی نے چار صد درہم ادا کئے اور خوشی خوشی لے کر چلا گیا۔ یونس بن عبید نماز سے فراغت کے بعد جب تشریف لائے تو آپ نے اپنے بھتیجے سے دریافت کیا کہ وہ دو صد درہم والا کپڑا کیا ہوا۔ بھتیجے نے بتایا کہ میں نے چار صد درہم میں فروخت کر دیا۔

آپ نے کہا ہلاک ہو تو۔ تو نے بڑا ظلم کیا" اور فوراً اس اعرابی کی تلاش میں نکل پڑے اور آخر کار اس اعرابی کو راہ میں جا پکڑا۔ اور واپس دکان پر لے آئے اس اعرابی سے کہا یہ کپڑا جو تو نے خریدا ہے۔ اس کی قیمت دو صد درہم ہے اس لئے تم دو صد درہم لے لو۔ اس اعرابی نے کہا کہ ہمارے ہاں اس کپڑے کی قیمت پانچ صد درہم ہے اس لئے میں نے چار صد درہم میں اسے جان بوجھ کر اپنی خوشی سے اسے خریدا ہے میں دو صد درہم نہیں لوں گا۔

اب جھگڑا یہ شروع ہو گیا۔ آپ نے اس اعرابی کے سامنے مندرجہ ذیل تین شرطیں رکھیں ۱۔ یا تو دو صد درہم واپس لے لو ۲۔ یا دو صد درہم کا ایک اور جوڑا لے لو ۳۔ یا کپڑا واپس کر کے اپنے ادا شدہ چار صد درہم واپس لے لو۔

قصہ مختصر بڑی مشکل کے بعد اعرابی نے دو صد درہم واپس لئے پھر اپنے بھتیجے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو ڈانٹ سنائی اور کہا تجھے شرم نہ آئی، تجھے خدا کا خوف نہ آیا، صدقی صد نفع لیتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی نہیں کرتا! قسم کھانے لگا کہ خریدار نے راضی خوشی مال خریدا تھا۔ اس پر انہوں نے فرمایا۔ "تو خود اپنے لئے جو پسند کرتا ہے وہی تو نے اس کے لئے کیوں نہ پسند کیا"؟ (اسلام کا عدل اجتماعی ص ۳۹۸)

اللہ کے رسولؐ نے نیک ایماندار اور نرم خو تاجر کے حق میں دعا فرمائی آپؐ نے فرمایا۔ اس شخص پر خدا اپنے رحم و کرم کی بارش کرے جو خرید و فروخت میں خوشدلی اور سلیقہ مندی برتتا ہے۔ اور قرض کا تقاضا کرنے میں نرمی سے پیش آتا ہے" (بخاری، ترمذی)

حضرت عمرؓ بازار میں سے جا رہے تھے کہ آپ نے وہاں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو فروخت کر رہے تھے۔ آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا" یا تو نرخ ارزاں کرو یا ہمارے بازار سے چلے جاؤ"۔ موطا احمد محمد (اسلام کا اقتصادی نظام ص ۲۷۹)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسا تاجر جو اپنی اشیاء کے نرخ زیادہ رکھتا ہے وہ دراصل مسلم معاشرے میں رہنے کا حقدار نہیں ہوتا اس کا نام مسلمان کی فہرست سے نکال دیا جاتا ہے۔

محمد ابن منکدر فرماتے ہیں میری غیر موجودگی میں میرے ملازم نے ایک اعرابی کے ہاتھوں پانچ پانچ درہم کے ٹکڑے دس درہم میں فروخت کر دیئے مجھے معلوم ہوا تو میں سارا دن اس اعرابی کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ آخر کار مجھے مل گیا۔ میں نے اس سے معذرت کی اور کہا میرے ملازم نے غلطی سے پانچ کا مال تمہیں دس میں دے دیا۔ وہ تعجب سے بولا، مگر میں نے تو یہ دام اپنی مرضی (راضی خوشی) سے دیئے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر تم راضی ہو تب بھی میں تمہارے لئے وہی پسند کروں گا۔ جو اپنے لئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پسند کرتا ہوں اور میں نے اس کے پانچ درہم واپس کر دیئے۔

(سید قطب شہید اسلام میں عدل اجتماعی صـ۳۹۸)

ہم سب ہی جانتے ہیں کہ مہنگائی کا ایک بڑا سبب بے جا اسراف ہے۔ اسراف کی اسلام میں کوئی اجازت نہیں اسلامی معاشرے میں ضرورت سے زیادہ مال و املاک دراصل انسان کی اپنی نہیں ہوتی۔ بلکہ دراصل اس کی حیثیت ایک امین کی ہوتی ہے جس کا کام صرف اتنا ہے کہ اس مال کا صرف (خرچہ) اسلامی احکامات کے مطابق اللہ کی رضا کے لیے اس کے رسول کی ہدایت کے مطابق کرے۔ آج ہم روزمرہ جو کچھ دیکھ رہے ہیں اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ جھوٹی انا اور شان و شوکت کے اظہار کے لئے لاکھوں روپے اسراف کی نذر کر دیئے جاتے ہیں جس کے باعث پورا معاشرہ ابتلا اور مصیبتوں کا شکار ہوتا ہے اس کا ہدف خاص مزدور بنتا ہے۔ جو ایک جانب تو احساس محرومی کا شکار ہوتا ہے اور دوسری جانب مہنگائی اس کی زندگی میں زہر گھول دیتی ہے اس صورت حال کی اسلام میں کوئی اجازت نہیں۔ ضرورت کی تکمیل کے لئے اخراجات کرنے کا حکم اسلامی معاشرے میں ہر فرد کو دیا جاتا ہے لیکن ایسا خرچ جس سے پورا معاشرہ ہی تلپٹ ہو کر رہ جائے اس کی اسلامی معاشرے میں کوئی گنجائش نہیں۔ اللہ پاک قرآن حکیم فرقان مجید میں حکم فرماتے ہیں۔

"کھاؤ پیو، اور اسراف نہ کرو۔ بلاشبہ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (الاعراف ۔ ۳۱)

دوسری جگہ ارشاد باری ہے۔

"(اللہ کے بندے وہ ہیں) جو خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں نہ بخل، بلکہ دونوں کے درمیان اعتدال کی روش اختیار کرتے ہیں

(الفرقان ۔ ۶۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا۔

"کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ ادا کرو۔ مگر اس میں اسراف یا گھمنڈ نہ ہو۔ اور ابن عباس نے کہا ہے۔ اسراف اور گھمنڈ سے بچتے ہوئے جو جی چاہے کھاؤ اور جو چاہو پہنو۔ (بخاری)

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔

"یہ بات بھی اسراف میں داخل ہے کہ جس چیز کی بھی خواہش ہو اسے کھا ہی لیا جائے۔ (ابن ماجہ)

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے۔

"اور مال کو ادھر ادھر نہ پھینکتے پھرو۔ درحقیقت فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں"۔ (الاسراء ۲۵-۲۶)

ایک بار نبی کریم صلعم نے دیکھا کہ ان کے کمرہ میں دیواروں پر پردے لٹکائے گئے ہیں۔ آپ نے ان کو اتار دیا اور فرمایا۔ اللہ نے ہمیں پتھر اور مٹی کو کپڑے پہنانے کا حکم نہیں دیا ہے"۔ (مسلم)

ایک موقع پر حضورؐ نے معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجا تو انہیں حکم دیا۔

"خبردار! عیش کوشی سے اجتناب کرنا۔ کیوں کہ اللہ کے بندے عیش کوش نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ المصابیح۔ اسلام کا نظریہ ملکیت صفحہ ۲۲۴)

ابو عثمان کہتے ہیں۔ ہم آذربائیجان میں تھے تو حضرت عمرؓ کا خط وہاں کے والی کو ملا جس میں آپ نے انہیں حکم دیا تھا۔

"عتبہ بن فرقد، خبردار! عیش کوشی سے اجتناب کرنا اور اہل شرک کی پوشاک سے اور ریشم کا لباس پہننے سے۔ (عمر بن خطاب صفحہ ۱۳۰)

قرآن مجید میں مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"آگاہ رہو کہ دنیا (پرستی) کی زندگی لہو ولعب (بے جا) زینت
و آرائش، باہمی مفاخرت، اور مال اولاد کے اعتبار سے ایک
دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی کوشش کا نام ہے" (الحدید:۲۰)

رسول اکرمؐ اس بات کو سخت ناپسند کرتے ہیں کہ کسی کے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہو لیکن اس کے باوجود بھی وہ اپنا حلیہ ایک مسکین کا سا رکھے پھٹے پرانے کپڑے زیب تن کرے اسلامی معاشرہ ایک معتدل معاشرہ ہے جس میں اس بات کی کوئی گنجائش نہیں۔ کہ ایک انسان اپنی جھوٹی نمائش اور دکھاوے کے لئے بے جا اسراف کے جرم عظیم کا مرتکب ہو اور نہ ہی اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اللہ نے سب کچھ دیا ہو اور پھر بھی شکل وصورت کے اعتبار سے ایک گداگر معلوم ہو۔

حضور اکرمؐ نے ابو الاحوصؓ کے والد سے جب وہ گھٹیا کپڑے پہن کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا۔ کیا تمہارے پاس دولت ہے انہوں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے پوچھا کس قسم کی؟ انہوں نے کہا مجھے اللہ نے اونٹ بکریاں، گھوڑے اور غلام عطا کئے ہیں۔ فرمایا "جب اللہ تمہیں کوئی نعمت عطا فرمائے تو چاہیئے کہ تمہاری ذات پر اس کے فضل وکرم کا اثر دیکھا جاسکے"۔ (ابو داؤد۔ کتاب اللباس)

ایک اور موقع پر نبی کریمؐ نے فرمایا۔

"وسیع مکان، نیک پڑوسی، اور عمدہ سواری آدمی کی بہبود
میں داخل ہیں"۔ (بخاری)

حضور اکرمؐ نے سختی کے ساتھ اپنی اُمت (مسلمانوں) کو ریشمی کپڑے کے استعمال سے منع فرمایا ہے اور نہ ہی اس کی اجازت دی ہے کہ اُمت کے مرد سونا استعمال کریں۔ حضورؐ نے فرمایا۔

"میری امت کے مردوں پر ریشمی لباس اور سونے کا استعمال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حرام کر دیا گیا ہے۔ اور عورتوں کے لئے جائز رکھا گیا ہے" (ترمذی)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

"رسول اللہ صلعم نے قسی (ایک سوتی کپڑا جس پر ریشم کے نقش و نگار بنے ہوتے ہیں) اور شوخ زعفرانی رنگ کے کپڑے پہننے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔" (ابوداؤد۔ مسلم)

ایک اور موقع پر آقائے دو جہاںؐ نے فرمایا۔

"ریشم اور دیباج کے کپڑے نہ پہنو۔ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی نہ پیو۔ نہ ان سے بنے ہوئے بڑے بڑے پیالوں میں کھانا کھاؤ۔ یہ سب دنیا کی زندگی میں ان (دنیا پرستوں) کے لئے ہیں"

(مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے استبرق کا ایک جامہ فروخت ہوتے دیکھا۔ آپ نے اسے لے لیا۔ اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے آئے۔ اور کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ اسے خرید لیجئے اور عید کے موقع پر اور (باہر سے آنے والے) وفود سے ملاقات کرتے وقت اسے پہن کر زینت حاصل کیجئے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ۔

"یہ ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں"۔

(مسلم ابوداؤد۔ ترمذی، نسائی)

مندرجہ بالا واقعات احادیث اور قرآنی آیات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اسلامی معاشرہ ایک ایسا معاشرہ ہوتا ہے جس میں اسراف یا فضول خرچی کی کوئی گنجائش نہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ لباس اور رہن سہن ایسا ہرگز نہ ہو جو دوسرے کی دلآزاری کا سبب بن سکے۔ اور نہ ہی دوسرے مسلمانوں کو حرص، طمع اور لالچ کے امراض میں مبتلا کر سکے۔ نہ ہی کسی کو احساس محرومی ہو کہ وہ بھی اندھا دھند پیسہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کمانے کی دوڑ میں حلال و حرام کی تمیز کھو بیٹھے اور اپنے بھائیوں کے حقوق کو پامال کرے جس کے سبب پورے معاشرے میں مہنگائی ہو اور پورا معاشرہ ابتلا میں گرفتار ہو اخراجات کرنے کے سلسلے میں اللہ پاک حکم دیتے ہیں۔

"وہ لوگ جو ان چیزوں میں (سے خرچ کرنے میں) بخل سے کام لیتے ہیں۔ جو اللہ نے اپنے فضل سے عطا کی ہیں یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ ایسا کرنا ان کے حق میں اچھا ہوگا۔ بلکہ یہ بات ان کے لئے بہت بُری ہے قیامت کے دن وہ چیزیں جن (کے خرچ کرنے) میں یہ بخل سے کام لیتے ہیں طوق بنا کر انہیں پہنا دی جائیں گی۔" (آل عمران۔ ۱۸۰)

سورہ الحدید میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

"اللہ گھمنڈی، شیخی بگھارنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ جو خود بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی تلقین کرتے ہیں (الحدید۔ ۲۴)

قرآن حکیم میں ایک اور جگہ پر ارشاد رب کریم ہے۔

"نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے بالکل چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔ (الاسراء۔ ۲۹)

حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

"دو خصلتیں ایسی ہیں جو مرد مومن میں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔ بخل اور بد خلقی"۔ (بخاری)

مندرجہ بالا احادیث اور احکام خداوندی سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اسلامی معاشرے میں نہ تو انسان کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اپنی امارت کا اظہار معاشرے میں اس طرح کرے کہ اس کی اس نمائش کے باعث اس کے معاشرے میں بسنے والے دیگر افراد احساس محرومی کا شکار ہوں۔ اور نہ ہی اس بات کی اجازت ہے کہ سرمایہ موجود ہونے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود بخل سے کام لے۔ اور سرمائے سے پیداواری سرگرمیوں کا آغاز نہ کرے یا بخل میں اس حد تک بڑھ جائے کہ دیگر تمام معاشرے کے افراد احساس ندامت میں مبتلا ہو جائیں۔

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"کسی بندہ کے دل میں بخل اور ایمان دونوں ایک ساتھ نہیں پائے جا سکتے مال بلا ضرورت جمع کرنے کے لئے نہیں دیا گیا ہے۔ اچھا مالدار وہ ہے۔ جو اپنے مال کو اچھے کاموں پر صرف کر دے (بخاری)

اسلامی معاشرے میں نہ تو سرمائے کو بُرا قرار دیا گیا۔ نہ اخراجات کو ہاں مسلمانوں کو قدم قدم پر یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ان کے پاس جو سرمایہ ہے وہ اللہ کا ایسا فضل ہے جس سے انسان کی فلاح و بہبود کے تمام کام انجام دیئے جائیں۔ اس کی قطعی اجازت نہیں کہ سرمائے کو غیر معاشرتی اور غیر اخلاقی طور طریقوں سے جمع کیا جائے اور اس کا خرچ اس طرح کیا جائے کہ مخلوق خدا مہنگائی جیسی لعنت میں گرفتار ہو کر پریشان ہو جائے یا پورا معاشرہ ایسی لعنت میں گرفتار ہو جائے اور پھر ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی دھن میں سب کو پامال کر کے رکھ دے۔

"ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی اکرمؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی سے رشک کرنا ٹھیک نہیں بجز دو آدمیوں کے، ایک وہ جسے اللہ نے مال عطا کیا۔ اور اس مال کو حق کے مطابق خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور دوسرا وہ جسے اللہ نے حکمت سکھائی تو وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے" (بخاری)

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے۔

"جس بستی میں کوئی شخص صبح کو اس حال میں اٹھے کہ وہ رات بھر بھوکا رہا ہو تو پھر اللہ تبارک و تعالیٰ پر اس بستی کے بقاء و تحفظ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی کوئی ذمہ داری نہیں رہ جاتی"۔ (احمد بن حنبل)

مسائل اجرت

معاشرے میں آج ہر طرف سے پیہم یہ ہی سوال کیا جاتا ہے کہ آخر کار ایک مزدور کی مناسب اجرت کیا ہونی چاہیئے اور مزدور کے اس سب سے بڑے مسئلے سے کیسے نمٹا جائے۔ اسلامی نقطہ نظر سے مزدور کا استحقاق کیا ہونا چاہیئے۔ اس ضمن میں کوئی امریکہ کے قوانین اور طریقوں کا حوالہ دیتا ہے اور کوئی برطانوی قوانین یا پریکٹس کا حوالہ دینے میں رطب للسان ہے چودہ سو سال قبل کے مزدور کو اسلام نے جو عطا کیا وہ کلیہ آج بھی اسی طرح اہم ہے جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے تھا۔ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"مزدور کو معروف کے مطابق مناسب غذا اور لباس دیا جائے۔
اور ان پر کام کا اتنا ہی بار ڈالا جائے جتنا وہ برداشت کر سکتے
ہوں" (موطا۔ امام مالک)

اس حدیث مبارکہ کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ ایک مزدور کی کم از کم اُجرت اسلامی معاشرے میں اتنی ضرور ہونی چاہیئے جو اس کی بنیادی ضرورتوں خوراک، کپڑے رہائش اور تعلیم کی پوری طرح کفیل ہو سکے۔

خود حضور اکرمؐ کے بارے میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

"رسول اکرمؐ نے کبھی کسی کو اس کی مزدوری کم نہیں دی" (بخاری)

یہ ہی نہیں حضور اکرمؐ نے حکم دیا کہ۔

"مزدور کی اُجرت طے کئے بغیر اُسے کام پر نہ لایا جائے۔ (کتاب الاجارہ)

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"تم پر لازم ہے کہ تم اپنے خادموں کو خوراک و لباس فراہم کرو (مسلم)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"اپنے ماتحتوں کی بنیادی ضرورتوں کو ان کے اطمینان کے مطابق پورا کرو۔ (مجمع الزوائد جلد چہارم ص۲۳۶)

مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اسلامی معاشرے میں ایک مزدور کی کم از کم اجرت اتنی ضرور ہونی چاہیئے کہ وہ اپنی بنیادی ضرورتوں کو پوری طرح بہم پہنچا سکے کسی بھی خادم (ملازم) کو رکھنے کے لئے یہ شرط اوّلیں ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے اجرتوں کے تعین کے سلسلے میں مشورہ فرمایا۔ تو حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا۔

"اگر ایسا ہی ہے تو ان کی تنخواہیں بیش بہا مقرر کرو کہ لوگ خیانت کی جانب مائل نہ ہونے پائیں۔ (کتاب الخراج ص۶۴)

آج کے معاشرے میں ناجائز طریقوں سے روزی کمانا عام ہے اور بہت سے ایسے افراد جو تعلیم یافتہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عام مجلسوں میں بیٹھ کر ایک جانب تو رشوت ستانی اور حرام کمائی کی لعنتوں کی حکایات کرتے نظر آتے ہیں اور دوسری جانب معاشرے کے اس مرض کو لاعلاج بھی قرار دیتے ہیں۔ جب کہ ہر آدمی اس کا بھی اعتراف کرتا ہے۔ کہ اگر انسان کی بنیادی ضرورتیں بہ احسن پوری ہو جائیں تو اس لعنت کا سدباب ہو سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کے مشورے پر پورا پورا عمل کیا۔ آپ کے زمانے میں اجرتوں کے تعین کے لئے جو اصول وضع کیا گیا اس کی بنیادی شرط یہ ہی تھی۔ کہ اتنی اجرت ضرور ہو کہ عامل دیانت اور راستبازی قائم رکھیں۔ آپؓ کے زمانے میں صوبہ داروں کی تنخواہیں پانچ پانچ ہزار درہم ماہانہ تک ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ مال غنیمت میں سے حصہ علیحدہ ملتا تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ کی تنخواہ ایک ہزار دینار ماہوار تھی (الفاروق) اس کے علاوہ حضرت عمرؓ نے قاضیوں کو رشوت سے محفوظ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رکھنے کے لئے ان کی اجرتیں وافر مقرر کیں۔ قاضی شریح کی تنخواہیں پانچ پانچ سو درم ماہوار تھیں۔ (الفاروق)

مندرجہ بالا احادیث سے ہم مندرجہ ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

۱:۔ آقا (مالک) پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماتحت (نوکر) کی خوراک اور پوشاک (لباس) فراہم کرے۔

۲:۔ کم از کم اُجرت اتنی ضرور ہونی چاہیئے کہ نوکر کی نہ صرف بنیادی ضرورتیں پوری ہو جاہیں۔ بلکہ وہ اس حد تک مطمئن ہو کہ خیانت کا خیال بھی اس کے ذہن میں نہ آسکے۔ اور وہ یکسو ہو کر اپنے فرائض انجام دے۔

مندرجہ بالا اصول دائمی اقدار پر مبنی ہے۔ مزدور کی اجرت کا تعین معیشت کے اصول طلب و رسد SUPPLY & DEMAND پر نہیں کیا جاتا۔ اور نہ ہی اشتراکی نظام جبری مشقت کی بنیاد پر بلکہ صرف اور صرف اس بنیاد پر کہ اس کی بنیادی ضروریات پوری ہو جائیں۔ یہ وہ سنہری اُصول ہے جو ہر دور میں ہی انسان کی معیشتی زندگی کی بنیاد ہے۔

حضرت علیؓ اپنے ایک گورنر اشتر نجی کو لکھتے ہیں۔

"تم اپنے عمال کے معاملات پر اچھی طرح غور و خوض کر لیا کرو۔ جب کسی کو کسی عہدے یا منصب پر مامور کرنا چاہو۔ تو اسے اچھی طرح جانچ پرکھ لیا کرو۔ اس کی تقرری میں جانبداری یا خویش پروری کو ہرگز دخل انداز نہ ہونے دینا۔ کیوں کہ عمال ہی درحقیقت ظلم و جور اور خیانت و بددیانتی کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ انتخاب میں یہ بات ملحوظ خاطر رکھنا کہ کون زیادہ تجربہ کار، حیا دار اور صالح گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور اسلام میں اسے کیا درجہ حاصل رہا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے ایسے لوگ نسبتاً زیادہ با اخلاق، بے داغ حرص وطمع اور اسراف سے دور اور معاملات کے نشیب وفراز پر گہری بصیرت رکھتے ہیں۔ ایسے کارندوں کے معاوضے اتنے معقول مقرر کرو کہ وہ تنگدستی کا شکار نہ ہوں۔ کیوں کہ جب وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے محتاج نہ ہوں گے۔ تو ان کے قبضہ میں جو امانت ہوگی۔ اس میں خیانت کا امکان کم سے کم ہوگا معقول معاوضہ بقدر رتبہ وجاہت ادا کرنے میں، ہماری طرف سے ان کی کوتاہیوں کی کوئی وجہ جواز باقی نہ رہے گی۔ اور وہ احکام کی تعمیل پر مجبور ہوں گے۔"

(علی شخصیت وکردار ص ۱۵۷)

اُجرت کے تعین کے سلسلے میں مروجہ (رواج) حالات کو مدنظر رکھنا بھی دراصل مالک کی ذمہ داری ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مالک از خود تو بہترین لباس زیب تن کرے۔ بہترین ومرغن غذا کھائے عالیشان محلات میں زندگی بسر کرے۔ اس کے ساتھ ہی تعیش کے تمام سامان بھی اُسے حاصل ہوں۔ اور اس کے خادم اس قدر قلیل اُجرت پائیں کہ نان شبینہ سے بھی محتاج ہوں۔ اسلامی معاشرے میں ایسے استحصال ظلم اور جبر کی کوئی گنجائش نہیں۔ بلکہ آجران مالکان، سرمایہ دار اور صاحب اقتدار کو حکم دیا گیا ہے کہ جو رواج ہو۔ معاشرے کا دستور ہو۔ وہ ملازم کو فراہم کی جائے (کم از کم اُجرت اتنی ہو کہ وہ ان بنیادی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔)

زمانہ حال میں مزدوروں میں مختلف دیگر ضرورتیں پیدا ہو گئیں ہیں جو سابقہ زمانے میں نہ تھیں۔ مثلاً آج ہمارا مزدور دور دراز کا فاصلہ طے کر کے روزی حاصل کرنے جاتا ہے تعلیم کے حصول کا گراں مسئلہ روز افزوں گرانی، بیروزگاری وغیرہ۔

اسلام نے سب سے پہلے کسی مسئلے پر نپٹنے کے لئے حکم دیا گیا ہے کہ قرآن میں تلاش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرو۔ بعد ازاں حضور اکرمؐ کی احادیث سے رہنمائی حاصل کی جائے اگر پھر بھی مسئلہ حل نہ ہو تو اجتہاد کرو۔

جدید مسائل کا حل اجتہاد کے ذریعے سے کیا جا سکتا ہے اسلامی معاشرہ دراصل ہم ایک ایسے معاشرے کو گردانتے ہیں۔ جو ہر شخص کی احتیاجات کو بغیر کسی کش مکش کے از خود پورا کرنے والا ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ آزادانہ ماحول میں جس طرح چاہے اپنی معاشی سرگرمیاں جاری رکھے۔ کسی بھی صورت حال میں حکومت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی کی جائیداد املاک پر قبضہ کرلے البتہ اگر وہ معیشتی سرگرمیاں عامتہ الناس کے پیسے سے کی جا رہی ہوں اور اس سے حاصل شدہ منافع چند ہاتھوں میں ہو تو ایسے ادارے کو قومی تحویل میں لیا جا سکتا ہے۔

اسلامی معاشرے میں اجرتوں کا تعین بھی یکسانیت کی بنیادوں پر نہیں کیا جاتا حضرت عمرؓ نے عاملین کی اجرتیں مقرر کرتے میں جو اصول اختیار کیا وہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے اور پھر ہم سب ہی روزمرہ اس حقیقت کا عملی مشاہدہ کرتے ہیں کہ ایک ہی کام کرنے والے عامل (مزدور) کو مختلف اجرت ملتی ہے۔ اس میں مختلف عوامل کار فرما ہوتے ہیں کہیں تو مختلف مزدوروں کے مابین تفریق کی وجہ تجربہ ہوتی ہے اور کہیں استعداد کار کردگی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اگر بالفرض محال سب کی اجرتیں یکساں مقرر کر دی جائیں تو کیا معیار کارکردگی اور معیار محنت قائم رکھا جا سکے گا۔ یقیناً نہیں آج ہم سب ہی اس حقیقت کے معترف ہیں کہ ہمارے تجربات اس یکساں اجرت کے اصول میں قطعی طور پر ناکام ہوئے اور اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ معیشت کے پہیئے کو رواں دواں رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ جو بہتر کام کرے اسے بہتر معاوضہ بھی ملے۔ لیکن یہ فرق کم سے کم ہو۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے

"اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں بڑائی دی ہے"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

"ہم نے ہی ان کے مابین حیات دنیاوی میں دولت دنیا تقسیم کی ہے اور بعض کو بعض سے کئی کئی درجہ بلند تر کر دیا ہے"۔ (الذخوف۔ ۳۲)

انسان تو انسان اگر تفریق کے اعتبار سے ہم دیکھیں تو چیونٹیوں کو ہی لے لیجئے ان کی اپنی ملکہ ہوتی ہے جس کی وہ اطاعت کرتی ہیں۔ سانپوں کو دیکھ لیں ان کا اپنا ایک سردار ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہاں پر یہ عرض کروں کہ تفریق کے باعث ہی معیشت کا پہیہ گھوم رہا ہے تو غلط نہ ہوگا۔

اسلامی معاشرے میں کسی بھی مزدور کو اس نیت کے ساتھ ملازمت سے محروم نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اُجرت کے اعتبار سے مہنگا ہے اور اس سے سستا مزدور آسانی کے ساتھ مل جاتا ہے اسلام میں سختی کے ساتھ ہدایت کی گئی ہے کہ دونوں فریق اپنے معاہدات کی مکمل پابندی کریں۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

مزدور کی اُجرت طے کئے بغیر اس کو کام پر نہ لایا جائے (بیہقی)

اور مزدوری کتنی ہو۔

"رسول اللہؐ نے کبھی کسی کو اس کی مزدوری کم نہیں دی" انسؓ (بخاری شریف)

حضرت حماد بن ابی سلیمانؒ (حضرت امام ابوحنیفہ کے استاد) ایک دن گدھے پر سوار کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ نے اسے ایڑھ ماری وہ زور سے دوڑا جھٹکے سے آپ کے کرتے کی گھنڈی (بٹن) ٹوٹ گئی۔ راستے میں ایک درزی کی دکان نظر آئی۔ آپ گھنڈی کو سلوانے کے لئے اترنے لگے۔ درزی نے کہا کہ آپ اتریئے نہیں معمولی کام ہے میں ابھی کئے دیتا ہوں۔ اور کھڑے ہو کر کرتے کی گھنڈی سی دی۔ حضرت حمادؒ نے اس کی اجرت میں ایک تھیلی دی۔ جس میں دس اشرفیاں تھیں۔ اور فرمایا "معاف کرنا میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پورا معاوضہ نہ دے سکا۔

ایک مرتبہ حضرت امام شافعیؒ سواری پر سوار ہو رہے تھے۔ ایک شخص نے جلدی سے رکاب تھام لی۔ حضرت امام شافعیؒ نے ربیع بن سلیمان سے فرمایا میری طرف سے اس شخص کو چار اشرفیاں دیدو اور کمی کی معذرت کر دینا۔ (اتحاف)

اسلامی ریاست میں ملازمین کے لئے کھانے۔ کپڑے۔ رہائش تعلیم اور علاج معالجے کی کفالت کا ذمہ دار مالک ہوتا ہے۔ مزدوروں یا ملازمین سے بیگار لینے کا تصور دور دور تک نظر نہیں آتا اُجرت کم از کم اتنی ضرور ہوتی ہے کہ مزدور اپنی ضروریات اور احتیاجات بخوبی پوری کر سکے۔ حضور اکرمؐ نے حکم دیا "مزدوروں کو معروف کے مطابق لباس اور مناسب غذا دی جائے اور ان پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالا جائے جتنا کہ وہ برداشت کر سکتے ہوں۔"

(موطا۔ امام مالک)

اس حدیث سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ مزدوروں یا ملازمین کو کم از کم اتنی اُجرت ضرور ملنی چاہیئے کہ وہ اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

"رسول اللہؐ نے کبھی کسی کو اس کی مزدوری کم نہیں دی"۔

(بخاری)

دوسرے موقعہ پر حکم دیا۔

"جو ہمارا ملازم ہو اگر اس نے شادی نہ کی ہو تو شادی کرے اور اس کے پاس خادم نہ ہو تو ایک خادم رکھ لے۔ اگر اس کے پاس مکان نہ ہو تو مکان بنوا لے۔ جو اس حد سے آگے بڑھے وہ خائن ہے"

(ابوداؤد۔ کتاب الخراج)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ کو ایک مرتبہ ابو عبیدہؓ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اگر تم بزرگوں سے مدد لینا چاہتے ہو۔ تو ان کی تنخواہیں بیش قرار مقرر کرو کہ یہ لوگ خیانت کی طرف مائل نہ ہونے پائیں" (الفاروق ص ۲۹۷)

حضرت عمرؓ نے عمال کی دیانت اور راست بازی قائم رکھنے کے لئے یہ اصول اختیار کیا کہ تنخواہیں بیش قرار مقرر کیں۔ جب کہ اس زمانے میں مصارف زندگی بہت ارزاں تھی اور روپیہ بے انتہا گراں۔ لیکن تنخواہوں کے سلسلے میں آپؓ نے مراتب کو پیش نظر رکھا۔ صوبہ داروں کی تنخواہ پانچ پانچ ہزار تک ہوتی تھی۔ اور مال غنیمت میں سے انہیں علیحدہ حصہ ملتا تھا۔ امیر معاویہؓ کی تنخواہ ایک ہزار دینار ماہانہ تھی۔ ربیعہؓ اور قاضی شریحؒ کی تنخواہ پانچ صد درہم ماہوار تھی۔

حضرت عمرؓ کے دور حکومت کے بارے میں یعقوبی کہتا ہے۔

"تنخواہ اور خوراک کے علاوہ کپڑا بھی دربار خلافت سے ملتا تھا

(الفاروق ص ۳۸۶)

بیت المال سے والنٹروں کو جو تنخواہیں گھر بیٹھے ملتی تھیں اس میں ذمی (غیر مسلم) بھی برابر کے شریک تھے۔ جو مسلمان اپاہج یا ضعیف ہو جاتا تھا اور محنت مزدوری کے قابل نہ رہتا بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جاتا۔ یہ ہی سہولت غیر مسلم اپاہجوں کو بھی حاصل تھی۔ (الفاروق ص ۴۴۲)

بیت المال سے وظیفہ حاصل کرنے والوں کو اتنا دیا جاتا تھا کہ وہ ان کے گذارے کے لئے کافی ہو۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسولؐ نے فرمایا۔

"مالدار مسلمانوں کے مال میں اس قدر (انفاق) فرض کیا ہے جس سے اہل حاجت کی کفالت ہو جائے۔ فقراء اگر بھوکے اور ننگے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہنے کی مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں تو اپنے معاشرے کے
مالداروں کے کرتوت کے نتیجے میں آگاہ رہو خدائے عزوجل یقیناً
ان لوگوں سے سخت محاسبہ کرے گا اور انہیں دردناک عذاب
دے گا۔ (اسلام کا نظریہ ملکیت صـ ۲۶۶)

اسلام معاشرے میں ناہمواری کی اجازت قطعی طور پر نہیں دیتا۔ اور قدم قدم پر مجبوروں اور بیکسوں کی مدد فرماتا ہے اسلامی ریاست میں مالداروں کو کسی صورت پر بھی سرمائے کے ارتکاز کی اجازت نہیں کہ اسلامی نقطۂ نظر کے تحت سرمایہ ظلم کی بنیاد پر ہی اکٹھا ہو سکتا ہے۔ اور ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسلامی ریاست میں سب سے پہلے ظلم کے خاتمے پر زور دیا جاتا ہے اجرتوں کے سلسلے میں ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ حضور اکرمؐ جب بھی مال غنیمت آتا اس کی تقسیم کرتے وقت شادی شدہ افراد کو غیر شادی شدہ کے مقابلے میں دوگنا عطا فرماتے۔ (الوراثت الاسلامیہ صـ ۱۷۸)

اسلامی ریاست میں فرائض انجام دینے والے عمال کے بارے میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں۔

"اگر یہ لوگ قرآن اور سنت کے مطابق اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ سو یا دو سو دینار بھی ان کے لئے بہت کم ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ زندگی کے تمام تفکرات سے مبرا ہو کر اپنے فرائض انجام دیں۔ (الوراثت الاسلامیہ صـ ۱۵۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اجتماعی سوداکاری

اسلامی معاشرے میں جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کسی بھی صورت میں ظلم و ستم کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ اور نہ ہی ایسے قوانین کے وضع کرنے یا جاری رہنے کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ وجہ ظلم و ستم بن سکیں یا پھر مسائل کو اتنا الجھا دیں کہ فریق دوم یاس و محرومی کا شکار ہو۔ آج کے دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ حکومتیں مہنگائی پر تو کوئی کنٹرول نہیں کرتیں البتہ ہر جانب مزدوروں کی جانب سے کئے جانیوالے مطالبات کے سلسلے میں حکومتوں کا رویہ ہمدردانہ ہونے کی بجائے ظالمانہ رُخ اختیار کر جاتا ہے جس کے باعث نفرت کشمکش اور رنجشیں بڑھ جاتی ہیں۔

حضور اکرمؐ کی حیات طیبہ مسلمانوں کے لئے نہ صرف مشعل راہ ہے بلکہ اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے آپ نے سوداکاری کے لئے جو اُصول متعین کیا وہ آج تک انسانیت کے لئے نمونہ ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

"حضور اکرمؐ نے کبھی کسی کو اس کی مزدوری کم نہیں دی" (بخاری)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کم مزدوری سے کیا مراد ہے اور مناسب اُجرت کتنی ہونی چاہیئے۔ اس سلسلے میں کم از کم اُجرت اتنی ضرور بالضرور ہونی چاہیئے جو ایک مزدور اور اس کے اہل خانہ کی بنیادی ضروریات پوری کر سکے۔ خوراک، لباس غذا، تعلیم اور رہائش کے اندیشوں اور غموں سے نجات دلانے کے ساتھ ساتھ اس کی اور اس کے بچوں کی صحت اور علاج و معالجہ کے لئے بھی کافی ہو۔

حضور اکرمؐ نے اس سلسلے میں حکم دیا کہ۔

"مزدوروں کو معروف کے مطابق مناسب غذا اور لباس دیا جائے اور اُن پر کام کا اتنا ہی بار ڈالا جائے جتنا کہ وہ برداشت کر سکتے ہوں"۔ (امام مالک رموطا)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مالک کے جملہ فرائض میں یہ فرض بھی شامل ہے کہ وہ اپنے ملازم کی بنیادی ضروریات کی کفالت کرے۔

آج جب کہ ہر طرف بیروزگاری کا دور دورہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت ہو یا صنعت کار آجر ہو یا پھر تاجر ہر ایک ہی کسی کو ملازم رکھتے وقت نہ تو اس امر کا لحاظ رکھتا ہے کہ جس کو ملازم رکھا جا رہا ہے۔ اس کا درحقیقت مشاہرہ کیا ہونا چاہیئے یا ملازم کی ذمہ داریاں کتنی ہیں جس کا نتیجہ بسا اوقات نفرت اور کشمکش کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جس سے نہ صرف کارکردگی متاثر ہوتی ہے بلکہ صنعتی امن بھی متاثر ہوتا ہے۔

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"مزدور کی اجرت طے کئے بغیر اس کو کام پر نہ لایا جائے"

(بیہقی کتاب الاجارہ)

آج ہوتا یہ ہے کہ اخبار میں اشتہار دیدیا اور اس میں درج کر دیا کہ اس اسامی کے لئے یہ تنخواہ ہوگی اور قصہ ختم۔ مزدور اپنی بے روزگاری کے باعث نوکری حاصل کرنے پر مجبور ہے اس عمل کی اسلام قطعی طور پر اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے کہ اس طرح حضور اکرمؐ کے اس حکم کی نفی ہوتی ہے۔ اور مزدوری طے کرنے کا عمل مکمل نہیں ہوتا جس کے باعث ایک فریق کو تکلیف پہنچتی ہے۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

"اسلام میں مضرت رسانی جائز نہیں" (کتاب الخراج صـ۶۸)

عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرمؐ کی خدمت میں موجود تھے حضورؐ نے فرمایا۔

"مضرت رسانی جائز نہیں نہ ابتداً اور نہ جواباً۔ (ابن ماجہ، امام مالک)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"جو کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے گا اس کو اللہ نقصان پہنچائے گا۔ اور جو کسی دوسرے کو تکلیف دے گا اس کو اللہ تکلیف میں مبتلا کرے گا۔ (ترمذی)

"جو کسی مومن کو نقصان پہنچائے یا اس کو فریب دے اس پر لعنت ہے" (روایت ابوبکرؓ ترمذی)

اسلامی معاشرے میں خرید و فروخت ہو یا کوئی دیگر معاملہ ہر فریق کو آزادی حاصل ہے۔ کہ وہ اس سلسلے میں معاہدہ کریں بشرطیکہ وہ اسلامی اقدار کے منافی نہ ہو۔ مثلاً شراب، زنا، جوا، چوری، یا پھر معاشرے کے دیگر ممنوعہ افعال، ان ممنوعہ سرگرمیوں کے لئے معاہدہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کی کوئی گنجائش ہے۔

اب ہم مالک و مزدور کے باہمی معاہدے پر ایک نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ محنت کش نہ تو ایک ایسا فریق ہے جو دوسرے کے ہم پلہ یا ہم وزن ہو اور نہ ہی اُسے حقیقی آزادی حاصل ہوتی ہے چاہے اس سلسلے میں کوئی قانون ہی کیوں نہ وضع کیا گیا ہو۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ ملازمت اختیار کرنے کے لئے اُسے ایک کاغذ پر دستخط کرنا ہوتے ہیں۔ بسا اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کاغذ پر تحریر کیا ہے اسے وہ تمام شرائط من و عن قبول کرنا پڑتی ہیں جو مالک چاہے اسے ہم مجبوری کا معاہدہ کہہ سکتے ہیں۔ جس کی اسلامی نقطہ نظر کے تحت کہیں بھی کوئی گنجائش نہیں۔

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں۔

"اے ایمان والو! جب معاملہ کرنے لگو ادھار کا ایک میعاد معین تک، تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور یہ ضروری ہے کہ تمہارے آپس میں کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار بھی نہ کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سکھلایا!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کو چاہیئے کہ لکھ دیا کرے اور وہ شخص لکھوا دے جس کے ذمہ حق واجب ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور اس میں ذرہ برابر کمی نہ کرے پھر جس شخص کے ذمے حق واجب تھا۔ ضعیف العقل (پاگل) ہو یا ضعیف البدن ہو یا جو لکھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو۔ تو اس کا کارکن ٹھیک ٹھیک لکھائے اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ کر لیا کرو پھر اگر دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو۔ تاکہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی بھول جائے۔ تو ان میں سے ایک دوسری کو یاد کرا دے اور گواہ بھی انکار نہ کیا کریں۔ جب بلایا جائے۔ (آیت ۲۸۲)

محمد اسد اپنی کتاب پیغام قرآن میں "انصاف کے ساتھ لکھنے" کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شرائط معاہدہ برابری کی بنیاد پر ہونا چاہیئے اور کوئی فریق بھی دوسرے فریق پر اپنے مطلب کی شرائط عائد کر کے دوسرے کو زیر بار نہ کرے یہ ہی تقاضہ انصاف ہے۔ مندرجہ بالا آیت سے ہم مندرجہ ذیل اصول اخذ کر سکتے ہیں۔

(ا) مستقبل کے معاملات کے لئے ضروری ہے کہ تحریری معاہدہ کیا جائے۔

(ب) تحریر میں صرف ایک فریق کو برتری حاصل نہ ہو۔ بلکہ معاہدہ دونوں، فریقوں کے مابین۔ برابری کی بنیادوں اور انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو۔

(ج) تحریر کرنے والا۔ تحریر کو قلمبند کرنے سے انکار نہ کرے۔

(د) اس قرآنی حکم کے بموجب وہ "شخص لکھوا دے جس کے ذمے حق واجب ہو" سے مراد یہ ہے کہ معاہدہ کی شرائط وہ شخص تحریر کروائے جو حقوق کی ادائیگی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لئے ذمہ دار ہو۔ جب کہ ہم دیکھتے ہیں مزدور یا محنت کش کو معاہدہ کی شرائط میں کوئی دخل حاصل نہیں۔ تمام شرائط مالکان کی اپنی مرضی پر منحصر ہوتی ہیں۔

(۲) اگر کوئی فریق دماغی صلاحیتوں سے پوری طرح کام نہیں لے سکتا۔ یا کمزور ہے اور شرائط معاہدہ بیان نہیں کر سکتا۔ تو اس کا سرپرست ایمانداری اور انصاف کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے شرائط معاہدہ طے کروائے۔

ہم آج روزمرہ اس تجربے سے گذرتے ہیں کہ ہمارے مابین ہونے والے معاہدات کو انگریزی زبان میں قلم بند کیا جاتا ہے۔ مزدور نہ تو اس زبان سے ہی واقف ہوتا ہے نہ ہی قانونی موشگافیوں سے اسلامی معاشرے میں اس قسم کے معاہدات کی قطعی طور پر اجازت نہیں اسلامی نقطہ نظر سے جو بھی معاہدہ کیا جائے۔ اس کی شرائط صاف اور واضح ہونی چاہئیں اور ہم پلہ ہوں یعنی برابری کی بنیادوں پر طے کی جائیں۔ معاہدہ بغیر کسی جبر و کراہ کے کیا جائے ڈنڈے کے زور پر کسی بھی معاہدہ کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

اب آیئے تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم کر لیں (جو موجودہ زمانے میں ناممکن ہے) کہ معاہدہ عین اسلام کی روح اور حکم کے مطابق عمل میں لایا گیا ہے۔ اس لئے مزدور کو اب اپنے مطالبات نہ تو پیش کرنے چاہئیں۔ اور نہ ہی احتجاج کا حق حاصل ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ اسلام میں رسہ کشی کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔

اس حقیقت سے کوئی انحراف نہیں کر سکتا کہ اسلامی معاشرہ رسہ کشی کی نہ تو اجازت دیتا ہے اور نہ ہی بلا کسی سبب کسی بھی شخص یا فرد کی املاک کو نقصان پہنچانے کی اجازت دیتا ہے اگر مندرجہ بالا شرائط کو تسلیم کر لیا جائے اور مزدور سے حق احتجاج چھین لیا جائے۔ اور مہنگائی میں اضافہ کی کھلی چھٹی دیدی جائے۔ یہاں تک کہ آج کے دور میں طے کی جانے والی اجرتیں چند ہی برس کے بعد بے معنیٰ ہو کر رہ جائیں ایسی صورت میں مزدور کو حق احتجاج سے محروم کر دینا کیا ظلم کے مترادف تصور نہ کیا جائے گا جس کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گنجائش اسلامی معاشرے میں قطعی طور پر نہیں۔

اسلام نے تمام شہریوں کو یہ حق دیا ہے کہ ان پر ظلم ہو تو وہ اس کے خلاف آواز اٹھائیں۔ ظالم سے ہرگز نہ دبیں اور اس کے ظلم کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہ کریں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے اِلّا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو۔" (النساء - ۱۴۸)

اسلامی معاشرے میں ظلم کی نوعیت خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ حکم دیا گیا ہے کہ اس کے خلاف احتجاج کیا جائے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

"لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو بعید نہیں کہ اللہ ان پر عذاب عام نازل کر دے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام ظلم کے خلاف احتجاج کرنے سے منع نہیں کرتا بلکہ حکم دیتا ہے کہ جہاں بھی اور جس شعبہ میں بھی ظلم کیا جا رہا ہو اس کے خلاف احتجاج کیا جائے اگر ایسا نہیں کیا جائے گا تو پھر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرماتے ہیں۔

بھیک مانگنا بُرا فعل ہے اور یہ چہرے (عزت نفس) کو زخمی کر دیتا ہے۔ لیکن ایسی بنیادی ضروریات جس کے بغیر گذارا مشکل ہو جائے اس کے لئے حکومت سے درخواست کر سکتا ہے۔ (ریاض الصالحین ص ۲۴۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ محنت کش کا اپنے حقوق طلب کرنا نہ تو ظلم ہے اور نہ ہی ان حقوق کا دیدینا مالک کے لئے خیرات مہربانی عطا یا سخاوت ہے یہ محنت کش کا پیدائشی حق ہے اس کا یہ حق لیکن مشروط ہے اور شرط اولین یہ ہے کہ وہ ادارے میں توڑ پھوڑ اور تخریبی کارروائی نہ کرے اس کی اجازت نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نفع و نقصان کی ذمہ داری

آج ہم دیکھتے ہیں کہ سرمایہ دار ہو یا صنعت کار آجر ہو یا پھر دکاندار ان میں اکثریت ایسے افراد پر مشتمل ہے جو یا تو دوہرے حساب کتاب رکھتے ہیں اور یا پھر منافع کو منہ سوں کے گورکھ دھندے میں اس طرح الجھا کر رکھ دیتے ہیں۔ کہ کوئی اس کو نہ تو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اصل منافع معلوم کر سکتا ہے اس پر دوہر ظلم یہ کہ شماریات کے ماہرین اور مشیران ٹیکس نت نئے طریقے اس طرح اختیار کرتے ہیں کہ مزدور تو کجا حکومت وقت بھی اس میں اس طرح الجھ کر رہ جاتی ہے کہ آخر کار وہ یہ کہہ بیٹھتی ہے کہ تم ہی بتاؤ کہ اصل منافع کتنا ہوا اور اس پر ٹیکس کتنا بنا۔ اس صورت حال کی اسلامی معاشرے میں قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ اسلامی معاشرے کی اساس خوف خدا پر ہے۔"

اگر کوئی محنت کش جان بوجھ کر سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مالک کی املاک کو نقصان پہنچائے تو مالک اس سے نقصان کے بقدر وصول یابی کا حق رکھتا ہے۔

"خلفاء راشدینؓ نے متفقہ طور پر صناعوں (کاریگروں) پر ضمان (نقصان کی قیمت یا ضمانت کی رقم) عائد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ جو اشیاء ان کاریگروں کو کام کے لئے دی جاتی تھیں وہ اصولاً امانت کی حیثیت رکھتی تھیں۔ (اور امانت میں نقصان واقع ہو جانے یا اس کے ضائع ہو جانے کی شکل میں امانت دار سے تاوان نہیں وصول کیا جا سکتا) لیکن عملاً صورت حال یہ تھی کہ لوگوں میں صناعوں (کاریگروں) کی بڑی طلب تھی۔ اگر ان کاریگروں کو لوگوں کے سامان کو ضائع جانے یا ان میں نقص امن واقع ہو جانے پر قابل تاوان نہ قرار دیا جاتا تو یہ لاپروائی برتتے اور عوام کا نقصان ہوتا۔ ایسی شکل میں مصلحت کا تقاضا یہ ہی تھا۔ کہ ان پر ضمان عائد کی جائے حضرت علیؓ نے ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو ان سامانوں کا ذمہ دار اور دین دار قرار دینے کے
بابت یہ فرمایا ہے کہ "اس کے بغیر لوگوں کے مفادات کا تحفظ نہیں
ہو سکتا۔" (اسلام میں عدل اجتماعی ص ۳۵۹)

یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ یہ کلیہ صرف اسی صورت میں نافذ کیا جا سکتا ہے جب یہ یقین کامل ہو جائے کہ کاریگروں نے جان بوجھ کر اور عمداً نقصان کیا ہے۔ اگر سہواً یا محض اتفاقیا غلطی سے نقصان ہو جائے تو مزدور، کاریگر یا محنت کش پر کوئی جرمانہ یا تاوان عائد نہیں کیا جاتا۔

حضرت امام ابن حزم فرماتے ہیں۔

"سرمایہ دار، تاجر دکاندار، یا آجر کا سرمایہ اور ملکیت مزدوروں کے
ہاتھوں میں امانت کا درجہ رکھتی ہے اس کی موت یا گھاٹے (نقصان)
کی صورت میں محنت کش کو ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جب تک کہ
وہ گواہوں کی موجودگی میں مجرم ثابت نہ ہو جائے۔ اس لئے محنت
کش کے حلفیہ بیان کو ہی درست تسلیم کیا جائے گا۔" (ماہی جلد ۶ ص ۲۰۱)

اسلامی معاشرے میں اجرت کی تخفیف کی کوئی گنجائش نہیں۔ اجرت میں تخفیف صرف مزدور یا محنت کش کی باہمی رضامندی سے عمل میں لائی جا سکتی ہے نقصان کی ذمہ داری صرف اور صرف مالک یا سرمایہ دار کے حصے میں آئے گی۔

منافع میں ہیرا پھیری کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ محنت کش کو منافع میں اس حق سے محروم کر دیا جائے جو خدا کے رسولؐ نے متعین کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

کام کرنے والے کو اس کے کام کے منافع میں حصہ دو کیوں کہ خدا کا
عامل نامراد نہیں کیا جاتا۔ (مسند احمد)

یہ ہی نہیں بلکہ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"سرمایہ دار اپنے سرمائے کی وجہ سے اور مضارب (محنت کش)
اپنی محنت (عمل) کی وجہ سے نفع کا حق دار ہوتا ہے۔
(ہدایہ۔ کتاب المضاربہ)

مندرجہ بالا بحث کا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ دار محنت کش کو ایک غلام یا ایک کلیدی پرزے کی اہمیت تک ہی محدود نہ سمجھے بلکہ اسے گوشت پوست کا ایک ایسا انسان تصور کرے جو اس کے ہم پلہ ہو اور اس کے منافع میں برابر کا حصہ دار۔

منافع میں حصہ

آج کے سرمایہ دارانہ نظام میں ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ منافع کا ایک بڑا حصہ شراکت داروں SHARE - HOLDERS میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اور بقیہ حصے کو محفوظ کر لیا جاتا ہے اور پھر کھاتوں یعنی حساب کتاب کو اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے کہ بے چارہ مزدور خاموش تماشائی کی حیثیت سے صبر کرتا ہے جس سے لاشعوری طور پر ایک طرف تو تلخیوں میں شدت کو کم کرنے کے لئے یا پھر یوں کہہ لیجئے مزدوری کی اشک سوئی کے لئے بونس دیدیا جاتا ہے اور بس چھٹی۔

صنعتی اداروں میں بذریعہ قانون منافع میں مزدوروں کو ۵ فیصد حصہ مشروط طور پر دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ۵، فیصد کے قانون پر جس طرح عمل درآمد ہوتا ہے اس سے تلخیوں میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ اور پھر ایک ایسے معاشرے میں جس میں خوف خدا کا فقدان ہے دونوں فریق نہ بونس اور ۵ فیصد کے معاملے میں مطمئن ہوتے ہیں۔ بلکہ تلخیاں مزدوروں کا مقدر بن کر رہ جاتی ہیں

اسلامی معاشرہ استحصال سے قطعی طور پر پاک معاشرہ ہوتا ہے جس میں حق دار کا حق بغیر دادرسی بہم پہنچانے کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام اس سلسلے میں جو احکامات دیتا ہے وہ آج بھی اسی طرح درخشاں اور مشعل راہ ہیں جس طرح آج سے چودہ سو سال قبل تھے۔

حضور فرماتے ہیں۔

کام کرنے والے کو اس کے کام کے منافع میں حصّہ دو کیوں کہ خدا کا عامل نامراد نہیں کیا جاتا۔ (مسند احمد)

پھر مزید تشریح کرتے ہوئے مزدور کو منافع میں حصّہ دینے کے بارے میں وضاحت فرماتے ہیں۔

"سرمایہ دار اپنے سرمائے کی وجہ سے اور مضارب (مزدور) اپنی محنت (عمل) کی وجہ سے نفع کا حقدار ہوتا ہے۔ (کتاب المضاربہ)

منافع کے اس حق میں کوئی شرط عائد نہیں کی گئی جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ قانون میں یہ حق مشروط ہے اور صرف مندرجہ ذیل صورتوں میں ہی مزدور کو مل سکتا ہے۔

ا صرف صنعتی اداروں کے مزدوروں تک

ب ایسے صنعتی ادارے جہاں ۵۰ مزدور یا زائد کام کرتے ہوں۔

ج ایکہزار روپے ماہوار تک اجرت پانے والے مزدوروں کو۔

د ایسے صنعتی اداروں میں جن کا ادا شدہ سرمایہ ۲۰ لاکھ روپے سے زائد ہو۔

ہ ایسے صنعتی اداروں میں جن کا منجمد سرمایہ FIXED ASSETS ۴۰ لاکھ روپے یا زائد ہو۔

و کُل منافع کا صرف ۵ فیصد۔

اس کے برخلاف اسلامی معاشرے میں نہ تو قانون کی موشگافیاں ہیں اور نہ ہی اس کے لئے کوئی شرط عائد کی گئی ہے وہاں تو بات صرف اتنی ہے کہ اگر منافع ہوا ہے تو پھر منافع میں سے حصّہ دیا جائے اور اس کی وجہ بھی بیان کر دی گئی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ مزدور کی حیثیت ایک غلام کی نہیں بلکہ ایک ایسے فریق یا شریک کی ہے جو اپنی محنت کے باعث سرمائے میں اضافے کا موجب بنتا ہے اس لئے اس کا حصہ برابری کی بنیاد پر ہونا چاہیئے۔

اوقات کار

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس پر آج کی دنیا باوجود اپنی تمام تر ترقیوں کے بھی اس کا حل تلاش نہیں کر سکی۔ آج ہم جانتے ہیں کہ ایک ہفتے میں ۴۸ گھنٹے یا ایک دن میں آٹھ گھنٹے کا اُصول ہی مقرر کردہ اصول ہے لیکن آیئے ہم عملی زندگی پر ایک نظر ڈال لیں۔ کیا یہ بات بعید از انصاف نہیں کہ سب ہی افراد سے آٹھ گھنٹے مشقت لی جائے۔ ایک مضبوط توانا اور تندرست انسان بھی آٹھ گھنٹے کی مشقت کرے اور ایک بوڑھا ناداراناتواں انسان بھی۔ انسانی عقل اور انسانی تجربہ دونوں ہی اسے ظلم تصور کریں گے ہم روزانہ ہی دیکھتے ہیں کہ اس اُصول سے مختلف النوع کی بنا پر مزدور انحراف کرتے ہیں جس کی بنا پر کارخانے دار "صنعت کار مزدور سے شاکی رہتے ہیں اور طرح طرح کے فساد بپا ہوتے ہیں یہ آٹھ گھنٹے بھی محنت کشوں نے بڑی قربانیوں کے بعد متعین کروائے ہیں اور وہ بھی اسّی سال قبل بصورت دیگر عالم یہ تھا کہ محنت کش وہیں کام کرتے اور وہیں سو جاتے ان کی معاشی زندگیاں تقریباً ختم ہو کر رہ گئیں تھیں۔ اسلام نے مزدوروں کے اوقات کار کا کوئی پیمانہ مقرر نہیں کیا۔ بلکہ قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے کہ۔

"اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔
(تلک الرسول۔ ۲۸۶)

نبی اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"کسی مزدور سے اس کی طاقت سے زیادہ کام مت لو" (بخاری)

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا۔

"مزدوروں پر کام کا اتنا ہی بار ڈالا جائے جتنا کہ وہ برداشت کر سکتے ہوں۔ (موطا امام مالک)

علامہ ماوردیؒ حکومت کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"محتسب کو چاہیئے کہ اگر ملازم مردوں اور عورتوں پر زیادتی ہو تو ان کے مالک سے باز پرس کرے اور حکم دے کہ ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیں۔" (احکام السلطانیہ صـ ۲۴۴)

حضرت عمرؓ کا معمول تھا کہ آپؓ ہر شنبہ کے دن مدینہ کے قرب و نواح میں جاتے اور اگر کسی شخص کو ایسے کام میں مشغول دیکھتے جو اس کی برداشت سے زیادہ ہو تو اس کا بار ہلکا کر دیتے۔

(موطا۔ امام مالک)

سرکار دو عالمؐ نے ایک دفعہ تنبیہ کی اور فرمایا۔

"خبردار! جو شخص کسی معاہد پر ظلم کرے گا یا اس کے حقوق میں کمی کرے گا۔ یا اس کی طاقت سے زیادہ بار ڈالے گا یا اس سے کوئی چیز اس کی مرضی کے خلاف وصول کرے گا۔ اس کے خلاف قیامت کے دن میں خود مستغیث ہوں گا۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد)

مندرجہ بالا احکامات خداوندی۔ احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی معاشرہ دراصل ایک ایسا معاشرہ ہے جو انسان کی عظمت اور احترام انسانیت کو فضیلت سے ہمکنار کرنے کے ساتھ ہر فرد کی ظاہری اور باطنی احتیاجات کو بھی مدنظر رکھتا ہے یہی وہ ذریں اصول ہے جس کی اساس پر اسلامی معاشرے میں ربط و ضبط قائم رہنے کے ساتھ ساتھ ناانصافی یا ظلم کی تمام راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ مختصر یہ کہ اسلام کے قائم کردہ نظام کے تحت ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مزدور سے صرف اتنا ہی کام لیا جا سکتا ہے جس کا وہ متحمل ہو سکے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کی بھی سختی کے ساتھ ممانعت ہے کہ کسی بھی مزدور کو محض اس کی جسمانی ساخت کی بنا پر ملازمت مہیا نہ کی جائے اور روزگار سے محروم کر دیا جائے اسلامی معاشرے میں کسب حلال کے دروازے کھولنے کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے حکومت کا یہ فرض ہے کہ افراد کو روزگار مہیا کرے۔

کام کی نوعیّت

اسلامی معاشرہ کسی بھی ایسی معاشی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دیتا جن کی مذہب میں ممانعت ہے جیسے جوا، شراب، زنا، چوری دھوکہ دہی وغیرہ۔ اس لئے کسی بھی شخص کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اس قسم کے معاشی افعال میں فرائض انجام دے کر اپنے لئے روزی مہیا کرے البتہ یہ حکم غیر مسلموں کے لئے نہیں ہے انہیں یہ حق حاصل ہے کہ شراب بنائیں، سور پالیں، اور اس طرح اپنی روزی حاصل کریں۔ لیکن مسلمان محنت کشوں کو اس کی قطعی طور پر کوئی اجازت نہیں۔ خدانخواستہ اگر کوئی مسلمان ممنوع معاشی سرگرمیوں کے ذریعے روزی حاصل کرتا ہے تو اسے اسلامی فقہ کے مطابق حرام قرار دیا گیا ہے۔

اسلامی معاشرے میں مزدور یا محنت کش کو مندرجہ ذیل شرائط کے مطابق ملازم رکھا جا سکتا ہے۔

ا۔ اُسے اپنی مرضی کے خلاف کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

ب۔ اُس پر اس کی بساط سے زائد کام کا بوجھ نہیں ڈالا جا سکتا۔

ج۔ بغیر کام بتائے (نوعیّت) کسی کو ملازم نہیں رکھا جا سکتا۔

د۔ کسی بھی ملازم کو غلام کی حیثیت سے نہیں رکھا جا سکتا۔

ہ۔ کوئی خلاف مذہب کام کروانے کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام محمدؒ فتاویٰ عالمگیری میں فرماتے ہیں۔

اگر کسی مزدور کو یہ حکم دیا جائے کہ تم یہ مٹی ایک یوم میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دو۔ جبکہ وہ مٹی ایک جگہ سے دوسری جگہ ایک یوم میں منتقل نہیں ہو سکتی اور اس کی منتقلی میں کئی یوم درکار تھے۔ ایسی صورت میں اسلامی اعتبار سے یہ کام کرانا جائز نہیں۔ مزدوری کا تعین کام کے اعتبار سے کیا جائے گا۔ یعنی جتنے ایام میں مٹی منتقل ہو گی۔ اتنے ایام کی مزدوری ادا کرنا ہو گی اور اگر مزدور نے مزدوری طے کرتے وقت مٹی کو دیکھ کر یہ اندازہ بھی لگا لیا ہو کہ وہ یہ کام ایک یوم میں انجام دے دیگا۔ تب بھی مزدوری کی ادائیگی باعتبار ایام ہی ادا کی جائے گی۔ یعنی جتنے ایام میں کام مکمل ہو"۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ہفتم صـ ۱۶۱)

ایک اور مسئلہ میں امام محمدؒ فرماتے ہیں۔

"اگر کسی مزدور سے یہ کہا جائے کہ تم یہ دو لکڑیاں یہاں سے وہاں منتقل کر دو۔ فی لکڑی تمہیں ایک درہم مزدوری ملے گی۔ اگر وہ مزدور دونوں لکڑیاں ایکبار میں ہی منتقل کر دے تو مالک اسے ایک درہم مزدوری نہیں دے گا۔ بلکہ اُسے دو درہم ہی دینے ہونگے"

(جلد ہفتم فتاویٰ عالمگیری صـ ۱۶۶)

حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔

"اگر کسی درزی کی اُجرت کا تعین اس طرح کیا کہ اگر آج تم نے قمیض تیار کی تو تمہیں ایک درہم ملے گا۔ لیکن اگر کل تیار کی تو آدھا درہم ملے گا۔ یہ صورت اسلامی معاشرے میں ناقابل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قبول ہے اور اس کی کوئی اجازت نہیں"

(جلد ہفتم فتاوی عالمگیری صـ۱۶۶)

امام اعظمؒ مزید فرماتے ہیں۔

"تم میری یہ قمیض آج ایک درہم کے بالعوض سی دو۔ یہ صورت بھی قابل قبول نہیں اس لئے کہ اگر اس نے قمیض آدھے دن میں سی دی تو آدھی اجرت نہیں مل سکتی اور اگر ایک دن سے زائد وقت لگا تو پھر اس صورت میں زائد مزدوری کی ادائیگی باعث تنازعہ ہوگی۔ جس کی اجازت نہیں اس لئے اس میں حلال صورت صرف یہ ہے کہ سیدھے طریقے سے اجرت اس طرح طے کی جائے کہ اس قمیض کو سینے کی اجرت کیا ہوگی۔ اس میں دن کی قید شامل نہ ہو

(فتاوی عالمگیری صـ۱۶۸)

ایک اور مسئلہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"اگر کوئی چرواہا ماہانہ اُجرت پر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے بکریوں کے مالک سے کہا کہ اب میں بکریاں چرانے کی اجرت پہلے کے مقابلے میں زائد لوں گا۔ مالک نے چرواہے کی بات سنی لیکن جواب نہ دیا ایسی صورت میں مالک کو چرواہے کی طلب کردہ اضافی اجرت ہی دینا ہوگی۔" (فتاوی عالمگیری صـ۱۷۶)

حقوق تبدیلی ملازمت

فی زمانہ ہم دیکھتے ہیں کہ محنت کشوں سے ملازمت اختیار کرواتے وقت ایک ایسی دستاویز پر دستخط حاصل کئے جاتے ہیں کہ محنت کش ملازمت ترک کر کے کہیں اور ملازمت اختیار نہیں کر سکتا۔ کسی دوسرے ملک بغرض معاش نہ جائے وغیرہ وغیرہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نقطہ نظر سے یہ پابندی ناروا ہیں اور اس کی قطعی طور پر اجازت نہیں۔
حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"یہ پوری دنیا، اور تمام ممالک خدا کی ملک ہیں۔ انسان کو خدا نے تخلیق کیا ہے اس لئے جہاں تمہیں بہتری نظر آئے جاؤ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم خدا کی زمین پر پھیل جاؤ اور اپنا رزق تلاش کرو۔!" (مجمع الزوائد)

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ اسلامی معاشرے میں تمام ممالک اللہ کی، ملکیت ہیں۔ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ اللہ کی اس وسیع دنیا میں اپنی روزی کی تلاش میں کہیں بھی جائے اس کی اس ہجرت کو روکنے کا حق کسی کو بھی حاصل نہیں۔ خدا ہی انسان کا خالق ہے اس لئے وہ ہی درحقیقت مالک ہے اس بنا پر غیر قانونی پابندیوں کو عائد کرنے کی اسلامی معاشرے میں قطعی طور پر کوئی اجازت نہیں۔ انسان جہاں چاہے عارضی یا مستقل ہجرت کر کے اپنی روزی حاصل کر سکتا ہے۔

یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ آج کے دور میں ملازمین کی تبدیلی دوسرے شہروں میں محض اس بنا پر کر دی جاتی ہے کہ وہ ملازم مالک یا انتظامیہ کی نگاہ میں معتوب ہو۔ یعنی جہاں کسی کو تادیبی کارروائی کا نشانہ بنانے کے متعلق رائے قائم کی محنت کش کو بیک جنبش قلم ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کر دیا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری اس طرح ایک جانب تو ناپسندیدہ شخص سے جان چھوٹی اور دوسری جانب وہ محنت کش مبتلائے آفات ہوا۔ اس صورت حال کی اسلامی نقطہ نظر کے تحت کوئی گنجائش نہیں۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں۔

اگر کوئی غلام کوفہ میں نوکر رکھا تاکہ اس سے خدمت لے اور، خدمت لینے کے لئے کوئی مقام متعین نہیں کیا۔ تو صرف اپنے نوکر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(غلام) سے کوفہ میں ہی خدمت لے سکتا ہے۔ کوفہ سے باہر کوئی،
خدمت لینے کا اختیار نہیں۔" (فتاوی عالمگیری جلد مفتم صـ ۱۹۲)

مندرجہ بالا احادیث اور فقہی احکامات کی روشنی میں مالک یا انتظامیہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی بھی ملازم پر یہ قدغن عائد کر سکے کہ وہ اپنی بہتری یا معاشی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے کسی دوسرے ادارے یا جگہ پر کام نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ہی اُسے یہ بھی حق حاصل نہیں کہ کسی ملازم کو کہیں ٹرانسفر (تبدیل) کر سکے۔ البتہ اگر دونوں، فریق راضی ہوں اور بلا جبر و کراہ تو مقام ملازمت کو تبدیل کیا جا سکتا ہے ہاں اگر ملازم کو ملازمت اختیار کرتے وقت کھول کر وضاحت کے ساتھ یہ بتا دیا جائے اور ملازم بھی رضامند ہو جائے تو پھر صورت حال مختلف ہو گی۔

تعلیمی سہولتیں

اس وقت ہمارے ہاں صورت حال یہ ہے کہ ہمارے ملک میں ۸۵ فیصد سے زائد ناخواندہ افراد ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے اگر ہم دیکھیں تو کچھ پیشے ایسے ہیں جن میں خواندگی کی چنداں اہمیت نہیں مثلاً تکلہ بانی عمارتی تعمیرات کا کام، ڈرائیوری، حمالی وغیرہ لیکن اس کے برخلاف آج کی دنیا سائنسی دنیا کہلاتی ہے جس میں ایسے پیشوں کی حامل اقوام کو ترقی یافتہ قوموں کے ہم عصر تصور نہیں کیا جاتا۔ آج کی دنیا اس بات پر متفق ہے کہ تعلیم کے ہی ذریعے ترقی کو حاصل کیا جا سکتا ہے جب کہ آج کی اس ضرورت کا احساس جس معاشرے نے اپنی ابتدا ہی میں کیا وہ اسلامی معاشرہ ہی تو ہے اور پھر ایسے وقت میں جب کہ نہ تو اُس وقت آج کی بھاری اور دیو ہیکل مشینیں تھیں اور نہ ہی ان کا تصور

اسلامی معاشرے میں تعلیم کی ذمہ داری کلیتہً حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ عوام الناس کو مفت تعلیم کی سہولت بہم پہنچائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت وزین بن عطاؒ فرماتے ہیں۔

"مدینہ میں تین استاد تعلیم دینے پر مامور تھے وہ بچوں کو پڑھاتے اور حضرت عمرؓ ان کی تنخواہیں بیت المال سے ادا کرتے تھے"

(کنز العمل جلد دوم صـ۱۲۶)

اس کے علاوہ شاگردوں کو بیت المال سے وظیفے دیئے جاتے۔ حضرت عمرؓ نے حکومت کے مقرر کردہ عوامل کو حکم دیا کہ علم قرآن حاصل کرنے والے شاگردوں کے وظیفے مقرر کئے جائیں۔ حضرت عمرؓ کو مطلع کیا گیا کہ طلبہ علم قرآن حاصل کرنے میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے آپؓ نے اس کے باوجود وظیفے بند نہیں کئے۔

اساتذہ کو بڑی معقول تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ تاکہ وہ پوری دلجمعی کے ساتھ بچوں کو تعلیم کی دولت سے بہرہ مند کر سکیں۔ علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں۔

"مدینہ منورہ میں چھوٹے چھوٹے بچوں کی تعلیم کے لئے جو مکتب تھے ان کے معلموں کی تنخواہیں۔ ۱۵۔ ۱۵ درہم ماہوار تھیں (الفاروق)

دوسری جگہ ابو عامر سلیمؓ فرماتے ہیں۔

"میں بچپن میں گرفتار ہو کر مدینے میں آیا۔ یہاں مکتب میں بٹھایا گیا معلم مجھ سے میم لکھواتا تھا۔ اور میں اچھی طرح نہیں لکھ سکتا تھا کہ وہ کہتا تھا گول لکھو جس طرح گائے کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ (الفاروق)

حضرت عمرؓ نے حضرت معاذ بن جبلؓ۔ عبادہ بن الصامتؓ اور ابو درداءؓ کو بلا کر ہدایت فرمائی کہ وہ حمص جائیں وہاں کچھ دنوں قیام کریں جب تعلیم پھیل جائے تو ایک شخص کو وہیں چھوڑ دیں اور باقی دو صحابیوں میں سے ایک فلسطین جائیں اور دوسرے دمشق ان صحابیوں نے حضرت عمرؓ کے حکم کی تعمیل کی اور علم کو پھیلایا۔" (الفاروق صـ۱۴۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کارکنوں کے لئے رہائشی انتظامات

آج کے سائنسی دور میں رہائش کا مسئلہ سنگین ترین مسئلہ ہے۔ ابتدائی ایام میں نہ تو صنعتیں تھیں اور نہ ہی صنعتوں کا تصور نہ ہی پیشہ کے اعتبار سے نقل مکانی زبان و مکان کے مسائل۔ اس وقت کوئی یہ تصور ہی نہ کر سکتا تھا کہ ایک ایسا وقت بھی آئے گا۔ جب کہ ایک ایک صنعت میں ۵۰۔۵۰ ہزار افراد ملازم ہوں گے اور میلوں سے چل کر لوگوں کو اپنے کام کی جگہوں پر پہنچنا ہوگا۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عاملین کو جو حکم دیا وہ اس مسئلے کا بہترین حل تھا اور آج بھی ہے آپؓ نے فرمایا۔

بہترین حاکم وہ ہے جس کے ماتحت اس سے خوش ہوں۔ اور بدترین وہ ہے جس کے ماتحت اس کے ظلم کے باعث آہ وزاری میں مبتلا ہوں۔ (الفاروق)

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

مزدوروں کو معروف کے مطابق مناسب غذا اور لباس دیا جائے اور ان پر کام کا اتنا ہی بار ڈالا جائے جتنا کہ وہ برداشت کر سکتے ہوں (موطا۔ امام مالک)

یعنی مزدوری کی شرح اتنی ضرور ہونی چاہیئے کہ محنت کش اپنی مزدوری سے غذا لباس، مکان، علاج، تعلیم اور دوسری بنیادی ضروریات کو پورا کر سکے۔

صحت و طب

اسلامی معاشرہ ایک ایسا فلاحی معاشرہ ہوتا ہے جس میں ہر انسان کی ضرورتوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مصیبتوں، احتیاجات اور بحران سب کا قابل قبول حل پیش کیا جاتا ہے۔ جو ہر طبقۂ فکر کے لوگوں کے لئے باعث اطمینان ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں صحت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے صحت کو خدا کا ایک گرانقدر عطیہ تصور کیا جاتا ہے جس کی حفاظت فرض قرار دی جاتی ہے ملازم کی صحت کی حفاظت اور ذمہ داری اور اس کی نگہداشت کی کلیتہً ذمہ داری مالک پر عائد ہوتی ہے موجودہ زمانہ سائنس کا زمانہ ہے جس میں رات دن تجربات ہو رہے ہیں ہزاروں لاکھوں سائنسدان دن رات مختلف شعبہ حیات میں تحقیق کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں طرح طرح کی ادویات ایجاد ہو رہی ہیں اور اس کے ساتھ ہی مختلف نوع کے ہلاکت آفریں ہتھیار بھی ایجاد ہو رہے ہیں طرح طرح کے کیمیاوی مرکبات دریافت کئے جا رہے ہیں جس کے باعث طرح طرح کی نت نئی بیماریاں سامنے آ رہی ہیں۔ ایسے کارخانے جو کیمیائی اشیاء تیار کر رہے ہیں ان کے ملازمین پیشہ ورانہ بیماریوں کے شکار ہو رہے ہیں کہیں کینسر ہے تو کہیں دق کہیں بینائی ختم ہو رہی ہے اور کہیں بہرہ پن عام ہے کہیں مالکان پر بذریعہ قانون ذمہ داریاں عائد کی جا رہی ہیں کہ وہ اپنے ملازمین کا مستقل بنیادوں پر طبی معائنہ کروائیں اور انہیں حفاظتی ساز و سامان مہیا کریں۔

امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں۔

"مالک کو حق ہے کہ وہ اپنے مزدور سے کام لے۔
جو وہ کر سکتا ہو۔ اور اس کے بس میں ہو۔
کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے ملازم سے زبردستی اس کی
طاقت سے زیادہ کام لے۔

مزدور سے اسلامی معاشرے میں ایک ایسے ماحول میں فرائض کی انجام دہی نہیں کروائی جا سکتی جو طبی نقطہ نگاہ سے قطعی طور پر غیر مناسب ہو۔ حضور اکرمؐ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملازمین کی صحت کا بے انتہا خیال رکھتے تھے۔ اور بیماروں کا علاج کرواتے تھے حضرت عمرؓ ملازمین کی صحت کا اس حد تک خیال رکھتے کہ اگر وہ کسی عامل کو اپنے ماتحت کی صحت و بیماری سے غافل پاتے تو اس کو فوری طور پر برطرف کر دیا جاتا۔ حکومت کے تمام کارندے اپنے ماتحت اور ملازمین کی صحت کا ہمہ وقت خیال رکھتے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے۔

"اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعے محفوظ بناؤ۔ اور اپنے بیماروں کا علاج کرو صدقہ سے اور بلا اور مصیبت کی موجوں کا دعا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے استقبال کرو" (ابوداؤد۔ طبرانی۔ البیہقی)

بڑھاپہ، بیماری اور بنیادی حقوق کی نگہداشت

اسلامی معاشرے میں ہر فرد کا یہ بنیادی حق ہے کہ حکومت بیت المال سے یتیموں بیواؤں بوڑھوں اور محتاجوں کی کفالت کرے اور انہیں در در بھٹکنے نہ دے۔

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کا سرپرست اللہ اور اس کا رسولؐ (حکومت) ہے" (ترمذی)

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا۔

جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کی سرپرست حکومت ہے" (ترمذی)

اسی طرح آپؐ نے مرنے والے کے قرض کی ادائیگی اور اس کے پسماندگان کی سرپرستی بھی اسلامی حکومت کی ذمہ داری قرار دی۔

"جو مسلمان قرض چھوڑ کر وفات پائے اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہوگی اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا ہوگا۔ (متفق علیہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حکومت کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"جو شخص مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے گھر والوں کے لیے ہے اور جو کسی کو بے سہارا چھوڑ جائے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے"

(ترمذی۔ ابوداؤد)

حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن روانہ کرتے وقت آپؐ نے اسلامی ریاست (حکومت) کی معاشی ذمہ داریوں کے سلسلہ میں یہ اصول بیان فرمایا۔

"انہیں اطلاع دینا کہ اللہ نے ان کے مالوں میں صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مال داروں سے لیا جائے گا اور ان کے ناداروں پر تقسیم کیا جائے گا۔" (متفق علیہ)

یہ معاشی تحفظ صرف مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص نہ تھا۔ بلکہ تمام شہری اس کے حقدار تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ایک یہودی کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو اسے اپنے گھر لے گئے پہلے اپنے گھر سے کچھ دیا۔ بعد ازاں بیت المال کے خزانچی کو بلا کر ہدایت فرمائی کہ اس کا اور اس جیسے دوسرے افراد کا روزینہ مقرر کرو۔ پھر فرمایا۔

"خدا کی قسم! یہ بات انصاف سے بعید ہے کہ ہم ان کی جوانی میں ان سے جزیہ لے کر کھائیں اور بڑھاپے میں انہیں بے سہارا چھوڑ دیں۔" (کتاب الخراج)

حضرت عمرؓ کے زمانے میں حضرت سعید بن یربوعؓ نابینا ہو گئے حضرت عمرؓ ان کے پاس تعزیت کے لئے آئے اور کہا کہ کوئی جمعہ ناغہ نہ کرنا اور مسجد نبوی میں برابر شریک جماعت ہونا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے کون لے جائے گا۔ آپؓ نے ان کے لئے بیت المال سے ایک غلام کا انتظام فرما دیا" (اسوہ صحابہ جلد دوم ص ۱۹ مولانا عبدالسلام ندوی)

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک صحابیؓ نے کہا۔ یا امیر المومنین آپ مال غنیمت کو برابر برابر تقسیم فرما رہے ہیں جب کہ اس کی تقسیم عہدے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور ہماری خدمات کے مطابق ہونی چاہیئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب میں فرمایا۔

"تم مال غنیمت کی تقسیم کے لئے چاہتے ہو کہ تمہاری خدمات اور تمہاری جنگوں میں شمولیت کے اعتبار سے تمہیں دوسروں کی نسبت زیادہ ملے۔ میں اس تقسیم کے بارے میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ تم نے جو کچھ کیا یعنی تمہاری عبادتیں اور تمہاری جہاد میں شرکت اس کا صلہ تمہارے رب کے پاس ہے۔ میرے لئے البتہ صرف اتنا ہے کہ مال غنیمت کی تقسیم تمہارے درمیان برابری کی بنیاد پر کروں"

(کتاب الموال صـ ۲۶۳)

حضرت عثمانؓ نے خیار نہدیؓ کو دیکھا جو بے انتہا بوڑھے تھے آپؓ نے ان کی آل اولاد کے بارے میں معلومات کیں اور بیت المال سے ان کا مشاہرہ مقرر کیا۔

(کتاب الموال صـ ۲۳۳)

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ بوڑھوں کی کفالت کیلئے نہ صرف مسلمانوں کے ہی لئے حکومت نے وظیفے یا مشاہرہ مقرر کر رکھے تھے بلکہ تمام شہری اس مستفید ہوتے تھے حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں حضرت خالدؓ بن ولید نے حیرہ کے غیر مسلم باشندوں سے جو معاہدہ کیا اس میں مسلمانوں اور غیر مسلم کے درمیان مساوی حقوق رکھے گئے۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔

"جب بھی کوئی غیر مسلم اپنی ضعیفی، بیماری یا کسی بنا پر معذوری کے باعث لاچار ہو جائے۔ یا کوئی اپنی دولت کے ضائع ہو جانے کی بنا پر قلاش ہو جائے۔ اور اپنے ہم مذہبوں کی خیرات پر پل رہا ہو ایسے غیر مسلم افراد سے جزیہ وصول نہیں کیا جائے گا۔ اور جب تک وہ اسلامی حکومت کی حدود میں رہائش پذیر رہیں گے۔ ان کی اور ان کے اہل خانہ کی کفالت حکومت کرے گی۔" (کتاب الخراج صـ ۱۴۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وظیفہ اور پنشن

اسلامی ریاست میں شاندار کارکردگی کرنے والے ملازمین کے لئے حکومت نے وظیفے اور گرانقدر مشاہرے مقرر کئے۔ ایسی درخشندہ مثالوں سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے یہ سلسلہ نہ صرف عہد نبوت تک ہی قائم رہا۔ بلکہ آپ کے بعد آنے والے خلفاء نے بھی اسے قائم رکھا۔ مثال کے طور پر قیس بن مالک الحرضمی کو حضورؐ نے اہل عرب اور آزاد کردہ غلاموں پر عامل مقرر کیا۔ قیسؓ بن مالک کو وظیفہ ملتا تھا۔ اس کے علاوہ حضورؐ نے آپ کو دو صد پیڑوں والا نخلستان بھی ان کی خدمات سے خوش ہو کر عطا کیا۔ یہ صرف حضورؐ کی زندگی تک ہی نہیں رہا اس سلسلے کو آپؐ کے جانشینوں نے بھی جاری رکھا۔

(الوراثت الاسلامیہ صـ۱۵۴)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک فرمان جاری کیا کہ حکومت کے عامل جو فوت ہو گئے ان کے بچوں کی فہرست مرتب کر کے آپؒ کو بھیجی جائے فہرست جب آپ کو مل گئی تو آپ نے ہر پانچ یتیموں (بچوں) پر ایک خادم مقرر کیا جو ان کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ غیر شادی شدہ لڑکیوں کے وظیفے مقرر کئے۔ آپ شیر خوار بچوں کا کوئی وظیفہ مقرر نہ کرتے۔ کچھ لوگوں نے وظیفے کے حصول کے لئے جلد ہی دودھ چھڑا دیا۔ آپ کو جب اس بدعنوانی کی اطلاع ملی تو آپ نے اعلان کیا کہ شیر خوار بچوں کا دودھ نہ چھڑایا جائے آئندہ سے شیر خوار بھی وظیفے کے حقدار ہوں گے۔ (الوراثت الاسلامیہ صـ۱۰۵)

پورا اسلامی معاشرہ دراصل حضور اکرمؐ کے اس ارشاد پر قائم ہے۔

"جو امام ضرورتمندوں، محتاجوں اور مسکینوں پر اپنے دروازے بند کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات اور احتیاجات کے لئے آسمان کے دروازے بند کر دیتا ہے"۔ (ابوداؤد)

عہد نبوت میں آزاد شدہ غلاموں کا ایک لاوارث اور بیکس گروہ تھا۔ اس لئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب کہیں سے مال آتا تو آپؓ سب سے پہلے اسی کس مپرس گروہ کو حصّہ دیتے تھے۔ آپؓ کے بعد جب باقاعدہ دفتر قائم ہوا اور تمام وظیفہ خواروں کے نام لکھے گئے تو یہ گروہ سہواً نظر انداز کر دیا گیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان کے حقوق کا مطالبہ کیا اور خود حضرت معاویہؓ کے دربار میں جا کر ان کے وظیفے طلب کئے (اسوہ صحابہ جلد دوم صہ ۳۵)

حضرت عمرؓ نے وظائف کے تقرر کے لئے جو پیمانہ مقرر فرمایا وہ آج بھی اسی طرح درست ہے جس طرح آج سے چودہ سو سال قبل تھا۔

★ آپؓ نے چند خوش خوراک (بسیار خور) آدمیوں کو بلایا انہیں دو وقت کھانا کھلایا۔ پھر اسی اعتبار سے ہر شخص کی خوراک کا وظیفہ مقرر فرما دیا۔

★ حضرت عمرؓ ایک ہاتھ میں پیمانہ (تولنے کے لئے ہوئے تھے۔ اور دوسرے ہاتھ میں ناپنے کا پیمانہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے ہر مسلمان کے لئے ہر ماہ دو مد گیہوں اور دو قسط روغن زیتون اور دو قسط سرکہ مقرر کر دیا ہے تب ایک شخص کھڑا ہوا اور دریافت کیا کیا غلام کے لئے بھی آپؓ نے جواب دیا ہاں غلام کے لئے بھی۔

★ حضرت عمرؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا "ہم نے تمہارے لئے ہر ماہ عطا یا اور روزینوں کا تقرر کر دیا ہے آپؓ کے ہاتھ میں مدی اور قسط (پیمانہ تھے (یعنی ناپنے اور تولنے کے)

اسلام کا اقتصادی نظام صہ ۱۶۳

حضرت عثمانؓ نے غیار بن سہدیؓ کے بڑھاپے اور کثیر العیالی کو دیکھ کر ان کے بچوں کی تعداد دریافت کی اور ان کا اور ان کے بچوں کا جداگانہ وظیفہ مقرر کیا۔ (اسلام کا اقتصادی نظام صہ ۱۶۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک حکم جاری کیا کہ ایسے تمام ملازمین کی، تفصیلات اکٹھی کرکے انہیں روانہ کی جائیں جو نابینا ہوگئے ہوں۔ یا معذور ہوگئے ہوں اور اپنے فرائض ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ جب یہ تفصیلات آپؒ کو حاصل ہوگئیں تو آپ نے ہر نابینا کے لئے ایک خادم اور ہر معذوروں کی خدمت کے لئے ایک خادم مقرر کیا۔

(الوراثت الاسلامیہ صـ۱۰۴)

حضرت عمرؓ نے ۱۸ھ میں یہ حکم جاری کیا "جو لاوارث بچے ہوں ان کے دودھ پلانے اور پرورش کا انتظام بیت المال سے کیا جائے۔ یہ وظیفہ سو درہم سے شروع ہوتا بعد ازاں ہر سال اس میں ترقی ہوتی جاتی"

(موطا۔ امام مالک)

قبیلہ بنو سلیم کو ایک لاوارث بچہ ملا۔ انہوں نے امیرالمومنین سے رجوع کیا" آپ نے حکم دیا کہ اس کی پرورش تم کرو اس کے مصارف بیت المال سے وصول کرو۔ (موطا۔ امام مالک باب القضاء)

یہ سخا اور کرم یعنی پنشن اور وظیفے کی رعایت کے مستحق صرف مسلمان ہی نہ تھے بلکہ غیر مسلم بھی اس سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک یہودی کو بھیک مانگتے دیکھا تو اسے اپنے گھر لے گئے پہلے اپنے گھر سے کچھ دیا۔ پھر بیت المال کے خزانچی کو بلا کر ہدایت فرمائی کہ اس کا اور اس جیسے دوسرے افراد کا روزینہ مقرر کرو اس کے جواز میں کہا۔

"خدا کی قسم! یہ بات انصاف سے بعید ہے کہ ہم ان کی جوانی میں ان سے جزیہ لے کر کھائیں اور بڑھاپے میں انہیں بے سہارا چھوڑ دیں"۔ (کتاب الخراج صـ۱۱۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ نے لوگوں کے وظیفے مقرر فرمائے تو لوگوں نے کہا یا امیر المومنین رجسٹر میں پہلے اپنا نام درج فرمایئے۔ فرمایا نہیں اپنے آپ کو وہیں رکھوں گا۔ جہاں مجھ کو خدا نے رکھا ہے چنانچہ قرابت داران رسولؐ کے نام پہلے لکھوائے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا وظیفہ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے کم مقرر فرمایا تو انہوں نے کہا کہ "وہ مجھ سے کس چیز میں آگے نہیں ہے" آپؓ نے جواب دیا "ان کے باپ تمہارے باپ سے اور وہ تم سے۔ رسول اللہ کو محبوب تھے۔" (اسوہ صحابہ جلد دوم صـ ۱۶)

حضرت عمرؓ کی خدمت میں احنفؓ بن قیس بصرہ کے وفد کے ساتھ آئے اور کہا کہ ہم ایک بنجر زمین میں آباد ہیں اس کے مشرق کی طرف سمندر ہے اور مغرب میں چٹیل میدان نہ کھیت ہیں اور نہ ہی مویشی دو میل سے ضعیف لوگ پانی لاتے ہیں عورتیں جب پانی لینے جاتی ہیں تو بچوں کو بکری کی طرح باندھ دیتی ہیں کہ درندے نہ لے جائیں۔ آپ کیا ہماری ضروریات پوری نہ کریں گے۔؟ آپ (حضرت عمرؓ نے فوراً بصرہ کے بچوں کے وظیفے مقرر کر دیئے اور حضرت موسیٰ اشعریؓ کو لکھ بھیجا کہ ان کے لئے نہر کھدوا دیں۔ (فتوح البلدان صـ ۳۶۴)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے گورنر عراق عبدالحمید بن عبدالرحمان کو لکھا "لوگوں کو ان کے وظیفے دیدو" اس کے جواب میں عبدالحمید نے لکھا "میں لوگوں کے مقررہ وظائف دے چکا ہوں اور اس پر بھی بیت المال میں مال بچا ہوا ہے۔" عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب میں لکھا۔

اب ایسے لوگوں کو دیکھو جو قرضدار ہوں لیکن انہوں نے یہ قرضہ کسی فضول خرچی یا بے راہ روی کے سلسلے میں نہ لیا ہو اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کے قرض (بیت المال سے) ادا کر دو"
عبدالحمید نے لکھا: "میں نے ایسے مقروضوں کے قرض بھی ادا کر دیئے ہیں لیکن اب بھی بیت المال میں رقم باقی ہے۔
اس پر عمر بن عبدالعزیزؒ نے انہیں حکم دیا۔
اب ایسے کنواروں کو تلاش کرو جو نادار ہوں اور وہ یہ پسند کریں کہ تم ان کی شادی کرا دو۔ تو تم ان کی شادی کر کے ان کی طرف سے ان کے ذمہ واجب الادا مہر بھی ادا کر دو"۔
اس کے بعد عبدالحمید نے انہیں لکھا: "مجھے جتنے کنوارے ملے ہیں میں ان کی شادی بھی کرا چکا ہوں۔ اب بھی بیت المال میں رقم باقی رہتی ہے"
اس کے جواب میں عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا۔
اب ایسے لوگوں کو تلاش کرو جن پر جزیہ مقرر ہے اور وہ اپنی زمین کا انتظام نہیں کر پاتے ایسے ذمیوں کو اتنی رقم قرض دو کہ وہ اپنی زمین کا بندوبست کر سکیں۔ اس لئے کہ ان سے ہمارا واسطہ ایک دو سال کے لئے نہیں ہے۔"
(کتاب الاموال جلد اول ص ۴۱۴)

آزادی اظہار رائے

اسلامی معاشرے میں مسلمانوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار بلاخوف و خطر کرتے رہیں۔ یہ ہی نہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر فرمانروا حق سے ذرا سا بھی ہٹے تو اسے فوراً ٹوک دو۔ پھر زور دے کر قرآن حکیم میں بنی اسرائیل کی تنزلی کا جو سبب بیان کیا گیا اس کے مطابق یہ کہا گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"انہوں نے ایک دوسرے کو بُرے افعال کے ارتکاب سے روکنا
چھوڑ دیا تھا۔" (المائدہ :- ۷۹)

یہ ہی نہیں قرآن حکیم میں متعدد جگہوں پر اظہار رائے کے حق کو استعمال نہ کرنے پر سخت تنبیہ کی نوید دی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے۔

"اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا۔ تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔ (النساء۔ ۱۳۵)

اس آیت مبارکہ کے مفہوم سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ منافقانہ طرز عمل اختیار کرنے پر آخرت میں اس جرم کی بڑی سخت سزا ہے۔ حضور اکرمؐ اظہار رائے کے بارے میں فرماتے ہیں

"میرے بعد کچھ لوگ حکمران ہونے والے ہیں، جو ان کے جھوٹ میں
ان کی تائید کرے اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کرے۔ وہ مجھ سے
نہیں اور میں اس سے نہیں۔ (نسائی۔ کتاب البیع)

مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک مسلمان اس وقت دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے جب ظالم کے ظلم کو دیکھتا رہے اور اسے نہ ٹوکے۔ خود حضور اکرمؐ سے لوگ آپ کی رائے سے اختلاف کرتے۔

"ایک بار آپؐ نے مسلمانوں کو ہدایت دی کہ فلاں فلاں مقام
پر قیام کرو۔ ایک صحابی نے کھڑے ہو کر دریافت کیا" یہ ارشاد
وحی ہے یا آپ کی ذاتی رائے"، آپؐ نے فرمایا" یہ میری ذاتی رائے
ہے" صحابی نے عرض کیا" پھر تو یہ منزل مناسب نہیں اس کی بجائے
فلاں فلاں منزل مناسب ہوگی"۔ چنانچہ اس رائے پر عمل کیا گیا
(سیرت النبی۔ شبلی نعمانی)

حضرت عمرؓ کو جب بھی برسر عام ٹوکا جاتا تو آپؓ بجائے تادیبی کارروائی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے خوش ہوتے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے سرراہ آپ کو مخاطب کرکے کہا "عمر خدا سے ڈرو" اس نے یہ جملہ کئی بار کہا۔ اس پر کسی نے اسے ٹوکا "چپ رہ! تو نے امیرالمومنین کو بہت کچھ کہہ سنایا"۔ حضرت عمرؓ نے مداخلت کی اور فرمایا "اسے مت روکو یہ لوگ اگر ہم سے ایسی بات کہنا چھوڑ دیں تو پھر ان کا فائدہ ہی کیا؟ اور اگر ہم ان کی باتوں کو قبول نہ کریں۔ تو ہمیں بھلائی سے عاری سمجھنا چاہیئے اور بعید نہیں کہ یہ بات اپنے کہنے والے پر ہی چسپاں ہو جائے"۔ (کتاب الخراج صـ ۱۲۹)

حضرت عمرؓ نے ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا۔

"جو فرد کسی درجے میں بھی مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا سربراہ کار بنایا گیا ہو اسے تو راہ خدا میں کسی ملامت سے نہیں ڈرنا چاہیئے اور جس کے سر یہ ذمہ داری نہ ہو اسے چاہیئے کہ اپنی اصلاح کی فکر کرے اور اپنے حکمرانوں کا خیر خواہ رہے" (کتاب الخراج صـ ۱۳۳)

حضرت عمرؓ اکثر و بیشتر عام مجلس شوریٰ منعقد فرماتے اور مشورہ طلب بات ان کے سامنے رکھ دیتے تھے۔ اس مجلس میں ہر شخص کو اپنی اپنی رائے پیش کرنے کا حق ہوتا تھا (عمر فاروق۔ محمد حسین ہیکل)

مسلمانوں کو اسلام نے وہ زبان عطا فرمائی تھی جسے وہ ہر موقع پر بلا خوف و تردد نہ صرف تنقید کے لئے استعمال کرتے بلکہ حفظ مراتب کا حق کے معاملے میں خیال نہ کرتے یہ ہی وجہ تھی کہ اللہ نے مسلمانوں کو اپنی زمین پر حاکمیت قائم کرنے کی اجازت دی۔

ایک مرتبہ ایک خاتون راہ چلتے ہوئے آپؓ (حضرت عمرؓ) پر برس پڑیں اور کہنے لگیں "عمر تمہارے حال پر افسوس ہے، میں نے تمہارا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ زمانہ دیکھا ہے جب تم عمیر کہلاتے تھے اور لاٹھی لئے دن بھر عکاظ میں بکریاں چراتے پھرتے تھے۔ پھر تمہارا وہ زمانہ بھی دیکھا جب تم عمرؓ کہلانے لگے۔ اور اب یہ زمانہ دیکھ رہی ہوں کہ تم امیرالمومنین بنے پھرتے ہو۔ رعایا کے معاملے میں خدا سے ڈرو اور اس بات کو یاد رکھو کہ جو اللہ کی وعید سے ڈرے گا۔ اور آخرت کو اپنے آپ سے بالکل قریب پائے گا۔ اور جس کو موت کا ڈر ہوگا وہ ہمیشہ اسی فکر میں رہے گا۔ کہ خدا کی دی ہوئی کوئی فرصت رائیگاں نہ جائے۔"

جارود عبدی حضرت عمرؓ کے ساتھ تھے یہ سن کر بول اٹھے "آپ نے امیرالمومنین کے ساتھ بڑی زیادتی کی ہے"۔ حضرت عمرؓ نے انہیں فوراً ٹوکا اور فرمایا "یہ جو کچھ کہتی ہیں انہیں کہنے دو تمہیں شاید علم نہیں کہ یہ خولہ بنت حکیمؓ ہیں ان کی بات تو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے سنی ہے۔ تو عمرؓ کی کیا ہستی ہے کہ وہ ان کی بات نہ سنے۔"

(اسلامی ریاست :۔ امین احسن اصلاحی صـ ۶۲)

حجاج بن یوسف ظالم ترین حکمران گذرا ہے۔ اس نے ایک شخص سے پوچھا۔ "کیا تم محمد بن یوسف کو جانتے ہو۔؟ اس نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں جانتا پوچھا" کچھ اس کے چال چلن کے بارے میں بتاؤ۔ اس نے جواب دیا۔ "وہ تو بڑا ہی بدآدمی ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام میں سرتابی کرنے والا"۔ حجاج کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا اور ڈانٹ کر کہا "کم بخت تو نہیں جانتا کہ وہ میرا بھائی ہے؟ اس نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ "ہاں ہاں جانتا ہوں مگر کیا تجھے نہیں معلوم کہ اللہ میرا رب ہے اور خدا کی قسم وہ مجھے اس سے زیادہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محبوب و مطلوب ہے جتنا تجھے تیرا بھائی"۔ (اسلامی جمہوریت)

حضور اکرمؐ کی بڑی مشہور حدیث ہے۔

"افضل ترین جہاد اس شخص کا ہے جو کسی حق سے ہٹے ہوئے سلطان کے آگے کلمہ حق کہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

تمام مسلمانوں پر اسلامی معاشرے میں یہ پابندی عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت کلمہ حق ادا کرتے رہیں۔ چاہے اس سلسلے میں انہیں کتنی ہی تکلیفوں کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے قرآن حکیم میں قوموں کے زوال کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ان اقوام نے حکمرانوں کو ان کے بُرے افعال پر ٹوکنا چھوڑ دیا جس کے باعث ان اقوام کے حکمران نہ صرف مغرور ہوئے بلکہ انہوں نے ظلم و ستم کے ایسے بازار گرم کئے کہ آج بھی اسے سن کر ہی لوگ کانپ جاتے ہیں۔ اسلامی معاشرے نے ان مظلوموں کو زبان عطا کی جس سے یہ مجبور لوگ نہ صرف ممتاز ہوئے بلکہ حکمرانوں کو بھی احساس ہوا کہ وہ حاکم نہیں بلکہ معاشرے کے خادم ہیں

مساوی انصاف

اسلامی ریاست میں حصول انصاف کے لئے کسی بھی فرد کے درمیان کوئی ، ترجیحات نہیں ہر ایک کو خواہ وہ کتنے ہی بلند مرتبہ پر فائز ہو۔ کسی بھی معاملہ کے تصفیے کے سلسلے میں عدالت طلب کر سکتی ہے اور ایک عام شہری کی طرح اس سے سلوک کر سکتی ہے کسی کو بھی کسی کے مقابلے میں کوئی امتیاز یا استغنا حاصل نہیں۔

حضرت علیؓ نے اپنی زرہ ایک عیسائی کے پاس دیکھی۔ آپؓ اسے لے کر قاضی شریح کے پاس گئے اور رعایا کے ایک عام فرد کی طرح مقدمہ پیش کیا۔ آپؓ نے کہا یہ زرہ میری ہے قاضی شریحؒ نے اس عیسائی سے دریافت کیا کہ اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو۔ عیسائی نے جواب دیا۔ زرہ تو یقیناً میری ہے لیکن امیرالمومنین بھی میرے نزدیک جھوٹے نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شریح نے علیؓ سے دریافت کیا۔ آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے حضرت علیؓ نے فرمایا۔ شریح نے ٹھیک کہا میرے پاس ثبوت تو ہے نہیں۔ قاضی شریح نے فیصلہ عیسائی کے حق میں دے دیا۔ عیسائی وہ زرہ لے کر چند قدم چلا بعد ازاں پلٹا اور کہا یہ انبیاء کے احکام ہیں امیر المومنین خدا کی قسم یہ زرہ آپ کی ہی ہے (اسلام میں عدل اجتماعی صـ۴۵۶)

حضرت ابوبکرؓ نے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کے نام ایک قطعہ زمین کا پٹہ لکھ دیا۔ یہ اس حکم کو لیکر حضرت عمرؓ کے پاس آئے جو قضا کے عہدے پر فائز تھے اور آپؓ سے اس کی توثیق چاہی۔ آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ امیر المومنین اور فرمانروائے وقت کے حکم کو دیکھا اور اسے چاک کر دیا۔ اور فرمایا۔

سنو رسول اللہ جب اسلام کمزور تھا تمہاری دلجوئی کرتے تھے الحمدللہ اب اسلام بہت مضبوط ہے تم سے جو کچھ ہو سکے کر لو۔ وہ وہاں سے لوٹ کر خلیفۃ المسلمین کی خدمت میں آئے اور حضرت ابوبکرؓ سے سوال کیا خلیفہ آپ ہیں یا عمرؓ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا خلیفہ تو عمرؓ ہی ہوتے اگر وہ چاہتے ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضرت عمرؓ بھی غصہ میں بھرے ہوئے وہاں آ گئے۔ اور حضرت ابوبکرؓ سے دریافت کیا۔ آپ نے زمین کا یہ ٹکڑا ان کو کیسے دے دیا۔ کیا یہ زمین آپ کی ملکیت ہے یا عام مسلمانوں کی حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ مسلمانوں کی۔ لیکن میں نے اس وقت جو لوگ موجود تھے ان سے مشورہ کر لیا تھا۔

حضرت عمرؓ نے خلیفۃ المسلمین کے حکم کو چاک کر دیا۔ اور وہ ہی فیصلہ برقرار رہا۔ زمین اقرع اور عیینہ کو نہ مل سکی۔

(صدیق اکبر۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی صـ۳۲۶)

اسلام کی بنیاد ہی انصاف پر قائم ہے خواہ کوئی کتنا بڑا کیوں نہ ہو اس کے اور ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عام مسلمان کے حقوق بالکل برابر ہیں البتہ اگر کسی کو کسی پر فوقیت حاصل ہے تو وہ اس کی نیکیوں کے باعث۔ قرآن حکیم میں مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے۔

"اور جب بات کہو، انصاف کی کہو، خواہ معاملہ اپنے رشتہ دار کا ہی کیوں نہ ہو۔ (الانعام۔ ۱۵۲)

ہم موجودہ معاشرے میں روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ تنازعے کے درمیان جو فریق بھی قوت والا ہوتا ہے وہ اچھے سے اچھا وکیل کرتا ہے اور دوسرا فریق نہ تو اچھا وکیل کر سکتا ہے نہ ہی سفارش پہنچا سکتا ہے جس کا نتیجہ جو سامنے آتا ہے وہ بالکل ظاہر ہے ہزاروں بے گناہ پابند سلاسل ہوتے ہیں۔ اور جرم کرنے والے دندناتے ہوئے پھرتے ہیں جس کے باعث معاشرے میں وہ طبقات جو انصاف کے حصول کی جدوجہد کرتے ہیں تھک ہار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ کاروبار جس ڈھب پر چل رہا ہے اس کی اجازت تو درکنار اسے ظلم قرار دیا ہے خدا کا رسول ﷺ جو بنی نوع انسان میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا تھا فرماتا ہے۔

"میں تو ایک بشر ہوں۔ میرے سامنے جو لوگ قضیہ لے کر آتے ہیں ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ باتیں بنانے والا ہو اور میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں اور سمجھوں کہ یہی سچا ہے پس جس کسی ایسے شخص کے لئے میں اس کے بھائی کے حصے میں فیصلہ کر دوں تو اسے چاہیئے کہ وہ اس میں سے کچھ نہ لے کیوں کہ وہ سمجھ لے کہ میں اسے آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔" (عدالت نبویؐ کے فیصلے عبداللہ القرطبی۔ صـ ۲۱۷)

اللہ رب العزت سورہ بقرہ میں مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"ایک دوسرے کا مال غلط طریقہ پر نہ ہڑپ کر لیا کرو، نہ ہی ایسا کرنے کے لئے جھوٹے مقدمات لے کر حکام تک پہنچا کرو۔ تاکہ جانتے بوجھتے لوگوں کا مال ظلماً حاصل کر سکو"۔ (آیت۔ ۱۸۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ نے یہ اہتمام کر رکھا تھا کہ تمام عمال ہر سال حج کے زمانے میں مکہ مکرمہ میں حاضر ہوں۔ اس موقع پر حج کے لئے ہر طرف سے لوگ بھی آ تے تھے اس لئے ان کی موجودگی میں عمال کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا۔ اس موقعہ پر آپؓ اعلان کرتے کہ جس شخص کو بھی کسی بھی عامل سے کوئی شکایت ہوں وہ بیان کرے۔ لیکن یہ کھلی کچہری یا دربار ایسا نہ ہوتا تھا جو ہم اس زمانے میں دیکھتے ہیں کہ شکایت کنندگان کو ریہرسل کرا کر سربراہ مملکت کے سامنے پیش کیا جاتا اور پھر ایک ایسے فیصلے کا اعلان کر دیا جائے کہ ہر طرف سے تعریف اور واہ واہ کے ڈونگرے برسنے لگیں اور قصہ ختم۔ حضرت عمرؓ کی اس مجلس میں بڑے سے بڑے کے خلاف ایک معمولی فرد بھی کھڑے ہو کر اپنا مقدمہ داخل کر سکتا تھا۔ اور پھر فیصلہ بھی ہاتھ کے ہاتھ بلا کسی تاخیر اسی وقت کر دیا جاتا۔ نہ کہ تاخیری حربے اختیار کر کے شکایت کنندہ کی شکایت سرد خانے کی نذر کر دی جاتی۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے بہت بڑے مجمع عام میں مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا: "میں جو عمال تمہارے لئے مقرر کر کے بھیجتا ہوں۔ اسلئے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہیں طمانچے ماریں۔ اور تم سے تمہارا مال چھین لیں بلکہ اسلئے بھیجتا ہوں کہ تمہیں رسول اللہ کا طریقہ سکھائیں۔ سو اگر کوئی عامل کسی کے خلاف زیادتی کرے تو مجھ سے بیان کرو تاکہ میں اس کا انتقام لوں۔" (الفاروق)

یہ وہ سبق تھا جو حضور اکرمؐ نے آپ کو دیا تھا۔ خود سرکار دو عالمؐ نے عدل میں مساوات کے وہ زریں امثال پیش کیں جو آج تک کوئی اور پیش نہ کر سکا۔

قریش کی ایک عورت فاطمہ نے چوری کی۔ حضرت اسامہؓ نے اسے معاف کر دینے کی سفارش کی۔ تو آپؐ نے سختی کے ساتھ فرمایا۔

"اے اسامہؓ! اللہ کی مقرر کردہ حدود میں سفارش کر کے مداخلت کرتے ہو؟ خبردار! آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا" پھر آپؐ نے حضرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بلالؓ کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو مسجد میں جمع کرو۔ مسلمان جمع ہو گئے تو آپؐ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

" تم سے پہلے جو امتیں گذری ہیں وہ اسی لئے تباہ ہوئی ہیں کہ وہ کم درجے کے لوگوں کو تو قانون کے مطابق سزا دیتی تھیں اور اونچے درجے کے لوگوں کو چھوڑ دیتی تھیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ بھی ایسا کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (بخاری۔ مسلم)

حضور اکرمؐ نے فرمایا:۔ سب سے بہتر زمانہ میرا ہے پھر صحابہ کا پھر تابعین کا اس کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہو گی۔ جو شہادت سے پہلے قسم کھائے گی اور قسم سے پہلے شہادت۔ (اسوہ صحابہ جلد دوم صـ۵۳)

حضرت عمرؓ کا قول ہے "عوام میں اس وقت تک ٹیڑھ پیدا نہیں ہوتی جب تک ان کے پیشوا اور رہنما ان۔ سیدھے رہتے ہیں۔ اگر کوئی عامل کسی کو ہدف ستم بنائے اور اس کی اطلاع مجھ تک پہنچ جائے لیکن میں اس کے بعد بھی عامل کو تبدیل نہ کروں تو اس کے معنی ہوں گے۔ کہ اس شخص پر ظلم میں نے کیا ہے"۔

دنیائے عدل آج تک حضرت عمرؓ جیسا منصف پیش نہیں کر سکی ذرا ملاحظہ فرمائیے

حضرت عمرؓ خلیفۃ المسلمین ہیں، امیر المومنین ہیں۔ فرمانروائے مملکت ہیں۔ آپؓ کے صاحبزادے عبدالرحمان مصر میں ہیں۔ ایک دن ابوسروعہ کے ساتھ نبیذ (شراب) پی لیتے ہیں۔ نشہ طاری ہو جاتا ہے حضرت عمرو بن عاصؓ گورنر مصر ہیں۔ دونوں ان کے پاس جاتے ہیں اپنے جرم کو چھپاتے نہیں اور ان سے کہتے ہیں آپ اسلامی قانون کے مطابق ہمیں سزا دیں۔ ہم نے جرم کیا ہے۔ گورنر مصر جھڑک کر باہر نکال دیتے ہیں عبدالرحمان کہتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں اگر آپ نے حد جاری نہ کی تو میں والد صاحب کے پاس جا کر ان سے تمام ماجرا کہوں گا۔ وہ مجبوراً اپنے گھر کے صحن میں لاتے ہیں اور ان پر اسلامی سزا کا عمل کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عمرؓ گھر کی کوٹھڑی میں گھس گئے اور اپنا سر مونڈتے ہیں۔ اس واقعے کے متعلق عمرو بن عاصؓ حضرت عمرؓ کو کچھ نہیں، بتاتے نہ ہی انہیں مطلع کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا خط گورنر مصر عمرو بن عاصؓ کو موصول ہوتا ہے۔

"اے ابن عاصؓ تمہاری جرات اور بد عہدی پر مجھے حیرت ہے اور میں تمہیں معزول کر کے چھوڑوں گا۔ تم نے عبدالرحمان کو اپنے گھر میں تازیانے لگائے اور وہیں اس کا سر مونڈا۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ کام میری مرضی کے خلاف ہے۔ عبدالرحمان تمہاری رعایا کا ایک فرد ہے تمہیں اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کرنا چاہیئے تھا جو تم دوسرے مسلمانوں کے ساتھ کرتے ہو۔ لیکن تم نے کہا وہ امیرالمومنین کا بیٹا ہے حالانکہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ میرے نزدیک کسی شخص سے حق وصول کرنے میں رعایت و نرمی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جس وقت تمہیں یہ خط ملے اُسی وقت اسے ایک اُونی عبا پہناؤ اور کاٹھی پر بٹھا کر فوراً میرے پاس بھیج دو تاکہ وہ بدکرداری کی حقیقت سے آگاہ ہو جائے۔"

عمرو بن عاصؓ حسب الحکم عبدالرحمان کو روانہ کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی معذرت نامہ بھی لکھتے ہیں۔

"میں نے انہیں اپنے گھر کے صحن میں حد لگائی اور خدا کی قسم! جس سے بڑی کوئی قسم نہیں، میں ہر ذمی اور مسلمان کو اپنے گھر میں ہی حد لگاتا ہوں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمانؓ بن عمرؓ اپنے والد کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں ان کے جسم پر اونی عبا ہے وہ سواری کی تکلیف سے چل نہیں سکتے حضرت عمرؓ سوال کرتے ہیں "عبدالرحمانؓ تم نے یہ حرکت کی ہے"؟ عبدالرحمان بن عوفؓ سفارش کرتے ہیں امیرالمومنین ان پر حد لگائی جاچکی ہے۔ عمرؓ ان کی بات پر دھیان نہیں دیتے۔ عبدالرحمان بن عمرؓ چلانے لگے۔ میں بیمار ہوں آپ مجھے قتل کر رہے ہیں۔ لیکن حضرت عمرؓ دوبارہ حد لگواتے ہیں۔ عبدالرحمانؓ بن عمرؓ اسی میں انتقال کر جاتے ہیں۔ (الفاروق صـ۴۷۹)

★ قدامتہ بن مظعونؓ بڑے رتبے کے صحابی ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت عمرؓ کے سالے بھی ہیں وہ بھی اسی جرم میں ملوث ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی انصاف کا یہ ہی معاملہ ہوتا ہے اور ان کو اعلانیہ ۸۰ دُرے لگوائے جاتے ہیں (الفاروق صـ۴۷۹)

★ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ حضرت زید بن ثابت کی عدالت میں فریق مقدمہ بن کر حاضر ہوئے تو انہوں نے ان کو اپنے پاس بٹھانا چاہا۔ حضرت عمرؓ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔

" یہ پہلا ظلم ہے جو تم نے کیا ہے میں اپنے فریق کے ساتھ بیٹھوں گا۔"

(اسلام کا عدل اجتماعی صـ۵۱)

★ حضرت علیؓ کے ہاں ایک مہمان آیا آپؓ نے اسے کئی دن تک مہمان رکھا ایک دن وہ فریق مقدمہ کی حیثیت سے آپ کی عدالت میں پیش ہوا۔ تو آپ نے فرمایا" اب آپ تشریف لے جائیے۔ فریق صرف فریق کے سامنے ٹھہر سکتا ہے۔ ہمارے پاس نہیں۔" (اسلام کا عدل اجتماعی صـ۵۱)

ایسی درخشاں مثالوں سے تاریخ اسلام کے دفتر کے دفتر بھرے پڑے ہیں۔ اسلامی فقہ (قانون) کے نزدیک ایک غیر منصف مسلم حکمراں کی بہ نسبت ایک انصاف پسند حکمراں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلمان بہتر ہے۔

جب یونینیں کسی غریب کے لئے حصول انصاف کی جدوجہد کرتی ہیں تو وہ دراصل مقصد اسلام کی جدوجہد میں مشغول ہوتی ہیں۔

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ بھوک کی حالت میں قوانین باطل ہو جاتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اسلامی معاشرے میں مردار خون، سور کا گوشت ایسی چیزیں ہیں جنہیں مطلق حرام قرار دیدیا گیا۔ لیکن بھوک کی صورت میں اگر کوئی مسلمان اس حد تک پہنچ جائے کہ یہ خدشہ لاحق ہو جائے کہ اب وہ زندہ نہ رہے گا۔ اگر وہ (حرام اشیاء) استعمال کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

"تمہارے لئے صرف مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ چیزیں حرام کی ہیں جن پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو۔ یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (البقرہ۔ ۱۷۳)

دوسری جگہ حرام اشیاء کے بارے میں حکم دیا جاتا ہے۔

"البتہ جو شخص بھوک سے مجبور ہو کر ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ اس کا رجحان گناہ کی طرف ہو تو بے شک اللہ معاف کرنے والا ہے اور رحم فرمانے والا ہے۔

(المائدہ ۳)

حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

"قحط کے زمانہ میں چوری کی سزا میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔"

(ابو عبید کتاب الاموال ص ۵۵۹)

اسلامی معاشرے میں ہم سب جانتے ہیں کہ ان اصولوں اور ضابطوں کی پیروی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی ترغیب وتحریص دی جاتی ہے جس سے انسان کو فیض حاصل ہو سکے ایسے قانون کی جس کے دو مطلب نکلتے ہوں اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ "رد کو مت جانے دو" جیسے مبہم قوانین آج کی دنیا میں تو مستعمل ہو سکتے ہیں لیکن اسلامی معاشرہ اس قسم کے قوانین کو کوئی اہمیت نہیں دیتا وہ تو سیدھی اور بے لاگ باتوں کا حکم دیتا ہے اسلام میں اس کی بھی کوئی گنجائش نہیں کہ کسی فریق کا وکیل زوردار دلائل دے کر یا عدالت کو اپنے حسن خطابت سے مسحور کر کے اپنے حق میں فیصلہ حاصل کرلے۔ سرکار دو عالمؐ فرماتے ہیں۔

"میں ایک انسان ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو اور ایسا ہو سکتا ہے کہ تم میں سے ایک دوسرے کے مقابلے میں کوئی اپنے معاملہ کی دلیل سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں پس جس شخص کے لئے میں اس کے فریق بھائی کا حق دلا دوں وہ ہرگز نہ لے اس لئے کہ میں اس کو آگ جہنم کا ٹکڑا دے رہا ہوں۔ (ام سلمہؓ۔ بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

مندرجہ بالا حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اسلامی معاشرے میں قیل وقال اور کٹ حجتی کی اجازت نہیں نہ ہی کسی کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی اجازت ہے بلکہ اگر دھوکے سے کوئی مفاد حاصل بھی کر لیا جائے تب بھی وہ حاصل کرنے والا آخرت میں اس حاصل کردہ مفاد کی جوابدہی کے لئے تیار رہے یہ ہے اس آفاقی نظام میں وہ صورت جسے ہم آج اپنے لئے حلال تصور کرتے ہیں۔

ہم زندگی کے ہر موڑ پر دیکھتے ہیں کہ بسا اوقات غریب اس وجہ سے حصول انصاف سے محروم ہو جاتا ہے کہ اسے گواہ دستیاب نہیں ہوتے۔ قرآن حکیم میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔

"گواہوں کو جب گواہ بننے کے لئے کہا جائے تو انہیں انکار نہیں کرنا چاہیئے۔" (البقرہ۔ ۲۸۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ ہی نہیں یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ۔

"اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ۔ جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ آلودہ ہے"۔ (البقرہ - ۲۸۳)

یہاں گواہ کا جو معیار اسلامی معاشرے میں مقرر ہے اس کی بھی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

حضرت عمرؓ کے پاس ایک شخص کو گواہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ آپؓ نے اس سے کہا "کہ کسی ایسے شخص کو بلاؤ جو تم کو جانتا ہو۔ وہ ایک شخص کو بلا لایا جس نے آکر اس کے بارے میں اچھی رائے کا اظہار کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا "کیا تم اس کے قریبی پڑوسی ہو۔ اور اس کے اندر اور باہر کی زندگی سے اچھی طرح واقف ہو۔" اس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے پھر دریافت کیا "تو پھر کیا تم اس کے ساتھ سفر میں رہ چکے ہو، کہ سفر میں کسی کی اخلاقی حالت کا بآسانی اندازہ ہو جاتا ہے"۔ اس نے پھر نفی میں جواب دیا۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ تم اس کے ساتھ درہم و دینار کا معاملہ کیا ہے؛ کیوں کہ اس معاملہ میں انسان کے ورع و تقویٰ کی حقیقت کھل جاتی ہے" اس نے اس سے بھی انکار کیا۔ اب آپ نے فرمایا "تب میرا خیال ہے کہ تم نے اسے مسجد میں کھڑے قرآن پڑھتے، کبھی سر جھکائے اور کبھی اوپر اٹھائے دیکھا ہے۔" اس نے اقرار کیا۔ آپؓ نے کہا "چلے جاؤ۔! اس کو تم خاک نہیں جانتے"، اور اس آدمی کو حکم دیا کہ پھر جائے کسی ایسے شخص کو لائے جو اسے واقعی جانتا ہو

(اسلامی عدل اجتماعی صـ ۶۷)

اسلام کا پورا نظام اخلاص پر مبنی ہے۔ اس نظام میں انسان کی انفرادیت کی قطعی طور پر نفی ہوتی ہے۔ اجتماعی نظام کو بنانے اور اسے قائم کرنے میں ہر فرد اپنی ذات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو بھول کر ایک ایسے معاشرے کی تعمیر میں ہمہ تن مصروف ہو جاتا ہے کہ جس میں پورے عالم کی بقاء اور اس کی صنوفشانیاں باعث تقلید بن کر رہ جاتی ہیں۔

اسلام میں انفرادی طور پر ادا کی جانے والی نماز اور اجتماعی طور پر ادا کی جانے والی نماز میں ستائیس ۲۷ درجے کا فرق بتایا گیا ہے پانچ وقت کی نمازوں اور مساجد اجتماعیت کی ایسی درخشاں مثال ہے یہ ہے وہ صورت حال جو ایک مذہب میں ہے آیئے ذرا مزدور انجمنوں پر ایک نظر ڈالیں مزدوروں کی انجمنوں کی تشکیل بھی دراصل ان کی اجتماعیت کی ہی ایک شکل ہوتی ہے جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ اسلام میں حکم دیا گیا ہے کہ ایسی جماعتیں ہر صورت میں قائم کی جائیں۔ جو نیکی پھیلائیں اور برائیوں کا قلع قمع کریں اور ہر صورت میں ہمہ وقت اس کام میں مشغول رہیں۔

حق ہڑتال یا حق احتجاج

کسی بھی مزدور تنظیم کے پاس اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے ہڑتال ہی وہ واحد ہتھیار ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے حقوق کی بازیابی کرتی ہے۔ یا اپنے مشکل مسائل کو اپنی انتظامیہ یا مالک سے منواتی ہے بدقسمتی یہ ہے کہ اس حق کو استعمال کرنے کے سلسلے میں مزدور تنظیموں نے ذمہ داری کا ثبوت نہیں دیا۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ حق بجائے اجتماعی مفادات کے انفرادی مفادات کے لئے استعمال کیا گیا۔ اس سے مزدور تنظیمیں بدنام ہوئیں۔

دوسری جانب مذہبی مفکرین نے حق ہڑتال یا حق احتجاج کو غیر اسلامی قرار دے ڈالا اس کے برخلاف ہم جانتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے بے زبانوں اور محبوروں کو نہ صرف حق احتجاج دیا۔ بلکہ بے زبانوں کو زبان دی اور زور آوروں سے زبردستی مجبوروں کے حق کو چھین لیا۔ یہاں ہڑتال کو جس انداز میں غیر اسلامی بتایا جاتا ہے اس میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ مزدور کو پہلے یہ بتا دیا جاتا ہے کہ تمہاری مزدوری یہ ہوگی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور تمہیں یہ حق اجرت ادا کیا جائے گا۔ مزدور اسے بخوشی قبول کر لیتا ہے اور اپنا کام شروع کر دیتا ہے اس لئے پھر احتجاج کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مزدور ظلم کرنے پر مائل ہو رہا ہے۔

یہ دلیل دراصل خوب سوچ سمجھ کر۔ ایک جانے بوجھے استحصالی ذہن کی گھڑی ہوئی ہے جو مزدور کی پامالی کو اپنا حق سمجھتا ہے اور دوسری جانب مزدور کو نہ تو ریڈیو اور نہ ہی ٹیلیویژن نہ ہی اخبارات غرض کہ کسی بھی ذرائع ابلاغ پر نہ تو تصرف حاصل ہے اور نہ ہی اسے اس تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے اس لئے جو کچھ بھی کہا جائے وہ فریق دوم (مزدور) خاموشی سے سن لیتا ہے اور پورا معاشرہ مزدوروں کو ہی زیادتی پر مائل سمجھتا ہے۔ یہ زبان بندی ظلم ہے جس کی اجازت اسلام تو اسلام معاشرے میں بھی نہیں دی جاتی

اب آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ صحیح صورت حال کیا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ کسی بھی اخبار میں یا نوٹس بورڈ پر اسامی کی تشہیر کر دی گئی۔ کہ یہ جگہ خالی ہے جس کا معاوضہ یہ ہے محنت کش اس اشتہار کو یا نوٹس کو پڑھتا ہے درخواست دیتا ہے بعد ازاں اس کا انٹرویو یا امتحان لیا جاتا ہے اور اس طرح آسامی کو پُر کر لیا جاتا ہے۔ محنت کش اسے راضی خوشی اپنی مرضی سے قبول نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے مدمقابل اس کی اپنی ضروریات ہوتی ہیں اور بیکاری جس کے نتیجے میں وہ ملازمت حاصل کرنے کو ہر چیز پر ترجیح دیتا ہے یا یوں کہیئے کہ مجبور ہوتا ہے۔ اس کے اس طرح ملازمت حاصل کرنے میں نہ تو اس کی بنیادی ضروریات کے حصول کی قدر و قیمت کا وہ خود ہی ملازمت حاصل کرتے وقت اندازہ کرتا ہے اور نہ ہی فریق اول (مالک یا انتظامیہ) اس بات کا اندازہ کرنے کی زحمت گوارہ کرتی ہے کہ دراصل بنیادی احتیاجات کے سلسلے میں اسے کم سے کم کتنی اجرت درکار ہوگی

پھر جب آہستہ آہستہ وقت گذرتا ہے تو ملازم کو اپنی محرومیت کا اندازہ ہوتا جاتا ہے جس کے باعث محنت کش آہستہ آہستہ ذہن کے کسی گوشے میں نفرت کا شکار ہوتا چلا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے یہ نفرتیں۔ آہستہ آہستہ جمع ہوتی چلی جاتیں ہیں اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جب کل کا فرمانبردار آج کا سب سے بڑا باغی بن کر پھٹ پڑتا ہے۔ اسلامی معاشرت انسان کی اس پامالی کی قطعی طور پر نہ تو اجازت دیتی ہے اور نہ ہی اسے برداشت کرتی ہے۔ قرآن حکیم میں حضرت شعیبؑ کے متعلق فرمایا گیا ہے انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو ملازم رکھتے ہوئے وقت جو الفاظ استعمال فرمائے وہ یہ ہیں۔

"میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا۔ تم انشاء اللہ مجھے کھرا اور نیک آدمی پاؤ گے۔" (القصص۔ ۲۷)

کھرا اور نیک ہونے کے ساتھ آپ نے سختی کی نفی بھی فرمائی۔ اس طرح ثابت ہوا کہ وہ ہی دراصل مالک ہونے کا حقدار ہو سکتا ہے جو نیک ہو۔ اور کھرا بھی ہو یعنی اپنے ملازمین کی تمام ضروریات کا خیال رکھنے والا۔

خیر الانبیاء سرکار دو عالمؐ کے بارے میں انسؓ فرماتے ہیں۔

"رسول اللہ نے کبھی کسی کو اس کی مزدوری کم نہیں دی۔" (بخاری شریف)

آقائے دو جہاں نے کسی بھی مزدور محنت کش کی مزدوری کا جس طرح تعین فرمایا وہ بھی قابل غور ہے۔

"مزدوروں کو معروف کے مطابق مناسب غذا اور لباس دیا جائے۔ اور ان پر کام کا اتنا ہی بار ڈالا جائے جتنا کہ وہ برداشت کر سکتے ہوں"

(موطا۔ امام مالک)

اس کا مطلب یہ ہے کہ مزدوری اتنی ضرور ہونی چاہیئے کہ وہ کسی ملک اور زمانہ کے عمومی حالات کے مطابق ہو اور محنت کرنے والا اپنی مزدوری سے غذا، لباس، مکان، علاج تعلیم اور دوسری بنیادی ضروریات پوری کر سکے۔ گویا مالک اپنے ملازم کی مکمل کفالت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر اجرت مندرجہ بالا کلیہ کے مطابق مقرر کی جائے تو یقیناً نہ کوئی احتجاج کرے نہ ہڑتال نہ ہی کوئی کسی سے شاکی ہو۔ لیکن جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں کہ محنت کش کی مرضی پوچھنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس بے چارے کو یہ بھی معلوم کرنے کی فرصت نہیں ہوتی کہ آخر اس کی خدمت کا تعین یا حق محنت کس کلیہ کے تحت مقرر کی گئی ہے یہ یقیناً غیر اسلامی اور مبنی بر ظلم ہے جس کے لئے قرآن حکیم نے سورہ الحج میں حکم دیا ہے۔"

★ "لڑنے کی اجازت دے دی گئی جن سے لڑائی کی جاتی ہے اس بنا پر کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (آیت۔ ۳۹)

سورہ نساء میں ارشاد ربانی ہے۔

★ "اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے الا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو۔" (آیت۔۱۴۸)

سورہ شوریٰ میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں

★ "اور جو اپنے اوپر ظلم ہو چکنے کے بعد برابر کا بدلہ لے لے ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق دنیا میں سرکشی کرتے ہیں ایسوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (الشوریٰ۔ ۴۲)

اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

★ "اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو اگر ان میں سے ایک کی زیادتی ہو تو اس گروہ سے مقابلہ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر جب لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قسط پر قائم رہو"۔ (الحجرات ۔ ۹)

مندرجہ بالا قرآنی آیات کے علاوہ اور بھی متعدد مقامات پر یہ ہدایت دی گئی ہے کہ اگر ظلم کیا گیا ہو یا کیا جا رہا ہو۔ ایسی صورت میں احتجاج کرنے کا حق حاصل ہے اور اگر کوئی شخص احتجاج نہ کر سکے یا اسے احتجاج کرنے کی اجازت حاصل نہ ہو تو ایسی صورت میں قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اگر کوئی شخص اس حد تک مغلوب ہو جائے کہ وہ احتجاج بھی نہ کر سکے تو سورۂ نساء آیت ۹۷ کے مطابق اسے اللہ حکم دیتا ہے کہ وہ نقل مکانی کر کے کسی اور سرزمین کی طرف چلا جائے جہاں اس پر ظلم نہ کیا جا سکے یہ ہی وہ اصول تھا جس کے مطابق حضور سرکار دو عالمؐ نے ہجرت فرمائی۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ جب بھی ظلم ہوتا دیکھے تو اسے اپنی قوتِ بازو سے روک دے اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو پھر زبان سے اس کے خلاف جد و جہد کرے اگر وہ زبان سے بھی اسے نہ روک سکے تو پھر دل سے اسے بُرا سمجھے۔ لیکن یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"۔ (متفق علیہ)

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"جو کوئی اپنے اوپر کئے جانے والے کسی ظلم سے اپنا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے" (نسائی)

ایک اور موقعہ پر سرکار دو عالمؐ نے فرمایا۔

"لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو بعید نہیں کہ اللہ ان پر عذاب عام نازل کر دے"۔ (ابو داؤد۔ ترمذی)

آپؐ نے ایک اور موقعہ پر حکم دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب تک ایسے لوگوں کو بزور بازو ٹھیک طریقہ اختیار کرنے پر مجبور نہ کر دو گے (فلاح نہ پاؤ گے) (ابوداؤد۔ ترمذی)

مندرجہ بالا حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ ایک مسلمان پر حلال روزی کمانے کے ساتھ ساتھ اس پر یہ بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ کہیں ظلم ہو رہا ہے تو پھر اس ظلم کے خلاف زبردست جدوجہد کرے۔ یہاں تک کہ ظالم اپنے ظلم کرنے سے باز آجائے اگر وہ خاموشی اختیار کر لینگے اور ظالم کے ظلم کو اسی طرح برداشت کرتے رہیں گے تو پھر حضورؐ کی اس پیشین گوئی کو یاد رکھیں کہ اللہ عذاب عام یعنی سب پر عذاب نازل کرے گا اور پھر کوئی ان کی مدد کو نہ آئے گا۔ اور نہ ہی اللہ کے عذاب سے انہیں چھڑا سکے گا۔

ایک مرتبہ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

"اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ مظلوم ہو یا ظالم۔ عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم ہو تو ہم اس کی مدد کریں مگر ظالم کی کیسے مدد کریں؟ فرمایا اسے ظلم سے روک دو۔" (بخاری)

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اور اپنے قرض کی ادائیگی کا تقاضا کرنے لگا۔ اس نے بھری محفل میں سخت کلامی کی۔ اس کے گستاخانہ طرز تخاطب پر صحابہ کرامؓ کو غصہ آگیا۔ اور وہ اس کی مرمت کے لئے اٹھے آپؐ نے فرمایا۔

"اسے کہنے دو، اسے کہنے دو! جس کا کچھ حق نکلتا ہو وہ ایسی باتیں کر سکتا ہے" (بخاری)

اللہ اکبر اللہ کا برگزیدہ ترین اور محبوب ترین بندہ تو اپنے پیارے ساتھیوں سے یہ کہے کہ جس کا حق بنتا ہے وہ مطالبہ ادائیگی کر سکتا ہے اور ہم آج یہ کہیں کہ احتجاج کا حق مزدور کو نہیں یہ تضاد بیانی نہیں تو پھر اور کیا ہے۔ جس کی اسلامی معاشرے میں قطعی

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کوئی گنجائش نہیں۔

صحابہ کرامؓ اگرچہ بے نیاز تھے اور کسی بھی چیز کی کوئی تمنا رکھتے تھے نہ آرزو لیکن محض نظام عدل کے قیام کی بنا کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے۔ سلطنت سے اپنے پورے حقوق کے لینے میں دریغ نہ کرتے تھے۔ اور اس کے حصول میں احتجاج کا پہلو بھی کرتے تاکہ ریاست رعایا کے حقوق کی ادائیگی میں پہلو تہی نہ کر سکے اور یہ سمجھ لے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو اس کی گرفت کرنے والی طاقت موجود ہے۔

"ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے مال خمس میں سے اہل بیت کا حق دیا لیکن ان کو یہ محسوس ہوا کہ یہ کم ہے تو ان سب نے لینے سے انکار کر دیا۔" (اسوہ صحابہ جلد دوم ص ۳۵)

مشہور فقہی عالم عبدالوہاب السوبکی مسلم کاریگروں اور صناعوں کے فرائض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں مسلم کاریگروں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ہر ایسے کام کی انجام دہی سے اجتناب کریں جسے اسلام نے منع کیا ہے ایک جیل کے نگراں (جیلر) پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ بے گناہ قیدی کے فرار میں اس کی مدد کرے جلاد کسی ایسے شخص کو قتل نہ کرے جسے وہ جانتا ہو کہ وہ بے گناہ ہے اگر وہ ایسا کرے گا یعنی یہ جانتے ہوئے کہ ملزم نے ارتکاب جرم نہیں کیا اور وہ قطعی بے قصور ہے اور اس کے باوجود سزا دے تو اللہ پاک کے نزدیک وہ جرم کا رفیق یا ملوث جرم سمجھا جائے گا۔ تانگہ والا کسی عورت کو گناہ کی جگہ (بازار حسن) پر نہ لے کر جائے چاہے وہ عورت اسے کتنے ہی پیسے کیوں نہ دے ایک موچی سور کا چمڑا استعمال نہ کرے۔ یہ ہے وہ اصول جو اسلام نے عبد تک کے لئے متعین کر دیا

"مخلوق کی فرمانروائی صرف خالق کی رضا کے تحت ہو سکتی ہے"

قرآن کی تمام آیات اٹھا کر دیکھ جائیے۔ کہیں پر بھی اللہ رب العزت کی نافرمانی یا قدرت کے متعینہ مسلمہ اصولوں سے انحراف کی کوئی گنجائش نہیں۔ متعدد آیات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں حکم دیا گیا ہے کہ کسی بھی سلطان یا صاحب ثروت کی اطاعت نہ کی جائے اگر وہ اسلام و اعتقاد کے خلاف ہے۔

اسلامی معاشرے میں صرف اسلامی سرگرمیوں کی ہی اجازت ہوتی ہے کسی بھی مالک یا حکومت کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی مزدور کو ایسا کام کرنے پر مجبور کرے جس کی اجازت اسلام نے نہ دی ہو۔ اگر مزدور کو مجبور کیا جائے کہ وہ خلاف اسلام معاشی سرگرمی کرے تو مزدور کا یہ حق ہے کہ وہ ایسا کام کرنے سے انکار کر دے اور ٹریڈ یونین کا یہ حق ہے کہ ایسے کام کا بائیکاٹ کر دے۔

ہر مسلمان پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ہر قسم کا استحصال یا ناانصافی اسلام کے زریں اصولوں کے خلاف ہوتی ہے جس کے خلاف جدوجہد اسلامی معاشرے میں مزدوروں کا حق ہے۔

اس موقع پر لفظ ہڑتال کا تجزیہ بھی اگر کر لیں تو بے محل نہ ہوگا۔ ہمارے معاشرے میں یہ لفظ قطعی طور پر ناپسندیدہ اور قابل نفریں تصور کیا جاتا ہے جہاں کہیں بھی لفظ ہڑتال سامنے آیا۔ ہر ایک چونک پڑتا ہے اور ہڑتالوں کو معاشرے کے قاتل سمجھنے لگتا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ سب سے آخری حربہ ہے جو مزدور تنگ آ کر اس وقت استعمال کرتا ہے جب تمام دلیلیں اور پُرامن ذرائع سے کی جانے والی جدوجہد کے تمام طریقے ختم ہو کر رہ جاتے ہیں اور فریق مخالف (مالک) مزدوروں کی۔ جائز ضروریات کو پورا کرنے سے بھی اجتناب کرتا ہے یا وہ خود اعتنا ہی نہیں سمجھتا۔ اس مرحلے پر اپنے حقوق کے دفاع کی خاطر مزدور تنگ آ کر اس آخری حربے یا ہتھیار یعنی ہڑتال کو استعمال کرتے ہیں۔

اگر اسلام مزدوروں کو ان کے حقوق کی بازیابی کے لئے مثبت جدوجہد کی اجازت دیتا ہے تو پھر یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ جدوجہد کی اجازت نہیں اور چپ چاپ بیرکان ہلائے اپنے فرائض انجام دیتے رہو۔ کوئی یہ کس طرح دعویٰ کر سکتا ہے کہ سرمایہ دارانہ (جیسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آجکل آزاد معاشرہ کہا جاتا ہے) معاشرے میں حق ہڑتال اسلام کے منافی ہے بنیادی نکتہ تکنیک نہیں بلکہ مقصد حصول انصاف ہے اگر یہ انصاف حصول کی جدوجہد ہے تو نہ صرف اسے اسلام تسلیم کرتا ہے بلکہ اس کے لئے حکم بھی دیتا ہے۔ کہ ایسا کرو۔

ہمیں اس کا اعتراف ہے کہ ہڑتال دراصل صنعتی جنگ ہے جس سے نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہ جنگ دراصل سرمایہ دارانہ معاشرے کے ظلم کے نتیجے میں برپا ہوتی ہے اسلامی انصاف کی عدم موجودگی میں اس کا اور کوئی متبادل نہیں۔ اگر اسلامی معاشرہ اور حقیقی اسلامی انصاف کا ارکنان کو میسر ہو تو پھر ہمیں اس کا اعتراف کر لینا چاہیئے۔ کہ ہڑتال کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اس لئے کہ اسلامی معاشرے میں ہر ایک کے حقوق کی ضمانت مہیا کی جاتی ہے عدالتوں میں مستغیث کے پہنچنے سے قبل ہی حقدار کا حق اس تک پہنچ جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اسلامی حکومت کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"خدا کی قسم اگر میں زندہ رہا تو صنعا کی پہاڑی پر بکریاں چرانے والے کو بھی اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے اس مال سے اس کا حصہ پہنچ جائے گا۔ بغیر اس کے کہ اس کا چہرہ سرخ ہو۔ (آپ کا مطلب یہ تھا کہ بغیر اس کے کہ وہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے بھاگ دوڑ کرتا پھرے اور اس کا چہرہ سرخ ہو جائے۔)

(کتاب الخراج صـ ۱۲۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

اسلامی معاشرے میں محنت کش کا مقام

اسلام دنیا کے تمام آفاقی نظاموں یا ادیان میں سب سے آخر میں آنے والا مذہب ہے اس دین۔ مذہب میں طبقاتی تفریق کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام نے احترام آدمیت پر بے انتہا زور دیا ہے ہم دنیا کے تمام معاشروں اور تہذیبوں پر اگر ایک نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی انسان کو اقتدار حاصل ہوا۔ وہ اکثر اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا اکثر و بیشتر یہ فانی انسان اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ کوئی مافوق البشر ہستی ہے اور اسی بنا پر اسے اقتدار حاصل ہوا ہے۔ بقیہ تمام افراد کا کام صرف اور صرف اس کی فرمانبرداری کرنا ہے اس کی اس فکر کا نشانہ سب سے زیادہ ہر دور میں محنت کش طبقہ ہی بنا ہے۔ لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اسلام تمام آفاقی نظاموں میں سب سے آخر میں آنے والا منشور انسانی ہے جس میں قیامت تک کے تمام مسائل کا حل بتا دیا گیا ہے حضور اکرمؐ نے اپنے خطبہ حجتہ الوداع میں تمام اصحاب کرامؓ اور تمام مسلمانوں کے سامنے جو منشور پیش کیا وہ آج بھی اتنا ہی تابناک ہے جتنا آج سے چودہ سو سال قبل تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔

"لوگو! تمہارا ایک رب ہے تمہارا باپ ایک ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو۔ آدم مٹی سے بنے تھے تم میں سے اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو زیادہ تقویٰ شعار ہے کسی عربی کو کسی عجمی پر تقویٰ کے سوا کوئی فضیلت نہیں۔"

مزید فرمایا۔

"لوگو! میری بات سنو اور سمجھو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے کسی کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
سے کچھ لے سوائے اس کے جسے اس کا بھائی برضا و رغبت عطا کر دے اپنے
نفس پر اور دوسروں پر زیادتی نہ کرو اور ہاں تمہارے غلام! ان کا خیال
رکھو جو تم کھاؤ اس میں سے ان کو کھلاؤ جو تم پہنو اسی میں سے ان کو پہناؤ
اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف نہ کرنا چاہو تو اللہ کے بندو! انہیں
فروخت کر دو اور انہیں سزا نہ دو۔" (متفق علیہ)

اسلام کا یہ لاثانی آج تک اُسی طرح کارآمد ہے آج

دنیا کے تمام ممالک کی دساتیر اٹھا کر دیکھ لیں۔ کسی بھی بڑے سے بڑے ادارے کو لے لیں ایسا چارٹر آج تک پیش ہی نہیں کیا جا سکا۔ جو چودہ سو سال قبل پیش کئے جانے کے باوجود آج کے تمام مسائل کا حل پیش کر سکے اس کی وجہ بڑی سیدھی اور صاف ہے وہ یہ کہ اللہ کی نظر کون و مکان تک محدود نہیں، نہ ہی زمانہ اس کے احکامات سے روگردانی کر سکتا ہے۔ بعثت نبویؐ قیامت تک کے لئے ہے اللہ پاک سورہ نساء میں فرماتے ہیں "جو رسول کی اطاعت کرے اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔" (ع ۔ ۸۰) لہٰذا جو فرامین اور قوانین بارگاہِ نبویؐ سے جاری ہوئے وہ دراصل خداوند تعالیٰ ہی کے احکامات ہیں۔ خدا کی اس سب سے برگزیدہ شخصیت نے اقوام عالم کو جو دستور عطا کیا اس کے الفاظ پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا بھر میں بسنے والے تمام انسان آپس میں ہم پلہ ہیں چاہے وہ امیر ہوں یا غریب سب کی عزت سب کی حرمت سب کی عفت محترم ہے خدا کے نزدیک ان میں کوئی برتر و بہتر نہیں۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں۔ چاہے وہ مالدار ہو یا غریب ہاں اگر ایک چیز ہے جو انسانوں کو ایک دوسرے پر ممتاز کرتی ہے تو وہ ہے تقویٰ یا اس کی نیکیاں وہ ہی انسان قابل عظمت ہے جو دوسروں کے حقوق ادا کرتا ہے ظلم و ستم سے اجتناب کرتا ہے اور اللہ سے خوف کھانے والا ہے یہ ہے وہ معیار جو اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔ قرآن حکیم میں خداوند کریم فرماتا ہے "خدا کے نزدیک تم سب سے زیادہ عزت والا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے" اس ایک واحد تفریق سے ہی انسان عزت اور عظمت کا حامل ہوتا ہے بصورت دیگر خدا کے رسولؐ فرماتے ہیں۔

"ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔"

احترام آدمیت کی اس سے زیادہ درخشاں مثال کسی اور معاشرے میں پیش نہیں کی جاسکتی مغرور اور سرکش افراد سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم سے مغرور کر دیا؟ اس رب سے جس نے تجھے پیدا کیا تیرے اعضاء درست کئے۔ تیرے قویٰ میں اعتدال پیدا کیا اور جس صورت میں چاہا تیرے عناصر کو ترتیب دیا۔ (الانفطار ۶ تا ۸)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

"انسان اپنی حقیقت تو دیکھے کہ کس چیز سے پیدا ہوا ہے؟ اُچھلتے ہوئے پانی سے جو پشت اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے کھنچ کر آتا ہے۔

(الطارق ۵ تا ۷)

سورہ الحج میں فرماتے ہیں۔

"ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر گوشت کی بوٹی سے جو شکل والی بھی ہوتی ہے اور بے شکل بھی، تاکہ تم پر حقیقت واضح کریں۔ (ع ۔ ۵)

ان سرکش مغرور اور بے لگام انسانوں کو تنبیہ کرتے ہوئے خدا کہتا ہے۔

"ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم سب ہماری طرف ہی پلٹا کر لائے جاؤ گے"۔ (العنکبوت ۔ ۵۷)

"رہی موت تو جہاں بھی تم ہو وہ بہرحال تمہیں آکر رہے گی۔ خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں رہو"۔ (النساء ۷۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ ایک انسان کو دوسرے انسان پر صرف اس کی نیکیوں کی بنا پر تو فضیلت ہو سکتی ہے لیکن محض رنگ و نسل غربت و امارت کی بنا پر کوئی بھی کسی سے نہ تو افضل ہے اور نہ ہی اسلامی معاشرے میں انہیں ایک دوسرے پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اسلامی معاشرے میں کسی بھی فرد کو غرور و تکبر کی اجازت نہیں اسلام نے محنت کشوں کو باوجود اس امر کے کہ یہ طبقہ معاشرے کا سب سے زیادہ پسماندہ طبقہ تھا جس طرح نوازا انہیں جو عزت و توقیر عطا کی وہ آج بھی بڑے بڑے شہنشاہوں، صدور دں وزیر اعظموں یا جانسلروں کو نصیب نہیں۔ اہل قریش عرب میں سب سے زیادہ عزت والے تصور کئے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ قریش کا سردار ابو سفیان، (قبل از اسلام) حضرت سلمان فارسیؓ۔ حضرت بلالؓ حبشی اور حضرت صہیب رومیؓ (یہ تینوں غلام تھے۔ جنہیں حضرت ابو بکرؓ نے خرید کر آزاد کیا) کے پاس سے گذر رہا تھا۔ اس کو دیکھ کر یہ غلام بولے "اللہ کی تلوار نے اس دشمن خدا کی گردن نہیں اڑائی"۔ حضرت ابو بکرؓ قریب ہی تھے۔ یہ سن کر انہیں ناگوار خاطر ہوا۔ اور آپ نے کہا تم لوگ قریش کے بزرگ کی نسبت ایسا کہتے ہو۔؟ بعد ازاں آپؓ نے حضورؐ سے اس واقعہ کا ذکر فرمایا۔ حضورؐ نے فرمایا ابو بکر تم نے شاید ان کو (غلاموں) ناراض کر دیا۔ اگر ایسا ہے تو تم نے گویا خدا کو ناراض کر دیا" ابو بکرؓ نے حضور اکرمؐ سے جب یہ سنا تو فوراً پلٹے اور ان تینوں (غلاموں) سے دریافت کیا اور کہا میرے پیارے بھائیوں کیا تم مجھ سے ناراض ہو گئے۔ انہوں نے جب تک یہ نہ کہہ دیا کہ ہم خفا نہیں ہیں" تب تک حضرت ابو بکرؓ کی تسلی نہیں ہوئی۔ دیکھنے کا مقام یہ ہے کہ کہاں قریش کے ایک جلیل القدر سردار ابو سفیان کہاں غلاموں کی بات کہ غلاموں کی ناراضگی کا مطلب اللہ کا نبیؐ یہ بتائے کہ اللہ کی ناراضگی ہے۔ (کتاب الجامع الاصول)

یہ مقام کسی بھی معاشرے نے نہ تو محنت کشوں کو آج سے قبل دیا اور نہ ہی آج انہیں باوجود اس نام نہاد ترقی کے حاصل ہو سکا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکرؓ نے اپنے خطبے میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے کمزوروں کا حق وصول نہ کر لوں۔ (البدایۃ النہایۃ جلد پنجم صفحہ ۲۴۸)

حضرت ابوبکرؓ نے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دینے میں بے انتہا دولت صرف کی حضرت بلالؓ حبشی کو بھی حضرت ابوبکرؓ نے امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کیا اور اس طرح انہیں مظالم سے رہائی دلائی۔

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے۔

"ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں۔ انہوں نے ہمارے سردار (بلال حبشیؓ) کو آزاد کیا۔ زمانہ جاہلیت میں حضرت خبابؓ اور حضرت بلالؓ دونوں غلام رہ چکے تھے لیکن ایک بار حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو ان کو اپنے گدے پر بٹھایا اور کہا" کہ ایک شخص کے سوا کوئی ان سے زیادہ اس جگہ کا مستحق نہیں" انہوں نے پوچھا وہ کون یا امیر المومنین، فرمایا "بلالؓ"

(اسوہ صحابہ جلد اوّل عبدالسلام ندوی صفحہ ۲۴۸)

دیکھئے بلال حبشیؓ کی ظاہری صورت اتنی سی ہے کہ آپ ایک غلام ہیں۔ اور حضرت عمرؓ فاروق آپ کو اپنے سردار سے تعبیر کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ کسی بات پر اپنے غلام سے ناراض ہو گئے اور اسے لعن طعن کرنے لگے۔ حضور اکرمؐ اس وقت موجود تھے آپ نے دو مرتبہ فرمایا۔"

اے ابوبکرؓ اپنے غلام کو لعن طعن نہ کرو کیونکہ صدیقین اور لعانین دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔" (الادب المفرد)

حضرت ابوبکرؓ نے فوراً اپنے اس فعل پر معافی مانگی۔ اس غلام کو آزاد کرنے کے ساتھ ساتھ اور غلاموں کو بھی آزاد کر دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ نے ایک دن مسلمانوں کے سامنے خطاب کرتے ہوئے عمرو بن العاصؓ سے جو مصر کے گورنر تھے۔ ان سے فرمایا۔ تمہارے لڑکے کو اس بنا پر کہ تم (عمرو بن العاصؓ) مصر کے گورنر ہو یہ حق کیسے حاصل ہو گیا کہ تم لوگوں کی عزت نفس سے کھیلنے لگو اور پھر اس قبطی (غلام) کے ہاتھوں تمام مسلمانوں کے سامنے عمرو بن العاصؓ کے لڑکے کو سزا دلوائی اور یہ تاریخ ساز الفاظ فرمائے۔

"تم نے لوگوں کو غلام کب سے بنا لیا؟ حالانکہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا۔"

اسلام نے جو کچھ مزدور کو عطا کیا وہ آج بھی اگر لوگوں کے سامنے بیان کیا جاتا ہے تو بڑے مزے سے ہر فرد خواہ وہ دیندار ہو یا نہ ہو بے ساختہ کہنے لگتا ہے کہ بات تو صحیح ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس زمانے میں یہ نہیں ہو سکتا در اصل بات یہ نہیں ہے حقیقت اتنی سی ہے کہ ہم اس بے چارے مذہب کو اپنے مطلب کے لئے استعمال کرنے کے عادی ہو چکے ہیں اپنے سے متعلق احادیث کو چن چن کر بیان کر دینا آج کا فیشن بن چکا ہے اگر اسلام کو اس کے اپنے درج کردہ، بیان کردہ اور عطا کردہ زریں اصولوں کو دنیا میں کہیں نافذ کر دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ معاشرہ دنیا کا اعلیٰ ترین معاشرہ نہ بن سکے۔ تاریخ عالم پر اگر سرسری نظر ڈالیں تو ہم بڑے ہی اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے دور میں اسلامی حکومت کا ڈنکا دور دور تک پیٹ رہا تھا۔ خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں اسلامی حکومت کی حدود مصر تا بلوچستان پھیلی ہوئی تھی جس کا رقبہ ۲۲ لاکھ مربع میل تھا۔ ذرا تصور کیجئے یہ وہ دور ہے جب کہ نہ ٹیلیفون ہے نہ ہی ہوائی جہاز، غرض کہ نہ تو رسل و رسائل ہیں نہ ہی اتنی برق رفتار زندگی ہے لیکن اتنی بڑی مملکت میں بھی سکون اور اطمینان کا یہ عالم کہ پوری مملکت اسلامیہ کے حالات کو دیکھ جائیے مجال ہے کہ آپ یہ کہہ سکیں کہ مسلمانوں نے غیر مسلموں کے حق دبا لئے۔ ماں نے بیٹے سے محبت چھوڑ دی۔ آقا نے غلام پر ظلم کی انتہا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر دی۔ ذخیرہ اندوزنے ذخیرہ اندوزی کر کے پوری معاشرتی زندگی کو تلپٹ کر کے رکھ دیا۔ آخر وہ کون سا جادو تھا کہ یہ جاہل خانہ بدوش عرب جو تہذیب سے بہرہ تھے۔ اوج ثریا کو چھونے لگے یہ نسخہ کیمیا بڑا سادہ سا تھا جس پر عمل کیا گیا اور جس پر آج ہم عمل کرنے سے سخت گریزاں ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے" یہ (مومن) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار اور حکومت بخشیں تو یہ نماز قائم کریں گے اور زکواۃ ادا کریں گے۔"

(الحج) (۴۱)

تباہی، بربادی اور گمراہی کی وجہ بھی قرآن حکیم نے کھول کر بیان کر دی ہے۔

"پھر ان کے بعد وہ ناواقف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات نفس کی پیروی کی۔ پس وہ جلد ہی گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں گے۔" (مریم ۵۹)

مسلمانوں کی کامیابی کا راز قرآن حکیم میں متعدد جگہ کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

"اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ اللہ تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے بیشک اللہ سنتا اور دیکھتا ہے (انساء ۵۸)

مسلمان جانتے تھے کہ حکمرانی کا حق صرف اور صرف اللہ کی ذات کو ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے۔

"کہو کہ اللہ (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قادر ہے۔ (آل عمران - ۲۶)

قرآن کے مندرجہ بالا زریں اصولوں کو وہ جاہل عرب جنہیں ساری دنیا حقارت سے دیکھتی تھی۔ ذہن نشین کر چکے تھے اور ان پر عمل پیرا تھے یہی وہ کلیہ تھا جو ان کی حکومتوں کو استحکام بخشے ہوئے تھا۔ اور جس کی برکتوں سے اللہ نے ان پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے تھے۔ پوری مملکت میں سب کی جان و مال محفوظ تھی۔ چوری قتل جیسے واقعات شاذ و نادر ہی واقع ہوئے اور اغواء کا کوئی واقعہ اس دور میں نظر نہیں آتا۔ اسکی وجہ بڑی صاف تھی۔ انصاف کا معاشرہ کمزوروں کے حقوق کا تحفظ اور ناداروں کی خبر گیری کرنے والے معاشرے کو کہا جاتا تھا۔

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"وہ تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماتحتی میں دیا ہے انہیں وہ کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔ وہ پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ اور اللہ کے بندوں کو تکلیف نہ دو۔" (کتاب اطلاق ص ۲۶۷)

ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں۔

"یہ تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارا دست نگر بنایا ہے پس جس کسی کا بھائی اس کے ماتحت ہو اُسے چاہیئے کہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہ ہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ تم ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو اور اگر ایسی کوئی بھاری خدمت ان کے سپرد کرو تو خود ان کا ہاتھ بٹاؤ۔ (ابوداؤد کتاب الادب)

مندرجہ بالا احادیث اور آیات مبارکہ سے ایک محنت کش کا جو مقام متعین ہوتا ہے۔ وہ اتنا اہم ہے کہ باوجود صدیاں گذر جانے کے آج بھی ایسا معاشرہ دیکھنے میں نہیں آتا۔ اسلام نے محنت کش کو ایک کل یا پرزے کی حیثیت قطعی طور پر نہیں دی بلکہ اسے معاشی دنیا کا ایک محسن اور مربی قرار دیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مزدور کو عزت نفس کا وہ مقام عطا کیا جو آج تک کوئی معاشرہ اسے عطا نہیں کر سکا حضورؐ کی تین بڑی مشہور احادیث ہیں۔

(ا) اسلام میں کوئی بھی شخص انسانی حدود سے باہر نہیں جا سکتا۔ چاہے وہ امیر ہو یا غریب، آقا اور غلام برابر ہیں ان میں کوئی تفریق نہیں اسلام میں فضیلت کا صرف ایک ہی معیار ہے وہ ہے اس کا تقویٰ۔ پس تم اپنے غلاموں کو کیوں دیکھتے ہو۔

(ب) یہ عین ممکن ہے کہ روز محشر ایک غلام اپنے آقا سے بہتر ہو۔ خدا کے نزدیک غلام کے اعمال اپنے آقا سے بہتر ہوں۔

(ج) حضورؐ اکرم نے مندرجہ بالا احادیث سے قبل از اسلام کی فرسودہ رسوم کو توڑ کر عملی طور پر ثابت کیا کہ انسان کا اصل مقام کیا ہے اور اسلامی معاشرے میں مجبور غلاموں کا کیا مقام ہے۔

ایک اور موقع پر خطاب فرماتے ہیں۔

"میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے خادموں کو حقارت سے دیکھتے ہو اور انہیں مال و متاع تصور کرتے ہو۔ نہ تم ان کے حقوق کا خیال کرتے ہو۔ اس کا مطلب ہے کیا یہ ماضی (قبل از اسلام) کی رسم نہیں ہے جب تم بت پرستی میں مبتلا تھے۔ کیا تمہاری یہ بیرحمی تمہارا بے جا غرور نہیں ہے میں جانتا ہوں قبل از اسلام یہ لوگ (خادم) معاشرے میں کسی بھی مقام کے حامل نہ تھے۔ انہیں بھی مادی اشیاء کی طرح مال و متاع تصور کیا جاتا تھا۔ ان کا مقام گھریلو جانوروں سے بھی کمتر تھا انہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہ تھا۔ قبیلہ کا سربراہ یا آقا ان کے روح اور جسم کا مالک تھا۔ اسے ان کی عزت اور آبرو پر مکمل تصرف حاصل تھا۔ خدا کی یہ مخلوق بھول گئی تھی کہ تمام انسان برابر ہیں۔ جو لوگ کمزور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں وہ انصاف کے زیادہ مستحق ہیں مجھے وہ دن یاد ہیں۔ جب طاقت ور اپنے آپ کو انسانی قیود سے آزاد سمجھتے تھے۔ وہ یہ دعویٰ کرتے کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ کوئی جرم نہیں ان کا ہر فعل ہی قانون ہے وہ سمجھتے تھے کہ غلاموں کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے آقا کو اس کی شیطانی حرکات پر ٹوک دے۔ جس کا مطلب اس کی موت ہوتا تھا۔ (حکیم سعید۔ مزدور مالک کا اسلامی تصور ص ۳۷)

ایک مرتبہ آپؐ سابقہ ادوار کا ذکر کر رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ بیٹھے تھے کہ آپؐ نے فرمایا۔

"کسی بھی پیغمبر کو اس وقت تک پیغمبری عطا نہیں ہوئی۔ جب تک اس نے جانوروں کو نہیں چرایا" صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا یا نبیؐ کیا آپ نے بھی؟ آپؐ نے جواب دیا "ہاں میں مکہ کے لوگوں کے جانور ایک یا دو درہم کے بالعوض چرایا کرتا تھا۔" (بخاری)

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ تمام پیغمبروں نے محنت کو شعار بنایا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ اکثر و بیشتر وحی جانوروں کو چراتے وقت ہی ان جلیل القدر پیغمبروں پر نازل ہوئی۔ ایک مرتبہ حضور اکرمؐ اپنے صحابہ کرامؓ کے ہمراہ تشریف لے جا رہے تھے۔ آپؐ نے ایک جگہ مختصر قیام فرمایا۔ صحابہ کرامؓ نے ایک بیری میں سے بیر توڑ توڑ کر کھانا شروع کر دیئے۔ حضور اکرمؐ نے دیکھا تو فرمایا۔

"دیکھو خیال رہے صرف کالے بیری توڑنا"۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ نے ریگستان میں بھیڑیں چرائی ہیں۔ جواب دیا۔

"ہاں میں نے اجرت پر بھیڑیں چرائی ہیں۔"

حضورؐ نے ایک مرتبہ فرمایا "جب حضرت موسیٰؑ اپنی جلاوطنی کے دوران حضرت شعیبؑ کے پاس مقیم تھے۔ تو آپؑ نے اجرت پر مزدوری کی"۔ (فتح الباری جلد چہارم)

حضرت داؤدؑ ڈھالیں بناتے تھے۔ حضرت آدمؑ کھیتی باڑی کرتے۔ حضرت نوحؑ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لکڑی کا کام کرتے حضرت ادریسؑ درزی کا کام کرتے جب کہ حضرت موسیٰؑ گڈریئے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں"۔

ایک مرتبہ مدینہ میں زبردست قحط پڑا۔ ہم دو دو دن فاقے سے رہتے اور مزدوری بھی تلاش کرتے۔ میں نے ایک خاتون کو دیکھا جو زمین میں مٹی کو اکٹھا کر رہی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ عورت اس مٹی کو پانی دے گی۔ میں نے اس عورت سے کہا کہ میں اس مٹی کے ڈھیر پر پانی چھڑک دوں گا۔ میری مزدوری ایک ڈول کے بالعوض ایک کھجور طے ہوئی۔ جب میں نے اپنا کام ختم کر کے ہاتھ منہ دھوئے تو میری مزدوری سولہ کھجوریں ملیں۔ میں سرکار دو عالمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں پورا واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے میرے ہمراہ کھجوریں تناول فرمائیں۔ (مجمع الزوائد)

حضور اکرمؐ غریب اور یتیم تھے باوجود اس حقیقت کے آپ کی ایمانداری اور نیکی کے باعث ہی حضرت خدیجہؓ نے آپ سے نکاح کیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

حضور اکرمؐ نے مجھے جنگ بدر کے موقع پر ایک اونٹنی مرحمت فرمائی اس سے قبل مجھے ایک اونٹنی مال غنیمت سے ملی تھی۔ اس طرح میرے پاس دو اونٹنیاں ہو گئیں۔ میں نے خیال کیا کہ حضرت فاطمہؓ سے نکاح کرنے کا یہ مناسب موقع ہے میں نے ایک یہودی کو تیار کیا۔ کہ وہ اونٹنیوں پر گھاس لادے جسے فروخت کر کے میں اپنے ولیمہ کا انتظام کر سکوں۔ (بخاری)

حضرت عمر فاروقؓ قدید سے دس میل کے فاصلے پر واقع زخبان کے مقام پر اونٹ چرایا کرتے تھے۔ خلیفہ مقرر ہونے کے بعد ایک مرتبہ جب اس مقام سے گذرے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ نے فرمایا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اللہ اکبر! ایک وقت وہ تھا جب میں پھٹا پرانا لبادہ پہنے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ کرتا تھا۔ جب تھکن سے چور ہو کر بیٹھ جاتا تو میرے والد مجھے مارا کرتے تھے آج میرا صرف ایک آقا میرا خدا ہے"۔ (طبقات ابن السعد)

ابو ہریرہؓ جلیل القدر صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں ہجرت کے بعد میں مدینہ میں ایک خاتون بصرہ بنت ازدان کے ہاں کھانے اور ایک جوڑہ جوتے کے بالعوض ملازمت اختیار کی۔ میں لوگوں کو اس کے اونٹوں پر سوار کراتا اور اتارتا۔ ایک دن میری مالکہ نے کہا ایک اونٹ سے اتر اور دوسرے کھڑے ہوئے اونٹ پر سوار ہو۔ میں اونٹ سے اترا تو جلدی کے باعث جوتے نہیں پہن سکا۔ جس کے باعث پیر چھل گئے۔ بعد ازاں اللہ کے فضل و کرم سے اس خاتون سے میرا نکاح ہو گیا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم اونٹ سے اس طرح اتر یا چڑھ سکتی ہو۔ جس طرح تم نے مجھ سے اپنے حکم کی تعمیل کروائی تھی۔

(طبقات ابن سعد جلد چہارم صفحہ ۳۲۷)

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر تھے۔ باوجود اپنی گورنری کے اپنی معاش چٹائی بن کر پیدا کرتے ہیں۔ (اسوہ صحابہ جلد اول صفحہ ۲۷۶)

دنیا کی تمام تاریخوں کو اٹھا کر دیکھ لیجئے ایسا معاشرہ دنیا کے سامنے کبھی پیش نہیں کیا جا سکا کہ ایک خادم اپنی مالکہ سے نکاح کرے اور خادم معاشرے میں محض اپنے خادم ہونے کے سبب سے قابل نفرین نہ ہو۔ یا اسے دوسرے درجہ کا فرد نہ تصور کیا جاتا ہو۔ یہ اسلام کی ہی برکت تھی کہ غلاموں کو بھی بام عروج پر پہنچا دیا۔ ہر معاشرے میں شادیوں کو دراصل طبقات کی مضبوطی اور انہیں مربوط رکھنے کا بڑا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے اس کے برخلاف اگر اسلامی معاشرے میں مقام محنت کش پر نظر ڈالی جائے تو خادم ہو یا آقا۔ کوئی بھی کسی دوسرے پر برتر نہیں اور نہ ہی اسے اس بناء پر ذلیل و خوار تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ محنت کش ہے یا اس کا پیشہ کمتر یا ذلیل ہے اس زمانے کے رومی ایرانی، مصری معاشروں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں اتنی زبردست آزادی کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہ تھی۔

اسلامی معاشرے میں امارت کو کوئی دخل نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی تصور ہے اسلام کے ادوار پر اگر نظر ڈالی جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ بڑے سے بڑا عامل حکومت، عہدیدار، فرمانروا، یا امیران سب کی حیثیت دراصل ایک ایسے شخص سے قطعی طور پر مختلف نہیں ہوتی جو امین ہو امانت دار ہو مال کسی اور کا ہو اور وہ صرف اس کا نگران اسے صرف اتنا حق ہو کہ اپنے مالک کے حکم کے بموجب مال کو خرچ کرے اور اس پر تصرف کرے۔ اس کے برخلاف آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جب تک اقتدار کی کرسی پر متمکن ہوتے ہیں اپنے آپ کو عقل کل سمجھتے ہیں اور حکومت کے سرکاری خزانے پر اپنے ذاتی تصرف کو اپنا حق تصور کرتے ہیں یہ ہی وہ صورت ہے جب انسان اقتدار میں آنے سے قبل کے اپنے زمانہ کو بھول کر اپنے آپ کو "انا ربکم الاعلیٰ"۔ "میں ہی سب سے بڑا رب ہوں۔" تصور کرنے لگتا ہے ایسا حکمران نہ صرف اپنے ملک کے لئے بلکہ کل عالم کے لئے وبال جان بن جاتا ہے معاشرے میں طرح طرح کے بگاڑ پیدا ہوتے ہیں اور انسان اپنے آپ کو قطعی طور پر غیر محفوظ تصور کرنے لگتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ جب مدینہ کے گورنر مقرر ہوئے تو اپنے آپ کو مخاطب کیا اور جو زریں الفاظ آپ نے کہے وہ آج بھی اعلیٰ ترین نمونے کی حیثیت سے پیش کئے جا سکتے ہیں آپ فرماتے ہیں۔

"اے ابو ہریرہؓ! آج تو اپنی ناک کو ریشم کے کپڑے سے صاف کر رہا ہے لیکن یاد کر جب تو بھوک کے مارے غشی میں مبتلا ہو جاتا۔ اور مسجد نبویؐ میں گر پڑتا۔ لوگ تجھے پاگل یا مرگی کا مریض سمجھ کر تیری گردن پر اپنا پاؤں رکھ کر دباتے (اس زمانے میں مرگی کا علاج یہ ہی تصور کیا جاتا تھا۔)

پھر اپنے ابتدائی ایام کا ذکر فرماتے ہیں۔

"میں کمسنی میں ہی یتیم ہو گیا۔ ہجرت بے انتہا مساعد اور غربت کے دور میں کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب مزدوری مل جاتی تو شکر ادا کرتا۔ اے ابوہریرہؓ آج تو امام ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ جس نے تجھے یہ مقام عطا فرمایا۔"

(طبقات ابن سعد جلد چہارم صـ ۳۶۲)

حضرت عبداللہؓ بن مسعود بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ قریش کے سردار عقبہ بن ابی معیط کے ملازم تھے حضرت عمرؓ نے آپ کو معلم بنا کر کوفہ بھیجا مسلمانوں میں آپ کی عزت اور عظمت کا اس طرح اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کو کوفہ روانہ کرتے وقت حضرت فاروقؓ فرماتے ہیں۔

"اے عبداللہؓ میں تجھے اس لئے کوفہ بھیج رہا ہوں کہ میں تجھے اپنے سے افضل جانتا ہوں۔" (طبقات ابن سعد جلد سوم صـ ۳۰۶)

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے۔

"جب ہم پہلی دفعہ مدینہ آئے تو ہم یہ سمجھے کہ عبداللہ بن مسعودؓ حضور اکرمؐ کے اہل خانہ میں سے ہیں۔ عبداللہؓ سے حضورؐ اس قدر قریب تھے۔"

حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

"عبداللہؓ بن مسعود جو کچھ میری امت کے لئے پسند کرے میں بھی وہی پسند کرتا ہوں (کنز العمل جلد ۷ صـ ۸۸)

حضرت ابومسعود انصاریؓ صحابہ کرامؓ کے متعلق فرماتے ہیں"۔

"ہمیں حضور اکرمؐ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ایسی ترغیب دیتے کہ ہم بازار میں جاتے مزدوری کرتے اور پھر اسے راہ خدا میں خرچ کرتے۔ آج ہم میں سے بہت سوں کے پاس ہزاروں درہم ہیں۔ (بخاری)

مندرجہ بالا احادیث و واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ اسلام ہی تھا جس نے تاریکی کے اس بدترین دور میں غلاموں، مسکینوں خادموں اور ملازمین کو وہ روشنی دکھائی جس پر چل کر انہوں نے پہلی مرتبہ عزت، عظمت اور شہرت پائی یہ صراط مستقیم آج بھی اسی طرح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روشن ہے۔ یہ معاشی اعتبار سے سب سے کمتر درجہ کے لوگ اسلام کے گوشہ عافیت میں قدم رکھتے ہیں تو بڑے بڑے سرداران قریش سے عزت و عفت میں کہیں بلند تر ہوتے ہیں۔ حضرت بلالؓ حبشی۔ حضرت عمارؓ بن یاسر، حضرت خبابؓ، حضرت سہیبؓ، حضرت زیدؓ وہ جلیل القدر صحابہ کرام ہیں جو کبھی غلام تھے۔ اسلام نے انہیں آزادی عطا کی بلکہ شہرت و عظمت کے ان مقام پر فائز ہوئے جو بڑے بڑے شہنشاہوں کو بھی نصیب نہ ہو سکا

حضرت زیدؓ بن حارث حضورؐ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپؐ نے حضرت زیدؓ کو آزاد کرتے وقت صحابہ کرامؓ سے فرمایا۔

"یاد رکھو زیدؓ میرا بیٹا ہے یہ مجھ سے وراثت پائے گا اور میں اس سے"

یہ ہی نہیں بلکہ آپ نے انہیں حضرت زیدؓ سے اپنی پھوپھی زاد ہمشیرہ حضرت زینبؓ کا نکاح کر کے۔ حضرت زیدؓ کو قریش خاندان کا ایک معزز رکن بنا دیا اس نکاح سے قبل حضرت زینب کو خفیف سا تردد ہوا۔ تو قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔

"خدا اور اس کا رسولؐ جب ایک نیک ایماندار عورت اور مرد کو حکم دیں تو وہ انکار نہ کریں۔"

انہیں حضرت زیدؓ کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر وہ زندہ رہتے تو وہ ہی یقیناً مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوتے۔ حضرت زینبؓ بنت حارثؓ کے صاحبزادے حضرت اسامہؓ اور حضرت امام حسنؓ دونوں کو حضورؐ اپنے آغوش میں لے لیتے اور دعا فرماتے۔

"اے رب کریم میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں۔ تو بھی ان سے راضی ہو جا اور انہیں محبوب رکھ"۔ (بخاری)

فتح مکہ کے موقعہ پر جب آپؐ شہر میں داخل ہوئے تو آپؐ کے ہمراہ آپ کے چچازاد بھائی اور دوسرے حضرت اسامہؓ تھے۔ تاریخ نے پہلی مرتبہ ایک غلام کو فرش سے عرش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو چھوتے ہوئے دیکھا۔

ایک مرتبہ اسامہؓ کے بارے میں کسی نے انہیں خاندانی طرف سے کچھ کمتر خیال کیا حضورؐ نے جب یہ سنا تو بے انتہا کبیدہ خاطر ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضورؐ میرے حجرے میں تھے حضرت زیدؓ اور حضرت اسامہؓ لیٹے ہوئے تھے کہ کسی قیافہ شناس نے انہیں دیکھا اور کہا۔

"یہ باپ اور بیٹے ہیں۔"

حضور اکرمؐ نے جب یہ سنا تو آپ بے انتہا خوش ہوئے۔ (بخاری)

حضور اکرمؐ کے دنیا سے پردہ فرمانے سے قبل آپؐ نے شام کی فتح کے لئے جو قافلہ تیار فرمایا اس کی سپہ سالاری کے لئے حضرت اسامہؓ کو نامزد کیا۔ جو جلیل القدر صحابہؓ کرام اس قافلے میں شریک کئے گئے۔ ان میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح یہ سب ایک عام سپاہی کی طرح اس مہم میں شریک کئے گئے۔ اس سے زیادہ کون مساوات پیش کر سکتا ہے۔

حضرت بلالؓ کی رنگت سیاہ تھی اور زبان میں بھی لکنت تھی۔ آپ اسلام کے موذن اوّل ہیں۔ حضورؐ آپ کے لئے فرماتے ہیں۔

"میں نے بلال کو اس لئے موذن مقرر کیا ہے کیوں کہ یہ ہمارے بھائی ہیں"

(کنز العمل)

فتح مکہ کے بعد حضورؐ نے عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) سے کعبہ کی کلید طلب کی۔ کعبہ میں قدم رکھنے والوں میں آپؐ کے ہمراہ حضرت اسامہؓ اور حضرت بلالؓ تھے آپ نے ان دو غلاموں کے ساتھ مل کر بیت اللہ کی صفائی کی یہ شرف ان غلاموں کو ہی اسلام کی برکت سے حاصل ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

"حضور اکرمؐ جب مکہ میں داخل ہوئے آپ کے ہمراہ اونٹ پر اسامہؓ بھی تھے۔ تھے۔ آپ نے عثمان بن طلحہ کو طلب کیا۔ بیت اللہ کا دروازہ کھولا آپؐ اسامہؓ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بن زید، بلالؓ اور عثمان بن طلحہؓ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے (بخاری)

مندرجہ ذیل احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ غلاموں اور خدمت گذاروں کو کس قدر عزیز رکھتے تھے۔ اہل قریش نہ صرف خاندانی اعتبار سے آپؐ کے عزیز تھے بلکہ اپنے آپ کو اہل عرب میں سب سے زیادہ عزت والا گردانتے تھے۔ قبول اسلام کے بعد اس حقیقت سے آشنا ہوئے کہ خاندانی نسبت سے کوئی برتر نہیں ہو سکتا بلکہ اہل نظر (مسلمانوں) کے نزدیک صرف اور صرف تقویٰ اور نیکی ہی برتری کا پیمانہ ہے۔ حضرت بلالؓ خوبصورت تھے نہ ہی حسن و جمال کا پیکر رنگت سیاہ۔ لیکن ان کی منزلت کا اندازہ آپ اس طرح کر سکتے ہیں کہ وہ ایک غلام محنت کش ہونے کے باوجود حضور اکرمؐ کے بھائی قرار پائے۔ ایک موقع پر حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ "اے بلالؓ میں تمہاری چاپ (چلنے) کی آواز اپنے سے قبل جنت میں سنتا ہوں۔" (مسلم)

اسلامی معاشرے میں ایک غلام، ایک خادم ایک محنت کش کو جو مقام عطا ہوا وہ آج بھی شاہوں کو نصیب نہیں ہو سکا۔ ایک اور واقعہ بڑا ہی نصیحت آمیز ہے۔ ایک مرتبہ ایک عرب خاندان نے حضور اکرمؐ سے درخواست کی کہ آپ ہماری صاحبزادی کے لئے اعلیٰ نسب کے کسی عرب سے رشتہ طے کروا دیں۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا "تم اپنی لڑکی کا نکاح بلالؓ سے کیوں نہیں کر دیتے۔" یہ سن کر وہ عرب وہاں سے چلے گئے۔ دوسرے روز حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر رشتے کے لئے درخواست کی۔ حضورؐ نے پھر بلالؓ کو تجویز کیا۔ وہ لوگ پھر ٹال مٹول سے کام لے کر چلے گئے۔ تیسرے دن پھر انہوں نے درخواست کی۔ حضور اکرمؐ نے تیسرے دن پھر حضرت بلالؓ کا نام تجویز کرنے کے ساتھ ہی آپ کو بلال حبشی بھی کہا۔ حضورؐ کی زبان مبارک سے یہ سن کر انہوں نے فوراً اس رشتے کو منظور کر لیا۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صـ ۲۳۷)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت بلالؓ کو "او کالے" کہہ کر مخاطب کیا۔ حضور اکرمؐ نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ کی جانب دیکھا اور فرمایا۔

"عمرؓ! تم ابھی تک زمانہ جاہلیت کی باتیں فراموش نہیں کر سکے۔"

حضرت عمرؓ شرم اور ندامت کے مارے زمین پر گر گئے۔ حضورؐ نے کہا "اٹھو"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میں تب تک کھڑا نہیں ہونگا۔ جب تک بلالؓ مجھے اپنے پیر کی مدد سے کھڑا نہ کریں"۔ یہ تھی حضرت بلالؓ کی عظمت صحابہ کرامؓ اور نبی اکرمؐ کی نظر میں نتیجتاً حضرت بلالؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنے پیر کی مدد سے کھڑا کیا۔

ایک مرتبہ حضرت بلالؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ کے مابین کسی بات پر چپقلش ہو گئی حضرت ابوذر غفاریؓ نے غصہ میں یہ کہہ دیا۔ "او! غلام لڑکی کے بیٹے"

حضرت بلال حبشیؓ نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں حضرت ابوذر غفاریؓ کی شکایت کر دی اور وہ الفاظ دہرائے جو حضرت ابوذر غفاریؓ نے کہے تھے۔ آپؐ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو طلب فرمایا۔ اور دریافت کیا کہ کیا تو نے کسی کو برا بھلا کہا ہے۔"

حضرت ابوذرؓ نے جواباً کہا "جی ہاں میرے آقاؐ"

حضورؐ نے پھر سوال کیا کیا تو نے بلالؓ کی ماں کو برا کہا ہے۔"

حضرت ابوذرؓ نے پھر اثبات میں جواب دیا۔ حضور اکرمؐ نے اس مرحلے پر جو الفاظ فرمائے وہ دنیا کے کسی بھی منشور میں آج بھی نہیں ملتے وہ سنہری الفاظ یہ ہیں۔

"تم ایک ایسے شخص ہو جس میں زمانہ جاہلیت کے بیج ابھی تک باقی ہیں۔"

آپؐ نے ایک معزز عرب (حضرت ابوذر غفاریؓ) کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے ابوذر! یہ غلام تمہارے بھائی ہیں (یعنی انہیں غلام نہ سمجھو نہ گھٹیا درجے کی کوئی مخلوق تصور کرو بلکہ انہیں اپنا ہی ایک بھائی سمجھو) خدا نے انہیں تمہارا ماتحت بنایا ہے اس لئے تمہارا یہ فرض ہے کہ جو کچھ تم کھاؤ انہیں کھلاؤ جو کچھ تم پہنتے ہو وہ ہی انہیں پہناؤ۔ (ابوداؤد۔ بخاری)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک دن سرداران قریش میں حضرت ابوسفیانؓ بن حرب اور حضرت حارث بن ہشامؓ وغیرہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے فراغت کے بعد حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے اہل بدر کو جن میں حضرت صہیبؓ، حضرت بلالؓ اور حضرت عمارؓ بھی تھے شرف بازیابی بخشا۔ حضرت ابوسفیانؓ کے دماغ میں ابھی تک زمانہ جاہلیت کا غرور باقی تھا۔ ان کو یہ امر بے انتہا ناگوار گذرا۔ انہوں نے ناگواری کے لہجے میں کہا "کیا قیامت ہے کہ ان غلاموں کو تو بلا لیا جاتا ہے اور ہم لوگ بیٹھے منہ تکتے ہیں"۔ حضرت سہیلؓ بن عمرو بھی بیٹھے تھے۔ بولے "تمہارے چہروں سے غصے کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں لیکن تم کو خود اپنے اوپر غصہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ اسلام نے سب کے ساتھ تمہیں بھی بلایا لیکن یہ لوگ آگے بڑھ گئے (آگے نکل گئے) اور تم پیچھے رہ گئے"۔ (اسوہ صحابہ۔ حصہ اول صـ ۲۴۸ مولانا عبدالسلام ندوی)

حضرت عمارؓ بن یاسر غلام تھے اور اسلام کی برکت سے آزاد ہوئے ان کا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کا پرانا تنازعہ تھا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نئے نئے مشرف بہ اسلام ہوئے ایک دن حضرت خالدؓ حضرت عمارؓ سے الجھ پڑے اور یہ کہہ بیٹھے تیری ماں میرے چچا ابوحذیفہ کی لونڈی تھی اور حضرت عمارؓ بھی ان کے غلام تھے"۔ ان کے کہنے کا مطلب تھا کہ تم غلام ہو اور فقط غلام غالباً حضرت خالدؓ میں جب تک اپنے قبیلے بنی مخزوم کی جاہلانہ عادات باقی تھیں۔ حضرت عمارؓ بن یاسر حضورؐ اکرم کی بارگاہ میں پیش ہوئے اور جو کچھ گذرا تھا۔ سب حضورؐ کے گوش گذار فرمایا حضرت خالدؓ بن ولید سے دریافت فرمایا گیا تو آپ نے حضرت عمارؓ کی شکایت کی تصدیق فرمائی آپؐ نے چند لمحے کے لئے سکوت فرمایا اور پھر کہا۔

"جو عمارؓ کا دشمن ہے وہ اللہ کا دشمن ہے"۔

حضرت خالدؓ بن ولید حضور اکرمؐ کا یہ حکم سن کر کانپ گئے اور اس وقت تک نہیں اٹھے جب تک حضرت عمارؓ نے معاف نہیں کر دیا۔ (مشکوٰۃ) آپ حضرت عمارؓ حق و صداقت

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا نمونہ تھے۔ اور یہ کہا گیا کہ ان کا قاتل سیدھا دوزخ میں جائے گا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ "حضور اکرمؐ کا چہرہ مبارک حضرت عمارؓ کے آتے ہی خوشی سے دمک اٹھتا تھا ایک مرتبہ حضرت عمارؓ نے حضور سے ملنے کی اجازت طلب فرمائی تو آپؐ نے فرمایا۔

"عمارؓ کو آنے دو۔ وہ نیک ہیں، شریف ہیں اور نیکی کا مجسمہ ہیں"

(ترمذی)

حضرت عمرؓ نے نافع بن الحارثؓ کو مکہ کا گورنر مقرر کیا تھا حضرت عمرؓ کی ملاقات ان سے عسفان کے مقام پر ہوئی تو انہوں نے دریافت کیا۔ وادی والوں پر کس کو اپنا نائب مقرر کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ابن ابزی کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا۔ وہ کیا ہیں؟ وہ ہمارے موالی میں سے ہیں جواب میں فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم نے ایک آزاد کردہ غلام کو مکہ والوں پر اپنا نائب بنا دیا ہے؟ حضرت نافع نے جواب دیا ہاں اس لئے کہ وہ کتاب اللہ کے قاری، فرائض کے عالم اور ساتھ ہی قاضی بھی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے یہ جواب سن کر فرمایا

"کیوں نہ ہو تمہارے نبیؐ فرما گئے ہیں اللہ اس کتاب کے ذریعہ بعض لوگوں کو اوپر اٹھائے گا اور بعض کو نیچے گرائے گا۔" (اسلامی میں عدل اجتماعی صـ۴۰۲)

حضرت عمرؓ جب شدید زخمی تھے اور آپ کو اپنی دنیا سے روانگی کا یقین ہو گیا تو آپؓ فرماتے تھے۔

"کاش آج ابوعبیدہ یا ابوحذیفہ کے غلام سالمؓ حیات ہوتے تو میں ان میں سے کسی کو اپنا نائب (خلیفہ) نامزد کرتا۔

حضرت عمرؓ کے نزدیک قریش کے باعزت ابوعبیدہ بن جراح یا عجمی غلام سالمؓ کے مابین کوئی فرق نہیں تھا۔ انہیں تو صرف اتنی ہی بات کافی تھی کہ ان دونوں کے متعلق سرکار دو عالمؐ نے اس دنیائے فانی میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے جب تک کہ دوسرے (حضرت عمرؓ کے بعد) خلیفہ کا فیصلہ نہ ہو جائے درمیانی عرصہ کی مدت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لئے حضرت صہیبؓ کو خلیفہ نامزد فرمایا۔ حضرت صہیبؓ کو عبداللہ بن جدعان نے غلامی سے آزاد کیا تھا۔ یہ ہی نہیں آپ کی نماز جنازہ بھی حضرت صہیبؓ نے ہی پڑھائی تھی اس پر کسی بھی انصار یا مہاجر نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ (الفاروق ص ۲۶۸)

حقیقت یہ ہے کہ عرب کے اس فرسودہ نظام کے خلاف حضور اکرمؐ نے وہ انقلاب عظیم برپا کیا جس کے نتیجے میں یہ خانہ بدوش عرب جن کی تہذیب صرف استحصال اور ظلم پر قائم تھی۔ چند ہی سالوں میں دنیا کے دانشور اور رہبر تسلیم کئے جانے لگے اس کی وجہ یہ تھی کہ غلاموں، محنت کشوں اور خادموں کو جہالت کی پستیوں سے اٹھا کر اسلام نے ایک ایسا معاشرہ قائم کر دیا جو مبنی بر انصاف تھا۔ کوئی کسی کا حق مارنے یا دبانے کا تصور بھی نہ کر سکتا محنت کش مزدوری کے نتیجے میں جو کچھ حاصل کرتے اور اسے حضور اکرمؐ کی خدمت میں پیش کرتے اور آپ اس کی کس طرح قدر افزائی فرماتے اس کا اندازہ آپ مندرجہ ذیل واقعہ سے کر سکتے ہیں۔

"فتح مکہ کے بعد قیصر نے مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں حضور اکرمؐ کو جب یہ اطلاعات موصول ہوئیں تو آپ نے بھی تمام اصحاب کرامؓ کو تیاری کا حکم دیا۔ اس سلسلے میں مسلمانوں نے جو جنگی چندہ ادا کیا وہ قابل ذکر ہے حضرت عثمانؓ نے نو صد اونٹ ایک صد گھوڑے ایک ہزار دینار دیئے۔ حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف نے چالیس ہزار درہم پیش کئے حضرت عمرؓ نے اپنے مال کا بیشتر حصہ لا کے ڈھیر کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس شان سے آئے کہ گھر کا گھر خالی کر کے حضورؐ کے سامنے پیش کر دیا۔ ان صحابہ کرامؓ کی ان قربانیوں کا اور ان کی اس اعانت کا تاریخ میں آج تک کوئی نہ مقابلہ کیا جا سکا ہے اور نہ ہی مثال پیش کی جا سکتی ہے صحابہ مال لا لا کر ڈھیر کر رہے ہیں۔ ایک طرف کونے میں ایک محنت کش انصاری کھڑے ہیں۔ ہاتھ میں ایک چھوٹی سی تھیلی ہے تذبذب کا عالم ہے پیش کریں یا نہ کریں۔ اتنے مال میں ان کی اس حقیر سی اعانت کی کیا قدر ہو گی۔ آپ اُن سے وہ تھیلی لے لیتے ہیں اسے دیکھتے ہیں اس میں دو سیر چھوہارے ہیں۔ رحمت اللعالمینؐ نہایت لطف و کرم کے ساتھ ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں آپ ان سے دریافت کرتے ہیں یہ کہاں سے آئے۔ وہ محنت کش حضورؐ سے عرض کرتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یا نبی اللہ میں دن بھر پانی کنویں سے کھینچتا رہا ہوں جس کے عوض مجھے چار سیر چھوہارے بطور مزدوری حاصل ہوئے۔ دو سیر میں نے اپنے اہل خانہ کے لئے گھر میں چھوڑ دیئے بقیہ یہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں آپ انہیں قبول فرمالیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں"۔ ان چھوہاروں کو قیمتی اموال کے سارے ڈھیر پر بکھیر دو"۔ محنت کشوں کی محنت سے کمائی ہوئی مزدوری کی یہ عظمت و قبولیت۔!

ایک صحابی نے آپ سے مصافحہ کیا تو آپؐ نے فرمایا "تمہارے ہاتھ میں نشانات کیسے ہیں"؟ انہوں نے جواب دیا "میں پتھر پر پھاوڑا چلاتا ہوں اور اس سے اپنے اہل و عیال کے لئے روزی کماتا ہوں"۔ آپ نے ان کے ہاتھ چوم لئے۔ (اسوہ صحابہ۔ جلد اول صفحہ ۲۷۶)

حضرت امام زین العابدین نے اپنی صاحبزادی کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام سے کیا۔" (ابن سعد)

امام زین العابدین فرزند امام حسینؓ کے مقام کا اندازہ صرف اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ خانوادہ رسول اکرمؐ سے ہیں اگر حسب و نسب میں فضیلت ہوتی یا پھر محنت کش کا مقام کسی طور بھی کم تر تصور کیا جاتا تو آپ اپنی لخت جگر کا ہاتھ اپنے خادم کے ہاتھ میں نہ دے دیتے۔ پھر یہ ہی نہیں" آپ نے از خود اپنا نکاح اپنی آزاد کردہ لونڈی سے فرمایا"۔

جب عبدالملک خلیفہ (اموی) کو دمشق میں اس کی اطلاع ملی تو بڑا ہی چراغ پا ہوا۔ لیکن وہ کیا کر سکتا تھا۔ اس نے امام کو ایک دھمکی آمیز خط لکھا یہ خط کیا تھا اس میں ایک طرف تو طعن و تشنیع اور ذلت آمیز الفاظ تھے اور دوسری جانب امام کو ان کے مقام کے بارے میں بھی یاد دھانی کرائی تھی اس کے جواب میں امام نے جو کچھ فرمایا وہ ایک خلیفہ کے منہ پر تمانچہ مارنے کے مترادف تھا۔ دراصل امام نے اموی خلیفہ کو راہ مستقیم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے آگاہ کیا۔ آپ فرماتے ہیں۔

"یقیناً تمہارے لئے سب سے بہترین مثال سرکار دو عالمؐ کی ہے حضور اکرمؐ نے یہودی لڑکی صفیہ بنت حیی کو آزاد کر کے اس سے نکاح فرمایا۔ کیا اسی طرح اپنے غلام زیدؓ بن حارث کو آزاد کر کے ان کا اپنی پھوپھی زاد بہن زینبؓ بنت جحش سے نکاح نہیں کیا۔ (ابن سعد جلد ۵ صـ ۱۵۶)

ہم جانتے ہیں کہ شادی ایک ایسا نازک مسئلہ ہے جس میں برابری کا سوال دوسرے تمام سوالات سے زیادہ اہم تصور کیا جاتا ہے حضور اکرمؐ نے اس مرحلہ پر دنیا کو یہ ثابت کر کے دکھایا کہ غلامی کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ وہ بھی اسی طرح افضل ہے جیسا کہ کوئی اور اسی بنا پر آپ نے اپنی پھوپھی زاد بہن کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حارثؓ سے کیا تھا۔ یہ ہی نہیں آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ کو غزوہ موتہ میں فوج کا کمانڈر بنا کر بھیجا۔ پھر ان کے صاحبزادے اسامہؓ کو روم کی جنگ کے لئے جانے والے ایک ایسے لشکر کا سپہ سالار بنایا جس میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ شامل تھے جو حضورؐ کی زندگی میں آپ کے قریبی ساتھی اور وزیر رہے اور آپؐ کے بعد مسلمانوں کے خلیفہ بنے اسی لشکر میں سعد بن ابی وقاصؓ ہیں جو حضور کے رشتہ دار ہیں۔ یہ جنگی ماہر بھی تسلیم کئے جاتے ہیں اور دولت و ثروت کے مالک بھی ہیں۔

حضور اکرمؐ اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ فوج روانہ ہوتی ہے لیکن سپہ سالار وہی ہیں آزاد کردہ غلام اسامہؓ کی شان یہ ہے کہ اسامہؓ گھوڑے پر سوار ہیں اور خلیفۃ المسلمین انہیں رخصت کرتے ہوئے ان کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے ہیں۔ آپؓ (حضرت ابوبکرؓ) ضعیف ہیں۔ اسامہؓ کہتے ہیں یا تو آپ بھی میرے ہمراہ گھوڑے پر سوار ہو جائیں ورنہ میں اتر آؤں گا مسلمانوں کے خلیفہ قسم کھا کر کہتے ہیں "خدا کی قسم ہرگز نہ اترنا۔ خدا کی قسم ہرگز نہ اترنا۔ خدا کی قسم میں ہرگز سوار نہ ہوں گا میں کچھ دیر تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

راہ خدا میں میں اپنے پاؤں گرد آلود کروں تو میرا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ اسامہؓ کی فوج میں حضرت عمرؓ بحیثیت ایک علم سپاہی شامل ہیں آپ (حضرت ابوبکرؓ) حضرت اسامہؓ سے درخواست کرتے ہیں "اگر آپ مناسب سمجھیں تو عمرؓ کو میری مدد کے لئے چھوڑ جائیں۔"

اللہ اللہ! حکم نہیں دیا جاتا کہ اے سپہ سالار تو جانتا ہے میں کون ہوں پوری امت مسلمہ کا سردار اس لئے یہ کر یا وہ کر۔ بلکہ مسلمانوں کا یہ جلیل القدر خلیفہ درخواست کر رہا ہے "مناسب سمجھیں تو عمرؓ کو میری مدد کے لئے چھوڑ جائیں" یہ مقامات کتنے بلند ہیں۔ اتنے بلند کے ان کی بلندی کا اعتراف الفاظ سے کیا ہی نہیں جاسکتا۔

★ آزاد کردہ ان غلاموں میں سے ایک نے اہل قریش (عرب کا معزز ترین قبیلہ) کے ایک فرد کو اس کی بہن سے رشتہ کا پیغام دیا۔ انہوں نے اس رشتے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے ان سے وجہ دریافت فرمائی تو ان قریشی نے کہا امیر المومنین! ہم اعلیٰ حسب ونسب والے لوگ ہیں۔ یہ میری بہن کے ہم پلہ نہیں۔ اس پر آپؓ نے فرمایا یہ آدمی دنیا و آخرت دونوں کا حسب لایا ہے دنیا کا حسب مال ہے اور آخرت کا تقویٰ اگر تیری بہن راضی ہو تو اسے اس آدمی کے نکاح میں دیدے۔ اس پر اس شخص نے اپنی بہن سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ انہیں کوئی اعتراض نہیں اور ان آزاد کردہ غلام کا نکاح ہوگیا۔ ص ۴۰۳

اس کے برخلاف امریکہ میں اب غلامی کو قانوناً ممنوع قرار دیدیا گیا ہے گیا ہے لیکن کسی نیگرو کے لئے کسی گوری نسل کی عورت کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت نہیں۔ شادی تو دور کی بات ہے پبلک بسوں اور دوسری سواریوں میں گوروں کے پہلو میں بیٹھنا ان کے ساتھ ریستوران یا تھیٹر میں جانا یا کسی سرائے میں یا ہوٹل میں ٹھہرنا اب بھی ممنوع ہے۔

(اسلام کا عدل اجتماعی ص ۴۰۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ مقام جوان غلاموں کو حاصل ہوا۔ دراصل قرآن کے اس حکم کی عملی شکل تھی جس میں اللہ رب العزت انسانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک عورت اور ایک مرد سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنایا۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔" اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے۔ (الحجرات۔۱۳)

اسلامی فلسفہ حیات کے مطابق انسان اور انسان کے درمیان فضیلت اور برتری کی بنیاد اگر کوئی ہے یا ہو سکتی ہے تو وہ صرف اخلاقی فضیلت ہے پیدائش کے اعتبار سے تمام انسان یکساں ہیں۔ کیوں کہ ان کا پیدا کرنے والا ایک ہے ان کا مادہ پیدائش اور طریق پیدائش ایک ہی ہے اور ان سب کا حسب نسب ایک ہی ماں باپ تک پہنچتا ہے کسی شخص کا کسی قوم یا برادری میں پیدا ہو جانا ایک اتفاقی امر ہے جس میں اس کے اپنے ارادے اور انتخاب کو یا اس کی اپنی سعی و کوشش کو قطعی طور پر کوئی دخل نہیں اس بنا پر کوئی وجہ نہیں کہ اس لحاظ پر کسی کو کسی پر فضیلت یا برتری حاصل ہو اصل چیز جس کی بنا پر ایک شخص کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ دوسروں سے بڑھ کر خدا سے ڈرنے والا برائیوں سے بچنے والا اور نیکی و پاکیزگی کی راہ پر چلنے والا ہو۔ ایسا شخص خواہ کسی نسل کسی قوم کسی پیشے اور کسی ملک سے تعلق رکھتا ہو اپنی ذاتی خوبی کی بنا پر قابل قدر ہے اور جس کا حال اس کے برعکس ہو وہ بہرحال ایک کم تر درجے کا انسان ہے چاہے وہ کالا ہو یا گورا، مشرق میں پیدا ہوا ہو یا مغرب میں دنیا کے کسی بھی معاشرے کی ابتدائے آفرینش سے اٹھا کر آج تک دیکھ جائیے جو سب سے اعلیٰ پیشہ سمجھا جاتا ہے وہ ہے۔ درس و تدریس کا۔ اسلام کے تحت قائم کردہ معاشرے میں بھی اساتذہ کرام کا بڑا احترام کیا جاتا ہے۔ قبل از اسلام کی تاریخ کو اگر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٹھا کر دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس پیشے سے جو لوگ تعلق رکھتے ہیں وہ ایک مخصوص طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اور کسی اور فرد کو تعلیم کے شعبہ میں یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ تعلیم حاصل کر کے تعلیم دیں۔ یہ وہ دیوار تھی جسے اسلام نے سب سے پہلے ڈھایا۔ آج آپ اسلام کے شعبہ فقہ پر اگر نظر ڈالیں تو اس میں زیادہ تر ایسے بزرگ نظر آتے ہیں۔ جو آزاد کردہ غلام تھے۔ حدیث کے سلسلے میں ان بزرگوں نے بڑا کام کیا ہے حضرت مخولؒ حضرت نافعؒ حضرت سالمؒ۔ حضرت مجاہدؒ، حضرت عکرمہؒ، حسن بصریؒ، حضرت عبداللہ بن مبارک اور دیگر سب کے سب آزاد کردہ غلام ہی تو تھے۔

صحابہ کرامؓ ان غلاموں کو اپنے بچوں سے زیادہ چاہتے اور ان سے محبت فرماتے حضرت ابوالعالیہ ریاحیؒ فرماتے ہیں:

"میں غلام تھا میں اپنا کام کرتا جاتا اور قرآن حفظ کرتا جاتا۔ عربی لکھنا پڑھنا پڑھنا میں نے اسی طرح سیکھا۔" (ابن سعد جلد دوم صـ ۸۲)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"ہم سب غلام تھے ہم میں سے چند تو اپنے آقا کو اس کے لگائے ہوئے ٹیکس کو اتارنے کے لئے محنت کرتے کچھ اپنے آقاؤں کی خدمت میں مصروف رہتے۔ اس کے باوجود بھی ہم ایک شب میں قرآن حکیم پڑھ لیا کرتے تھے (ابن سعد جلد اول صـ ۱۸)

قرآن کو پڑھنے اور حدیث کو سمجھنے کے لئے اسلام نے مسلمانوں پر بہت زور دیا ہے چاہے وہ عرب کے لوگ ہو یا غیر عرب سب کو حکم دیا ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں خلیفہ عبدالملک بن مروان جو مشہور اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کا باپ تھا۔ عربوں کو تعصب کی حد تک برتر سمجھتا تھا۔ لیکن تاریخ کی سنگینی ملاحظہ فرمائیے کہ اپنے بچے کی تعلیم کے لئے جب سب سے قابل ترین شخص کا تعین کرتا ہے وہ ایک آزاد کردہ غلام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسمٰعیل بن عبیداللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا۔ ان کا تقرر کرتے وقت یہ ہی متعصب عرب حکمران عبدالملک بن مروان کہتا ہے۔

"عربوں اور غیر عربوں کے درمیان جو تعلقات ہو گئے ہیں اس کی مثال مجھے اور کہیں نہیں ملتی۔ ان ایرانیوں کو دیکھو۔ صدیوں سے یہ حکمران تھے انہیں حکمرانی کرنے کا گر بھی آتا ہے اپنے اقتدار کے دوران انہوں نے کبھی کسی عرب کو ملازم نہیں رکھا۔ میرے علم میں سوائے نعمان بن منظر کے اور کسی کا نام نہیں جسے انہوں نے کچھ عرصے کے لئے ملازم رکھا آخر کار انہیں بھی چلتا کیا۔ ہم کو ابھی اقتدار حاصل ہوا ہے ہم اس عرصہ میں ہی ایرانیوں کو اپنے اوپر مسلط کر بیٹھے ہیں۔ تعلیم کے شعبے کو ہی لے لو جہاں عربوں کو عجمیوں پر فضیلت حاصل تھی۔ آج اس میدان میں بھی ہم عجمیوں کے محتاج ہو گئے ہیں۔ اس اسمٰعیل بن عبید کو ہی لے لو یہ خلیفہ کے لڑکے کو تعلیم دے گا یہ پڑھائے گا نماز، عربی آداب اور عربی معاشرت۔ (ابن عساکر جلد دوم صـ۲۷)

حضرت عمر رضؓ بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں حضرت زین العابدینؒ جہاں تعلیم کے لئے جاتے تھے وہ حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے ان سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ اساتذہ قریش کو چھوڑ کر ایک آزاد کردہ غلام کے پاس تعلیم حاصل کرنے کیوں جاتے ہیں۔ امامؒ نے جواب دیا

"ہمارے نزدیک طبقاتی (خاندانی) تفریق نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ صرف اس کے پاس سے تعلیم حاصل کی جائے جہاں سے ہمیں علم کی روشنی عطا ہو۔"

حضرت انسؓ سے جب کبھی کسی مسئلے پر رہنمائی کے لئے رجوع کیا جاتا تو آپ فرماتے۔

"جاؤ اور آزاد کردہ غلام سالمؓ سے رجوع کرو۔"

(ابن سعد جلد ۷ صـ۱۲۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشہور صحابی حضرت عبداللہؓ بن عامر آزاد کردہ غلام نبی مخذوم مجاہدؓ کا کتنا ادب کرتے تھے اس کا اندازہ صرف اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ "جب مجاہدؓ گھوڑے پر سوار ہوتے تو آپ اس کی لگام تھامتے"۔

(تذکرہ الحفاظ صـ ۸۶ جلد اوّل)

خلیفہ ہارون رشید ایک مرتبہ اپنی ملکہ زبیدہ کے ہمراہ رقا (جگہ کا نام) تشریف لے گئے رقا پہنچنے کے بعد آپ کو معلوم ہوا کہ عبداللہؓ بن مبارک (آزاد کردہ غلام) اس شہر میں آنے والے ہیں۔ زبیدہ کھڑکی سے شہر کا نظارہ کر رہی تھیں کہ انہیں زبردست شور و غل کی آواز سنائی دی ایسا لگا جیسے پورا شہر امنڈ پڑا ہو۔ انہوں نے ماجرا دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ عبداللہؓ بن مبارک آرہے ہیں ان کے استقبال کے لئے تمام شہر اور قریب کے دیہات کے لوگ امنڈ پڑے ہیں۔

زبیدہ بے اختیار بول اٹھیں۔

"خدا کی قسم خلیفہ تو یہ لوگ ہیں نہ کہ ہارون رشید جس کے استقبال کے لئے پولیس لوگوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانک کر لاتی ہے"۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۰ صـ ۱۵۷)

حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

"تم میں سے کوئی کسی غلام کو غلام نہ کہے اور نہ ہی آقا کو رب (مالک) تم سب غلام ہو اور خدا تمہارا رب ہے" (ابوداؤد صـ ۶۸۰)

اسلام میں محنت کشوں، غلاموں اور خادموں کو جو عزت و توقیر عطا کی ہے اس کی نظیر آج بھی کوئی معاشرہ پیش نہیں کر سکتا۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا۔

"کسی شخص نے کوئی کھانا اس سے اچھا نہیں کھایا کہ اپنی دستکاری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے کھائے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر داؤدؑ اپنی دست کاری سے کھاتے تھے۔

(مقدام بن معدیکربؓ۔ بخاری)

رسول اکرمؐ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ (حلال) پیشہ کرنے والے مومن سے محبت کرتا ہے

(عمر فاروقؓ۔ بیہقی)

رسول اکرمؐ نے فرمایا۔

"میں ایسے شخص سے نفرت رکھتا ہوں جو محض بیکار ہو۔ نہ کسی دنیا کے کام میں ہو اور نہ آخرت کے کام میں ہو"۔

(ابن مسعودؓ۔ بیہقی)

مزدور اور مالک

مغربی معاشرے میں مزدور مالک تعلقات بے انتہا پیچیدہ نوعیت اختیار کر چکے ہیں۔ جس کے نتیجے میں آج دونوں طبقات آپس میں دست و گریبان نظر آتے ہیں۔ اور اور سمجھ میں نہیں آتا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔ مالک یا صنعت کار اس تگ و دو میں مصروف ہے کہ زیادہ سے زیادہ منافع کس طور پر حاصل کیا جائے مزدوروں سے کس طرح زیادہ سے زیادہ کام لیا جائے۔ اس کے برخلاف مزدوروں کی حالت یہ ہے کہ کس صورت میں کم سے کم کام کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کی جائیں یہ رسہ کشی ہر طرف پورے زور سے جاری ہے۔

اسلام میں دراصل طبقاتی کشمکش کا کسی طور پر کوئی نہ تو تصور ہے اور نہ ہی اس کی قطعی طور پر کوئی گنجائش۔ مسلم معاشرے میں سب سے زیادہ زور ایک دوسرے کی عزت نفس پر ہے اسلام یہ بتاتا ہے کہ ایک دوسرے سے دست و گریباں ہونے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی بجائے ایک دوسرے کا احترام کرو۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے بن جاؤ مزدور ہو یا مالک، آقا ہو یا غلام، باپ ہو یا بیٹا ہر ایک کے حقوق متعین کر دیئے گئے ہیں۔

مزدور مالک تعلقات پر اگر ایک نظر ڈالیں تو یہ بات بخوبی عیاں ہوتی ہے۔ کہ مالک صنعتکار، سرمایہ دار کو پوری پوری آزادی ہے کہ وہ اپنی املاک میں جس طرح چاہے اضافہ کرے بشرطیکہ اس اضافے میں مظلوموں کی آہیں اور چیخیں شامل نہ ہوں۔ دنیا میں آسائشیں حاصل کی جائیں۔ مگر اس طرح نہیں کہ کسی کی خوشحالی کی قیمت غریب کو غریب تر بنا کر وصول کی جائے۔

اسلام نے اس تعلقات کی بحالی کے لئے جو کلیہ مقرر کیا ہے وہ یہ ہے حضرت موسیٰؑ حضرت شعیبؑ کے ہاں ملازمت اختیار کرتے ہیں تو حضرت شعیبؑ فرماتے ہیں۔

"میں تم سے تمہاری طاقت سے زیادہ مشقت نہیں لوں گا۔ خدا کے فضل و کرم سے تم مجھے صراط مستقیم پر چلنے والا پاؤ گے۔"

(پارہ نمبر ۲۰ آیت ۲۷)

مندرجہ بالا آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک پیسہ یا دولت سے اتنا سروکار نہیں مگر انصاف اور راہ راست پر مبنی اقدامات اسلام میں آخرت (زندگی بعد از یوم حشر) ہی وہ واحد کلیہ ہے جس کی بنیاد پر مسلم معاشرہ کی پوری عمارت قائم ہے اسلامی معاشرے میں مالک جہاں ایک طرف اپنی ملکیت پر تصرف کا حق رکھتا ہے وہیں دوسری جانب وہ خدا کا خوف رکھنے والا اور دوسروں کی عزت کرنے والا شخص ہوتا ہے اسلام صرف اختصار کا نام نہیں۔ خدا کی عبادت کے پیچھے انسانی فلاح اور نیکی بھی ہوتی ضروری امر ہے کوئی شخص کتنا ہی عابد و زاہد ہو اگر وہ خدا کے بندوں کے ساتھ نیکی کا معاملہ نہیں کرتا تو پھر اس کا کوئی عمل خدا کے نزدیک قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ اسلام میں ایک جانب تو اس سلسلے میں واضح قوانین موجود ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور دوسری طرف زکوٰۃ کا نظام ہے۔

حضورؐ سرورِ کائنات نے جب بھی مزدور مالک کا ذکر کیا ہمیشہ یہ ہی فرمایا۔"

"یہ تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں۔ خدا نے انہیں تمہارا ماتحت بنایا ہے۔" (بخاری۔ ترمذی)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں مزدور اور مالک کے درمیان اقتصادی یا معیشتی روابط کی بجائے ان کو برادرانہ تعلقات کے قیمتی رشتے سے منسلک کیا ہے۔ اس زرین رشتے کے سبب مالک کو مالک نہیں تصور کیا جاتا اور نہ ہی مزدور کو مزدور اس کے برخلاف اس رشتے کو قائم کر دینے کے بعد مالک مزدور کے درمیان وہ امیدیں قائم ہو جاتی ہیں جو ایک بھائی کو دوسرے سے ہوتی ہیں۔ اگر کسی کا کوئی بھائی تکلیف میں ہو تو یقیناً دوسرا بھائی سکون سے نہیں بیٹھ سکتا۔ یہ ہی اسلام کا مقصد ہے۔

حضور اکرمؐ نے مسلمانوں کو خصوصی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا۔

"جس طرح تم اپنے قریبی رشتہ داروں سے معاملہ کرتے ہو۔ بالکل ایسے ہی تم اپنے زیرنگیں لوگوں سے کرو۔ انہیں اپنے برابر سمجھو یہ انسان ہیں تمہاری طرح ان کے دل بھی دھڑکتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے زیدؓ بن حارث (غلام) کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد بہن سے نکاح نہیں کیا۔ کیا میں نے بلالؓ کو موذن مقرر نہیں کیا۔ کیوں کہ وہ تمہارے بھائی ہیں تم جانتے ہو کہ انسؓ میرے خادم ہیں۔ میں نے کبھی انہیں حقارت سے نہیں دیکھا۔ اگر انہوں نے کبھی کوئی کام نہیں کیا تو میں نے ان سے کبھی نہیں پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔" (الادب۔ المفرد۔ کنز العمل)

ایک مرتبہ اور حضورؐ نے فرمایا۔

"تم اپنے خادموں کی اچھی طرح نگہداشت کرو۔ انہیں سزا نہ دو کیوں کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ بھی دھڑکتے ہوئے دلوں کے مالک ہیں اگر تم نے انہیں سزا دی تو ان کے دل رنجیدہ ہوں گے اور وہ دل شکستہ ہو جائیں گے۔ اگر تم ان سے صلہ رحمی کا معاملہ کرو گے۔ ان کے چہرے خوشی سے دمکنے لگیں گے۔ تو تم ان کے ساتھ بہترین صلہ رحمی کا مظاہرہ کیوں نہیں کرتے۔ (کنز العمل)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

"میں نے رسول اکرمؐ کی دس برس خدمت کی آپ نے کبھی مجھ کو اُف بھی نہ کہا، اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ فلاں کام کیوں کیا فلاں کیوں نہیں کیا"

(بخاری۔ مسلم)

حضرت انسؓ مزید ایک روایت میں فرماتے ہیں۔

"حضور اکرمؐ نے مجھے ایک دن کسی کام سے بھیجا۔ میں نے کہا میں تو نہیں جاتا۔ لیکن دل میں تھا کہ جہاں حکم دیا ہے وہاں جاؤں گا۔ میں وہاں سے چلا تو بازار میں چند لڑکے کھیل رہے تھے۔ میں وہاں کھیل میں مشغول ہو گیا اچانک رسول اکرمؐ نے پیچھے سے آکر میری گردن پکڑ لی میں نے آپؐ کو دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے کہا تم کو جہاں میں نے کہا تھا جا رہے ہو، میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسولؐ اللہ میں جا رہا ہوں۔ (مسلم)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔

"رسولؐ اللہ نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مارا۔ اور نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو۔ (مسلم)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

"میں آٹھ برس کا تھا۔ اس وقت آپ کی خدمت میں آ گیا تھا۔ اور دس برس تک میں نے آپ کی خدمت کی میرے ہاتھوں کوئی نقصان بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوگیا تو آپ نے کبھی ملامت نہیں کی۔ اگر آپ کے گھر والوں میں سے کسی نے ملامت بھی کی تو آپ فرماتے "جانے دو اگر دوسری بات مقدر ہوتی تو وہی ہوتی۔" (بیہقی)

آج کی دنیا میں ہمیں معیشی میدان میں جو بے چینی نظر آتی ہے اس کا اگر نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھ غور و خوض سے تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ مزدور مالک تعلقات کے بگاڑ کے جو اسباب ہیں ان میں جہاں دوسرے عنصر ہیں وہاں سب سے بڑا اور بنیادی نکتہ معاشی ناہمواری ہے اقتصادی اخوت ECONOMIC BROTHERHOOD کا دُور دُور پتہ نہیں۔ اسلامی معاشرہ میں دراصل سب سے زیادہ زور اسی نکتے پر دیا جاتا ہے۔ اس آفاقی معاشرے میں اولاً احترام آدمیت پر زور دیا گیا۔ دوئم ماتحتوں اور کمزوروں کو اپنے بھائیوں کا مقام دینے کا حکم دیا گیا سوئم مجبوروں، ماتحتوں اور ملازمین سے غلطیوں کی صورت میں عفو و درگذر کا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا جب تک اسلام کی اس روح کے مطابق مسلمان اپنے کام کرتے رہے وہ انتہائی بلندیوں پر نظر آئے۔ جہاں ان احکامات سے منہ موڑا تباہی ان کا مقدر بن گئی۔ اسلام نے عفو اور درگذر پر کس قدر زور دیا ہے اس کا اندازہ آپ مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ سے کر سکتے ہیں۔

"ایک دن ایک صحابیؓ نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا۔ یا نبی اللہ میں اپنے خادم (ملازم) کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟ حضور اکرمؐ نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی اختیار فرمائی۔ صحابیؓ نے دوبارہ اپنا سوال پیش کیا منبع انسانیت سرکار دو عالمؐ نے آخر کار نہایت متانت کے ساتھ افسردہ لہجے میں جواباً فرمایا" تم نے آخر کیوں کتنی مرتبہ کے متعلق پوچھا۔ اگر تمہارا ملازم (خادم) دن میں ستر مرتبہ حکم نہ ملنے یا سنگین غلطی کرے تو تم اسے ستر مرتبہ معاف کرتے جاؤ۔ کیوں کہ یہ تمہارے بھائی ہیں۔ (ترمذی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور اکرمؐ نے عفو و درگذر کو صدقہ قرار دیا ہے اس کے برخلاف جو اپنے خادموں کے ساتھ سختی اور ظلم کا معاملہ کرتا ہے وہ خداوند کریم کی ناراضگی اور ذلت کو دعوت دیتا ہے حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"وہ مالک جو اپنے ملازمین سے سخت برتاؤ (ظلم) کرتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے بند ہیں۔" (ترمذی)

حضور اکرمؐ دوسروں کے جذبات کا احترام کرتے تھے ان کی نفسیاتی الجھنوں کو بھی حل فرماتے وہ ہمہ وقت کوشش کرتے کے لوگ دل برداشتہ نہ ہوں اور ہر وقت ان کی دلجوئی میں مشغول رہتے آپ ان کے گھروں میں جاتے اور ان کی ضرورت دریافت فرماتے ان کی شکایات سنتے اور انہیں حل فرماتے یہ آپ کا ہمیشہ معمول تھا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ ایک مرتبہ سخت محنت کر کے شب میں مسجد نبوی میں آئے حضور اکرمؐ نے ان کے متعلق دریافت فرمایا اس وقت تک آپ تھکن سے چور ہونے کے باعث سو گئے تھے حضور اکرمؐ نے آپ کو انگوٹھا لگایا تو آپ جاگ گئے حضور اکرمؐ نے حضرت ابوذر غفاری سے سوال کیا۔

"اے ابوذر! جب تمہیں اس مسجد سے کوئی نکال دے تو تم کیا کرو گے۔؟

ابوذر غفاریؓ ابھی تک نیم خوابیدہ تھے حضور اکرمؐ سے عرض کرنے لگے میں اپنی تلوار نکال لوں گا۔ اور جو بھی مجھے اس مسجد سے نکالے گا اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ آپؐ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ اے اللہ ابوذر پر اپنا رحم و کرم فرما اور اسے سکون عافیت و طمانیت عطا فرما۔ آمین۔

بعد ازاں آپؐ نے انہیں چند نصیحتیں فرمائیں۔ اور تشریف لے گئے۔

آپ کی محبت اور آپ کی شفقت کا اندازہ مندرجہ بالا دعا سے کیا جا سکتا ہے یہ وہ آفاقی نظام جو محنت کش کو وہ مقام عطا کرتا ہے جو اسلام کے علاوہ کسی بھی معاشرے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سوسائٹی میں دور دور نظر نہیں آتا۔ اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ اسلام میں سب سے بنیادی شرط احترام آدمیت ہے خدام کو جو مقام اسلام نے عطا کیا اس کا تجربہ دنیا نے بعثت نبیؐ سے قبل کبھی نہ کیا تھا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ جب اپنے غلام کے ہمراہ باہر تشریف لے جاتے۔ آپ جو کپڑے زیب تن کئے ہوتے وہی کپڑے آپ کے غلام کے بدن پر ہوتے۔ ذرا آج کے مسلمانوں پر نظر ڈالئے کیا آج ہم یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ ہمارا غلام (نوکر) بھی وہی پہنے جو ہم پہنتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہم تو یہ برداشت ہی نہیں کر سکتے۔

ایک مرتبہ آپ (حضرت ابوذر غفاریؓ) سے کسی نے دریافت کیا آپ بھی وہی کپڑے پہنتے ہیں۔ جو آپ کا غلام پہنتا ہے۔ اس طرح تو آپ کے اور اس کے درمیان کوئی تفریق ہی محسوس نہیں ہوتی۔

اس پر آپ نے جواب دیا۔ "تم صحیح کہتے ہو۔ حضورؐ اکثر فرمایا کرتے تھے جو تمہارے لئے کام کرتے ہیں وہ تمہارے بھائی ہیں جو کچھ تم پہنتے ہو انہیں پہناؤ۔ جو تم کھاتے ہو۔ انہیں دوسروں سے پہلے دو۔ (الادب۔ ۲۸۵)

صرف حضرت ابوذر غفاریؓ ہی نہیں۔ یا انہیں پر یہ مساوات منحصر نہ تھی۔ حضرت عبیدہ بن عبداللہ فرماتے ہیں۔

"میں اور میرے والد علم کے حصول کی تلاش میں مدینہ گئے سب سے پہلے جو شخص ہم سے ملے وہ مشہور صحابی ابو سائبؓ تھے جنکے ہمراہ ان کا خادم بھی تھا۔ ان کے کاندھے پر ایک شال تھی بالکل ایسی ہی شال ان کے خادم کے پاس تھی۔ ہم نے اس پر سوال کیا کہ آپ اپنی شال خادم کو کیوں نہیں دے دیتے۔ یا پھر ان کی شال کیوں نہیں لے لیتے تاکہ جوڑا ہو جائے اور کسی کے تو کام آئے ابو سائبؓ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور فرمایا خدا مجھے معاف کرے میں نے جو کچھ ان کانوں سے سنا ہے مجھے آج بھی یاد ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور اکرمؐ نے فرمایا "جو تم پہنتے ہو اپنے خادموں کو پہناؤ۔ انہیں وہی دو جو خود کھاتے ہو۔ (الادب۔ ۲۷۹)

حضرت ابوہریرہؓ گوشت پکا کر اپنے خادم کا انتظار کرتے۔ جب آپ کے خادم آجاتے تو آپ اور وہ دونوں ایک جگہ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ جب آپ سے لوگوں نے کہا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا "میں اپنے قلب کی صفائی کے لئے کرتا ہوں۔ (الادب۔ ۲۵۶)

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ فرمایا۔

"وہ قومیں جن کے آقا (مالک) اپنے ملازمین کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک منحوس ہیں۔"

آپ کے اس ارشاد کے جواب میں حضرت صفوانؓ فرمانے لگے۔

"خدا کی قسم ہمیں اپنے خادموں کے ہمراہ کھانا کھانے میں کوئی شرم یا عار نہیں بلکہ ہم تو انہیں (خادموں) اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔

(الادب۔ ۲۹۱)

یہ تھا وہ نسخہ کیمیا جس نے دلوں کو مسخر کیا۔ جس نے انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات عطا کی جس نے مجبوروں کو سر اٹھا کر چلنے کی ہمت عطا کی۔ جس کے غلام آج کے بڑے سے بڑے شہنشاہوں سے زیادہ برتر و افضل ہوئے۔ اسلام کی غلامی کے طوق کو اپنی گردنوں پر سجا لینے والوں پر اللہ رب العزت نے اپنے انعام و اکرام کے دروازے کھول دیئے۔ فرق صرف اتنا ہی تو تھا کہ آج کا مسلمان اللہ کے قانون کی سچائی پر ایمان نہیں رکھتا یا پھر اس کی سچی حقیقت پر تذبذب کے عالم میں ہے اور آج سے چودہ صدی قبل کے مسلمان کے دل میں یہ بات پیوست ہو گئی تھی۔ کہ جو کچھ قرآن میں ہے یا جو کچھ رسولؐ کی زبان پر ہے کامیابی اس کو بلا چون و چرا مان لینے میں مضمر ہے۔ اسی لئے وہ اپنے عقلی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گھوڑے دوڑانے کے بجائے نبیؐ یا قرآن سے جو کچھ سنتا اس پر عمل پیرا ہو جاتا۔ یہ تھا وہ قانون جو کہتا ہے۔

"جو ہمارے قوانین سے اغراض برتتا ہے ہم اس کی روزی کو تنگ کر دیتے ہیں اور اسے ہم قیامت کے دن بھی اندھا اٹھائیں گے۔

(طٰہٰ۔ ۱۲۴)

یہ ہی وہ واحد کلیہ تھا جس پر عمل پیرا ہو کر مسلمان سرفراز و کامران ہوئے آج ہم سب کشاکش روزگار کا شکار ہیں اور یہ نہیں سمجھنے کی کوشش کرتے کہ آخر وہ کیا وجوہ ہیں کہ ہم اپنی روزی کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور پہلے کی بہ نسبت زیادہ آسائشوں کے باوجود بھی اطمینان قلب جیسی عظیم دولت سے محروم۔ آج ہم دراصل جس کشمکش میں مبتلا ہیں درحقیقت اس کا اندازہ آپ اس آدمی سے کر سکتے ہیں جو دلدل میں پھنسا ہو۔ اور اپنی رہائی کے لئے ہاتھ پیر مار رہا ہو اور اس کے نتیجے میں اور دلدل میں اترتا جا رہا ہو۔ اسلام کا منشا کیا ہے اس سلسلے میں مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں۔

"اسلام کے مقصد حیات کو اگر عملی طور پر کسی معاشرے میں جامہ پہنایا جائے اس کی روح مقصد اور منشاء کے مطابق اس طرح نہیں کہ کچھ کو اپنا لیا جائے اور کچھ کو چھوڑ دیا جائے۔ تو جو اجتماعی اسلامی معاشرہ قائم ہوگا۔ اس میں نہ تو کروڑ پتی ہوں گے۔ اور نہ ہی نان جویں سے محتاج غریب و نادار۔ ایک درمیانہ طبقہ عالم وجود میں آئے گا جس میں لوگ، اطمینان سے اپنی زندگی بسر کریں گے۔ (ترجمان القرآن جلد ۲)

اسلام میں سب سے زیادہ زور اس امر پر دیا گیا ہے کہ معاشرے میں سب سے زیادہ مجبور و بیکس طبقے کو اٹھایا جائے مجبوری اور بے کسی کا اندازہ کسی بھی معاشرے میں مزدور، محنت کش، اور خادم کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلامی اقدار کے تحت قائم کردہ معاشرہ مجبوروں، بیکسوں اور بے بسوں کا معاشرہ ہی تو ہے جس میں امیر المومنین از خود غلاموں، محنت کشوں اور خادمین کی میزبانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کسی دعوت میں گئے تو دیکھا کہ اہل خانہ کے ملازم دسترخوان پر موجود نہیں۔ دریافت کرنے پر صاحب خانہ نے کہا کہ ہم پہلے کھا لیتے ہیں اور وہ (ملازم) بعد میں کھاتے ہیں۔ اس پر آپ نے برافروختہ ہو کر فرمایا۔

"خدایا! اس قوم کا کیا حشر ہوگا، جو اپنے آپ کو اپنے ملازموں پر ترجیح دیتی ہے" پھر آپ نے ان ملازموں کو بلایا اور انہیں پہلے کھلایا اور بعد میں خود کھایا۔ (الفاروق)

آپ فرمایا کرتے تھے۔

"اگر مجھ پر وہ کچھ نہ گزرے جو عوام پر گذرتی ہے تو مجھے ان تکلیفوں اور پریشانیوں کا احساس کیسے ہو سکتا ہے اور جب احساس ہی نہیں ہوگا۔ تو میں انہیں رفع کرنے کی فکر کیسے کر سکوں گا۔" (الفاروق)

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ایک قریشی عرب اور صحابی حاطب بن ابی بلتعہؓ کے غلاموں نے کسی عرب کا ایک اونٹ چرا لیا اور اسے ذبح کر کے کھا پی گئے۔ چوری کی شکایت حضرت عمرؓ سے کی گئی آپ نے غلاموں کو طلب کیا۔ غلاموں نے چوری کا اعتراف کیا اور کہا ہمارا مالک ہم کو بھوکا رکھتا ہے اس لئے ہم چوری پر مجبور ہو گئے۔

"حضرت عمرؓ نے غلاموں کا ہاتھ نہیں کاٹا جو قرآن کے مطابق چور کی سزا ہے۔ بلکہ ان کے مالک کو خوب ڈانٹا اور اس سے اونٹ کی قیمت ادا کروائی

(عمر فاروق جنسین ہیکل مطبوعہ میری لائبریری)

حضرت ابوبکرؓ اپنے اولین خطبے میں فرماتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" " اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حقدار کا حق وصول نہ کرلوں۔ اور تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ چنانچہ میں اس کی شکایت دور کردوں گا۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو اور جب اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت فرض نہیں۔"

(البدایۃ والنہایہ جلد ۵ صہ ۲۴۸)

اسلامی ریاست کا تصور کرتے ہی ہمارے سامنے جو نقشہ ابھرتا ہے وہ بنیادی طور پر ایک ایسی حکومت کا ہوتا ہے جہاں استحصال کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ جہاں کوئی اپنے حق کی وصولیابی کے لئے در در مارا مارا نہیں پھرتا۔ جہاں حقوق و فرائض کے حصول کے لئے کوئی جدوجہد کرنے کی ضرورت درپیش نہیں آتی۔ جہاں حقوق کے حصول کی ذمہ داری کلیتاً ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

ایسے معاشرے کی بنیاد حضور اکرمؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ان الفاظ کے ساتھ رکھ دی۔

"لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے تم میں سے اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے۔ جو زیادہ تقویٰ شعار ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر تقویٰ کے سوا کوئی فضیلت، نہیں۔ ہاں جاہلیت کے تمام دستور میرے پاؤں کے نیچے ہیں اور جاہلیت کے تمام آثار و مفاخر ختم کئے جاتے ہیں۔"

اسی خطبے میں آگے چل کر حکم دیتے ہیں۔

"لوگو! اپنے نفس پر اور دوسروں پر زیادتی نہ کرو اور ہاں تمہارے غلام! ان کا خیال رکھو جو تم کھاؤ اس میں سے ان کو کھلاؤ۔ جو تم پہنو اسی میں سے ان کو پہناؤ اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف نہ کرنا چاہو تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے بندو! انہیں فروخت کر دو اور انہیں سزا نہ دو۔

مندرجہ بالا حکم دراصل وہ دستور CONSTITUTION ہے جو ایک اسلامی معاشرے کی واحد بنیاد بن سکتا ہے۔ جس کا جز اول انسانوں کے درمیان انسانوں کی برتری محض نسل۔ رنگ اور زبان کی بنا پر کئے جانے کے تصور کو باطل قرار دیا اور دوسری جگہ حکم دیا گیا کہ تمہارے ماتحت بھی گوشت پوست کے ایسے انسان ہیں جنہیں سزا نہ دی جائے اور انہیں وہی کھلایا جائے اور وہی پہنایا جائے جو مالک خود کھائے پیئے۔ یعنی ملازمین کو اسلامی معاشرے میں نہ تو اچھوت تصور کیا جاتا ہے اور نہ نہایت ہی کم تر بلکہ اسے مالک کے برابر تمام حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ ملازم کی تمام ضروریات کی کفالت کا ذمہ دار مالک ہوتا ہے۔

یہ وہ اصول ہے جو مدینہ میں قائم ہونے والی اولین مسلم ریاست کی بنیاد بنا اور جس نے دنیا کو ایسے افراد کی ایک فوج مہیا کی جو نہ صرف خدا سے ڈرنے والے اور آخرت کا خوف کھانے والے تھے بلکہ جو انسانوں کے حقوق کی نہ صرف نگہداشت کرتے اور ان پر جور و ظلم کا سدباب اس طرح کرتے کہ مظلوم داد رسی کے لئے ابھی رجوع بھی نہ کرتا اور از خود ریاست کے امین اس کا مداوا کر دیا کرتے وہ نہ صرف زکوٰۃ وصول کرتے بلکہ تمام باشندگان کی صحت تعلیم، رہائش ان کے دفاع اور تمام امور کی نگہداشت کرتے۔

مزدوروں کی ذمہ داریاں

اسلام میں دراصل ہر طبقے کے فرائض و حقوق متعین کر دیئے گئے ہیں۔ بیٹے کے حقوق والدین کے فرائض ہیں اور والدین کے حقوق اولاد کے فرائض ہیں۔ آج کے مشینی دور میں دراصل حقوق و فرائض میں اس قدر زیادہ چھینا جھپٹی ہے کہ تعلقات روز بروز ہر آن ٹوٹتے جاتے ہیں۔ اسلام میں ایسی کشمکش کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ معاشی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معاشرتی زندگی میں سب سے زیادہ زور حقوق کے ادا کرنے پر دیا جاتا ہے بلا لحاظ اس امر کے کہ کوئی دیکھ رہا ہے یا نہیں زور اس پر دیا جاتا ہے کہ ہر طبقہ اپنے فرائض کو ادا کرتا رہے۔

اوپر عرض کر چکا ہوں کہ ایک طبقہ کے حقوق دراصل اسلامی معاشرے میں دوسرے طبقے کے فرائض تصور کئے جاتے ہیں اور پھر فرائض کی ادائیگی کے لئے کسی سرزنش یا ڈنڈے سے کام نہیں لیا جاتا۔ بلکہ قطعی طور پر مسلمان کو تابع کر دیا گیا ہے اس کے ضمیر کے بالکل ایسے ہی جیسے کسی خودکار مشین کی عملی کارکردگی کے لئے آجکل کمپیوٹر ہے اسی طرح ایک مسلمان کی زندگی کو بھی از خود رواں دواں رکھنے کے لئے آخرت کا خوف سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ سب سے بڑا محاسب خداوند قدوس کی ذات ہے یہی وہ اساس ہے۔ جس پر اسلامی معاشرے کی بنیادیں قائم ہیں۔

اس سے قبل ہم مزدوروں کے حقوق کے سلسلے میں اسلام کا نقطہ نظر پیش کر چکے ہیں آیئے اب ہم ان کی ذمہ داریوں یا فرائض بابت ادائیگی ذمہ داری کے سلسلے میں کچھ عرض کریں۔

"فرمایا سرور دو عالمؐ نے مومن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنی جان و مال کا کوئی خطرہ نہ ہو۔"

ایک اور حدیث میں آقائے دو جہاں فرماتے ہیں۔

"اس شخص میں ایمان نہیں ہے جس میں امانت داری نہیں ہے۔ وہ شخص بے دین ہے جو عہد کا پابند نہیں۔"

مزدور یا خادم جب اپنی خدمات فروخت کرتا ہے یعنی ملازمت اختیار کرتا ہے تو وہ درحقیقت ایک عہد کرتا ہے کہ میں اتنی اجرت کے بالعوض آپ کا (مالک) یہ کام انجام دوں گا۔ اس ضمن میں اگر وہ جان بوجھ کر بغیر کسی معقول عذر کے اپنے اس عہد کو توڑتا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اس طرح اپنے مالک کے مال کو خطرات سے دوچار کرتا ہے یا اس کے اس عمل سے اس کے مالک کو نقصان پہنچتا ہے ایسے شخص کو آقائے دو جہاں نے کس قدر سخت تنبیہ کی ہے اس کا اندازہ مندرجہ بالا احادیث سے ظاہر ہوتا ہے یعنی ایک جانب تو وہ مومن نہیں رہتا دوسری جانب وہ دولت ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد کیا گیا ہے۔

" "اچھا خادم وہ ہی ہے جو نہایت محنت اور ایمانداری سے اپنے فرائض انجام دیتا ہے"

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے ایک اچھے ادارے میں دو عنصر کارفرما ہوتے ہیں۔ فریق اول مالک ہوتا ہے جو سرمایہ فراہم کرتا ہے مشینری لگاتا ہے خام مال مہیا کرتا ہے پھر فریق دوم سے معاہدہ کرتا ہے جس کے تحت وہ اپنے مزدور کی نہ صرف مالی کفالت کا ذمہ دار ہوتا ہے بلکہ اس کی تمام معاشرتی ضرورتوں کو پورا کرنے میں اس کا شریک ہوتا ہے فریق دوم مزدور اپنے مالک کی ملازمت اختیار کرتے ہوئے دراصل اس معاہدے کی پابندی کا اقرار کرتا ہے کہ وہ اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے فرائض کی انجام دہی کرے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی دیکھے گا کہ جو کام ہو رہا ہے وہ مالک کی ہدایت کے مطابق ہو۔ اور اس ادارے کی املاک کو کسی قسم کا بھی نقصان نہ پہنچے۔

یہ معاہدہ ہی اسلامی معاشرے کے صنعتی نظام کو چلانے کی وہ کلید ہے جس کے ذریعے اسلامی معاشرہ ایک فلاحی معاشرے میں تبدیل ہو جاتا ہے یہ ہی نہیں اسلامی معاشرہ محنت کش کو اس کا پابند کرتا ہے۔ کہ وہ جس صلاحیت کا حامل ہو اس کا اظہار بلا تکلف کر دے تاکہ معاشرے کو اس کی صلاحیتوں سے پورا پورا استفادہ حاصل ہو سکے۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔

"حضرت یوسفؑ کو جب قید خانے میں عزیز مصر کا خواب سنا کر اس کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعبیر دریافت کی گئی تو جہاں آپ نے آئندہ آنے والے سات سالوں میں قحط پڑنے کی اطلاع دی اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا۔

"ملک کے خزانے میرے سپرد کر دیجئے، میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں۔" (یوسف ۱۲)

حضرت یوسفؑ نے یہ الفاظ پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ کہے تھے ان کا دل اور ضمیر اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے اور انہیں اس پر پورا اعتماد تھا کہ آنے والے سات سالوں میں جب کہ پورے ملک میں قحط ہوگا۔ حضرت یوسفؑ مصر کی مخلوق خدا کو اس آفت سے محفوظ رکھنے میں کامیاب ہو جائیں گے اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ محنت کش خادم یا مزدور کو چاہیئے کہ وہ اپنی صلاحیتوں سے اپنے مالک کو آگاہ کر دے قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

" اور یہ ہم ہی ہیں کہ ہم نے (طالوت) اس کو دماغی اور جسمانی بہترین صلاحیتیں عطا کی ہیں۔"

طالوت قوم اسرائیل کا نہایت غریب اور بے گھر فرد تھا لیکن خدا نے اسے قوم، اسرائیل کا رہنما بنا دیا۔ یہودی طالوت کے سلسلے میں تذبذب میں مبتلا تھے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت طالوت اپنی جسمانی اور دماغی صلاحیتوں کے باعث اپنے دوسرے لوگوں سے افضل ہوئے۔

اسلام کے اصولوں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو شدت سے احساس ہوتا ہے۔ کہ اسلامی معاشرہ لاپرواہی، غیر ذمہ داری کی سختی کے ساتھ مذمت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ تمام افراد خواہ ان کا تعلق کسی بھی شعبے سے ہو۔ ان میں ذمہ داری کا شعور و احساس پیدا کیا جائے چاہے وہ آقا ہو یا ملازم۔

خداوند کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ۔ جب لوگوں سے لیں تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں (مطففین۔ ۲)

اس کا مطلب بڑا واضح ہے کہ معیار انصاف لینے اور دینے میں برابر ہو۔ نہ کسی کو نقصان دینے کا منشا ہو اور نہ نقصان اٹھانے کا۔

ائمہ فقہ کے نزدیک گھٹا کر دینے میں ایسا مزدور بھی شامل ہے جو اجرت تو پوری لے۔ لیکن اپنے فرائض کی انجام دہی میں پوری ذمہ داری کا ثبوت نہ دے اور جان بوجھ کر اپنا وقت ضائع کرے۔ اسی طرح مالک بھی دراصل اسلامی نقطہ نگاہ سے ایک معاہدہ کرتا ہے جس میں وہ ایک مزدور سے اس کے جتنے گھنٹوں کی محنت کا معاہدہ کرتا اس سے اگر زیادہ وقت کام کروائے جتنا طے ہوا تھا۔ وہ بھی مندرجہ بالا اصول کے تحت بدعنوانی کا مرتکب قرار دیا جائے گا۔ اگر اس نے مزدور سے لئے گئے زائد وقت کی اجرت ادا نہ کی یا اس کی (مزدور) کی مرضی کے خلاف زائد وقت کام کروایا۔

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"اللہ چاہتا ہے کہ جب انسان ذمہ داری قبول کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ دیانتداری کے ساتھ اسے ادا کرے"۔

اسلام نے یہ اصول متعین کر دیا کہ جب کوئی مزدور کسی فرض کو ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرے تو یہ سمجھ لے کہ یہ کام اس کا اپنا کام ہے اسے اس کام کی انجام دہی میں پوری دیانت داری، ایمانداری، اعتماد اور توجہ کے ساتھ انجام دینا چاہیئے بصورت دیگر اسے روز جزا اپنے ان اعمال کی جوابدہی کرنی پڑے گی۔ یعنی بے انتہا سخت تادیبی کاروائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جو شخص (مزدور) اپنے فرائض نہایت ایمانداری اور تندہی کے ساتھ،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بام دیتا ہے اور خدا کے سامنے جوابدہی کے احساس سے بھی واقف ہے ایسے شخص
بارے میں نبی کریمؐ فرماتے ہیں۔

"تین طرح کے آدمیوں کو دوہرا اجر ملے گا۔ ایک وہ جس نے اپنے آقا
کے اور اپنے خدا کے فرائض نہایت ایمانداری کے ساتھ انجام دیئے۔"

(مشکوٰۃ شریف)

ایک اور موقعہ پر سرور کونینؐ نے فرمایا۔

"وہ خادم جو اللہ اور اپنے مالک کا فرمانبردار ہے وہ اپنے مالک سے
ستر برس قبل جنت میں داخل ہوگا۔" مالک اپنے خادم کو دیکھ کر سوال
کرے گا۔ اے اللہ یہ میرا اطاعت گذار خادم یہاں اس مقام پر کیسے آگیا
اللہ پاک ارشاد فرمائے گا۔ میں نے اسے اس کے اعمال کا اجر عطا کیا ہے
میں نے تجھے بھی تیرے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا اجر دیا ہے۔"

(مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۲۳۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

محنت کشوں کے حقوق کی ضمانت

حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے

امام یوسفؒ اسلامی معاشرے میں ریاست کی ذمہ داریاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۱۔ تادیبی کاروائیوں کا تعین اور سزاؤں کا دینا۔

۲۔ تحقیق کے بعد حقدار کی دادرسی کرکے اسے انصاف بہم پہنچانا۔

۳۔ خلیفہ (حکمران) کے متقی ہونے کا مسلسل جائزہ لیتے رہنا۔

۴۔ ظلم کا سدباب کرنا۔ اور مظلوموں کی دادرسی کرنا۔

۵۔ تمام لوگوں پر اسلامی ضابطے کا اطلاق کرنا اور انہیں تمام گناہوں طریقوں سے باز رکھنا۔

۶۔ خدا کے قانون کا اطلاق تمام افراد پر بلاکسی لحاظ کرنا۔

۷۔ ٹیکسوں کی وصولیابی کرنا اور انہیں حقدار لوگوں پر خرچ کرنا

(خلافت و ملوکیت صـ۲۷۹)

سید علی زادہ حنفی شرح شرعۃ الاسلام میں حکومت کی ذمہ داری کا تعین اس طرح فرماتے ہیں۔

"امام اپنی مملکت میں کسی فقیر کو فقیر نہ رہنے دے اور نہ کسی قرضدار کو قرضدار باقی رکھے اور نہ کسی کمزور کو بے مددگار رہنے دے۔ اور نہ کسی مظلوم کو دادرسی سے محروم کرے۔ اور نہ کسی ظالم کو ظلم کرنے دے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور ہر ننگے کو لباس مہیا کرے۔" (اسلام کا اقتصادی نظام صـ۱۴۲)

حضور اکرمؐ ہمیشہ محنت کشوں کے حقوق کی از خود نگہداشت فرمایا کرتے اور ان کے حقوق کی بازیابی کے لئے کوشاں رہتے صحابہ کرامؓ کو جب بھی زیادتی کرتے دیکھتے متنبہ فرماتے۔

حضرت ابو مسعود بدریؓ مشہور صحابی ہیں آپ فرماتے ہیں۔

"ایک مرتبہ میں نہایت غصہ میں تھا اور اپنے غلام کو ہنٹر سے مار رہا تھا کہ مجھے ایک آواز سنائی دی "مسعود خبردار" حضرت ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں آواز کی تیزی کے باعث اچانک ششدر رہ گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضورؐ کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا "مسعود خبردار تیرے اوپر خدا کے حقوق تیرے اس غلام پر تیرے حقوق کی نسبت کہیں زیادہ ہیں" حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں مجھے بے انتہا افسوس اور قلق ہوا۔ اور میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ میں نے اپنے اس غلام کو آزاد کیا۔ حضور اکرمؐ نے اس پر فرمایا "اگر تم اس کو (غلام کو) آزاد نہ کرتے تو تمہیں دوزخ کی آگ جلا کر راکھ کر دیتی" (مسلم)

حضرت عمرؓ مدینہ منورہ کا گشت کرتے اور تمام باشندوں کے حالات سے باخبر رہتے۔ مزدوروں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام لینے والے آجران سے باز پرس فرماتے اجرتوں کے سلسلے میں ہونے والے تنازعات میں از خود مداخلت کر کے اس کو سلجھاتے آپؓ فرماتے تھے۔

"اگر میں زندہ رہا تو میں پوری سلطنت کا دورہ کروں گا۔ کیوں کہ میں جانتا ہوں میری کوششوں کے باوجود بھی اب تک لوگ اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کر رہے ہیں وہ خود (مظلوم) مجھ تک نہیں پہنچ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہے عمال حکومت ہو سکتا ہے کہ ان کی شکایات مجھ تک نہ پہنچاتے ہوں اس لئے میں دو ماہ مصر کا دورہ کروں گا اور دو ماہ جزیرہ نما کا اس طرح دو ماہ کوفے کا اور دو ماہ بصرہ کا۔ (تاریخ طبری)

ایک موقع پر آپؒ نے فرمایا۔

"جو فیصلے میں پہلے کر چکا ہوں انہیں اگر اب پھر سے کرنے کا موقع ملتا تو میں تمہارے مالداروں سے زائد از ضرورت مال لے کر اسے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتا"۔ (اسلام کا عدل اجتماعی ص ۴۷۸)

خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ ساری ساری رات خوف خدا سے روتے رہتے۔ آپ سے ایک مرتبہ آپ کی اہلیہ نے دریافت کیا کہ آخر آپ اتنی گریہ وزاری کیوں کرتے ہیں تو آپ نے جواب دیا۔

"میرے حالات ایسے ہیں کہ مجھ پر پوری ملت کے سفید و سیاہ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ایسے محتاج جو میرے نزدیک ہیں یا دور اور جن کی زندگیاں کس مپرسی کے باعث تباہ ہو رہی ہیں وہ فقیر وہ قیدی جو بوڑھے اور کمزور ہیں ان کے بارے میں مجھ سے اللہ تعالیٰ ضرور جواب طلب کرے گا ہر ایک کے بارے میں میرے سے دریافت کیا جائے گا حضور اکرمؐ کے سامنے میں ان محتاجوں کے لئے کیا عذر پیش کروں گا۔ یہ ہی وہ تکلیف ہے جو مجھے ہر دم غم زدہ رکھتی ہے۔ (کتاب الخراج ص ۱۷)

عمر بن عبدالعزیزؒ نے الحراج بن عبداللہ الحکیم گورنر خراساں کو اس بناء پر گورنری سے معزول کر دیا۔ کہ وہ نومسلموں سے امتیازی سلوک کرتے تھے معزولی کے حکم میں آپؒ نے لکھا۔

"خدا نے حضور اکرمؐ کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا تھا نہ کہ ٹیکس وصول

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا ۔ (ابن الاثیر جلد چہارم صـ۱۵۸)

★ اولین خطبہ میں مسلمانوں کے خلیفہ اول حکومت کی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

"تمہارا کمزور شخص میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں اسے اس کا حق نہ دلادوں ۔ اور تمہارا قوی آدمی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک اس کے ذمے جو حق ہے وہ اس سے نہ لے لوں (ابوبکرؓ۔ محمد حسین ہیکل صـ۸۶)

★ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ عین عالم نزع میں ہیں اس وقت بھی حکومت کی ذمہ داری سے غافل نہیں زخموں سے نڈھال ہونے کے باوجود وصیت فرماتے ہوئے حکم دیتے ہیں ۔

"میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ جن لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ حاصل ہے ان سے کئے ہوئے عہد کی پابندی کرے ان کا دفاع کرے اور ان پر ان کی برداشت سے زیادہ بار نہ ڈالا جائے ۔ (کتاب الخراج ۔ قاضی ابو یوسف ۔ چراغ راہ کراچی صـ۳۸۷)

★ مسلمانوں کے خلیفہ دوئم حضرت عمرؓ اپنے خطبے میں اپنی حکومت کی جانب سے عام مسلمانوں کو بتاتے ہیں کہ وہ آئندہ کیا قدم اٹھائیں گے اور ان کا تحفظ کیسے کریں گے ۔

"لوگو! تمہارے معاملات کا میں والی وارث بنایا گیا ہوں مگر تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میری سختی اب کم ہوگئی ہے البتہ ظلم اور دست درازی کرنے والوں کے لئے بدستور رہے گی ۔ لیکن جو صاحب دین و تقویٰ ہیں ۔ میں ان کے لئے بہت ہی نرم ہوں میں کسی کو کسی پر ظلم نہیں کرنے دونگا جب تک کہ اس کے ایک رخسار کو زمین پر نہ رگڑ دوں اور اس کے دوسرے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رخسار پر اپنا قدم نہ رکھ دوں حتیٰ کہ وہ حق کے سامنے اپنا سر جھکا دے اس سختی کے باوجود میں اپنا رخسار اہل عفت وصواب کے لئے زمین پر رگڑتا ہوں۔ (عمر بن خطاب۔ مطبوعہ البیان لاہور صفحہ ۷)

مولانا ابوالکلام آزاد ترجمان القرآن کی جلد دوم میں فرماتے ہیں۔

"اگر اسلام کے متعین کردہ تمام اصولوں اور ضابطوں کو بلا کسی تحریف وتخفیف رائج کر دیا جائے تو ایک ایسا اجتماعی نظام قائم ہو جائے گا۔ جس میں نہ تو کوئی بہت غریب ہوگا اور نہ ہی لکھ پتی۔ ایک ایسی ریاست قائم ہو جائے گی جس میں اجتماعی خوشحالی ہوگی اور جو درمیانہ روی پر قائم ہوگی۔

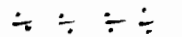

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم

اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام

آج کی دنیا کو ہم نے دو حصوں میں منقسم کر رکھا ہے ایک سرمایہ داری کے زیر اثر چلنے والا نظام ہے اور دوسرے سرمایہ دارانہ نظام کے برخلاف یا یوں کہہ لیجئے کہ اس نظام کی چیرہ دستیوں کے جواب میں پیدا کردہ ایسا نظام جسے ہم اشتراکی نظام کے نام سے پکارتے ہیں۔

ہم ابھی تک جس نظام کے تحت اپنے معاملات کو چلا رہے ہیں وہ بھی سرمایہ دارانہ نظام حکومت ہے اس کے ثمرات سے ہم سے زیادہ کون واقف ہو سکتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے خوب کہا ہے۔

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے تیری منتظر روز مکافات

سرمایہ دارانہ ذہن اور اس سے پیدا شدہ معاملات اور اس کی قباحتوں کا اندازہ آپ مندرجہ ذیل حقیقی واقع سے کر سکتے ہیں۔

ایک یورپی کان کن کی بیوی سے اس کے بیٹے نے پوچھا کہ "ماں تم نے اتنی شدید سردی کے باوجود آخر آگ کیوں روشن نہیں کی"۔ ماں نے جواب دیا "بیٹا گھر میں کوئلہ نہیں ہے تم جانتے ہو تمہارے والد بے روزگار ہیں"۔ "ماں آخر باپ کیوں بے روزگار ہے"؟ ماں نے جواب دیا وہ غور طلب ہے اور دراصل سرمایہ دارانہ نظام کی حقیقی، عکاسی اسی ایک جملے سے ہوتی ہے۔ ماں نے کہا "بیٹا تیرا باپ اس لئے بے روزگار ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ کوئلے کی وافر مقدار موجود ہے اور کوئی خریدار نہیں"۔ (مارکسی۔ سیاسی معیشت ص ۹۳)

آج کے جتنے بھی ترقی یافتہ ممالک پر نظر ڈال جائیے ایک ایک ملک کی سابقہ تاریخ کو اٹھا کر دیکھ جائیے ظلم و ستم کے ایسے دردناک منظر نظر آتے ہیں کہ انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف اسلامی نظام کو اٹھا کر دیکھ جائیے جس میں سرمایہ دارانہ نظام کی ہر قدم پر مذمت کی گئی ہے اسلامی ریاست میں دراصل سرمایہ دار کی حیثیت ایک امین سے زائد ہرگز نہیں ہوتی۔ اس کے پاس سونے اور چاندی کے جمع ہو جانے والے ڈھیروں پر اس کا تصرف صرف اس حد تک ہوتا ہے کہ وہ اس کا خرچ اللہ اور اس کے نبیؐ کے احکامات کے تحت کرے۔

مغربی معاشرے میں امریکہ کی آج کی ترقی کو دیکھ کر آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں جب کہ آج سے چند صدیوں قبل کے اس امریکہ کو اٹھا کر دیکھئے۔ نہ تو یہ قوم ہی وہاں آباد تھی اور نہ ہی یہ ترقی اس کے برخلاف آج کے ہندوستان یا پاکستان اور دیگر ممالک کو دیکھ جائیے۔ یہ ممالک انتہائی پستیوں کو چھو رہے ہیں۔ آج کے یہ غریب ملک کیوں غریب ہوئے اور آج کے یہ امیر ملک جو اپنے آپ کو آزادی ضمیر اور آزادی انصاف کے علمبردار گردانتے ہیں آخر یہ کیسے امیر ہو گئے۔ اس کا موازنہ کر لیجئے۔ امریکہ میں وہ قوم آباد تھی جسے ہم آج ریڈ انڈین کہتے ہیں۔ اور انگلستان کے وہ لوگ جو بدمعاش ڈاکو اور لٹیرے تھے انہیں انگلستان سے جلاوطن کر کے امریکہ بھیج دیا جاتا تھا۔ ان قانون شکن اور سماج دشمن عناصر کو جب امریکہ میں سونا حاصل ہوا۔ تو پھر ساری دنیا کے یہ گورے لوگ جن کے پیش نظر صرف دولت تھی امریکہ میں جمع ہوئے۔ انہیں لوگوں نے غلاموں کی تجارت کو اپنایا۔ اس برعظم امریکہ کی اصل نسل ہی صفحہ ہستی سے مٹا دی۔

نئی دنیا کی تعمیر و ترقی کے لئے ان سماج دشمن عناصر نے افریقہ کے معصوم بھولے بھالے سیاہ فام باشندوں کو جانوروں کی طرح پکڑ پکڑ کے اپنا غلام بنایا اور جہاز میں لاد لاد کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امریکہ روانہ کر دیا۔ آج بھی افریقہ کی وہ تبدرگاہ جہاں سے گوشت پوست کے یہ آزاد انسان جانوروں کی طرح جہازوں میں بھر بھر کر افریقہ روانہ کئے جاتے اس کا نام ساحل غلاماں SLAVE COAST ہے ان غلاموں کی باقاعدہ منڈیاں سجائی جاتیں انہیں فروخت کیا جاتا ہے اور انہیں خریدا جاتا ہے۔ آج امریکہ ترقی یافتہ ملک تصور کیا جاتا ہے۔ اس ترقی یافتہ ملک میں غلاموں کی جو نسل اب باقی رہ گئی ہے اسے آج بھی گوروں کے مساوی حقوق حاصل نہیں ہیں۔

"آج بھی جب کہ متحدہ امریکہ میں غلامی قانوناً ممنوع ہے لیکن کسی نیگرو کے لئے کسی گوری نسل کی عورت کے ساتھ، خواہ وہ کتنی ہی گئی گذری کیوں نہ ہو شادی کرنا ممنوع ہے یہ ہی نہیں بلکہ نیگرو کا پبلک بسوں اور دوسری سواریوں میں گوروں کے پہلو میں بیٹھنا، ان کے ساتھ ریستوران یا تھیٹر میں جانا یا کسی سرائے یا ہوٹل میں ٹھہرنا بھی آج تک ممنوع ہے"۔ (اسلام میں عدل اجتماعی صفحہ ۲۰۰)

جنوبی افریقہ میں آج اقلیتی حکومت محض اپنے گورے رنگ کے باعث اپنے آپ کو ممتاز اور اعلیٰ نسل کی سمجھتی ہے۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس کے بل بوتے پر قائم رہنے والی اس حکومت کو آج کی نام نہاد بنیادی حقوق کی علمبردار، ترقی یافتہ اقوام کی سرپرستی حاصل ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہاں کے سیاہ فام باشندوں کو وہ مقام بھی حاصل نہیں جو ایک جانور کو حاصل ہے خوف و دہشت کی فضا میں زندگی بسر کرنے والے یہ لوگ جن کا واحد جرم محض ان کی رنگت ہے۔ جب بھی اس ناانصافی کے خلاف احتجاج کرتے ہیں موت ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

۳۰ نومبر ۱۹۷۳ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے جب نسلی امتیاز کو قابل تعزیر جرم بنانے کے لئے ایک قرارداد منظور کی تو اس کے چار مخالفین میں امریکہ، جنوبی افریقہ اور پرتگال کے ساتھ برطانیہ بھی شامل تھا۔ آج بھی جنوبی افریقہ میں سیاہ فام باشندوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور شمالی آئرلینڈ میں محکوم سفید فام باشندوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ان ترقی یافتہ اقوام کے دوغلے پن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

رابرٹ ڈیوی اس صورت حال کے بارے میں کہتا ہے۔

"پانچ لاکھ غلاموں اور ہزاروں درآمد شدہ سفید فام خدمت گاروں کی کالونی میں بیٹھ کر تھامس جیفرسن نے جو خود بھی ان غلاموں کے ایک دولت مند آقا تھے۔ کس طمطراق سے امریکہ کے اعلان آزادی کے یادگار الفاظ رقم فرمائے ہیں"۔

(DEWEY ROBERT, E. "FREEDOM" PAGE 347)

برطانیہ ہو یا ہالینڈ، جرمنی ہو یا پھر آسٹریلیا غرض کہ کسی بھی ملک پر جو آج سرمایہ دار ہے یا ترقی یافتہ نظر ڈالئے۔ ان کی بنیادیں ظلم اور استعماری مزاج پر قائم ملیں گی اب جب کہ تمام دنیا کے ممالک ان سے اپنی گردنیں چھڑاتے چلے جا رہے ہیں۔ انہوں نے ترقی پذیر یا غریب ملکوں کو اپنے صنعتی چنگل میں اس بُرے طریقے سے جکڑا ہے کہ انہیں کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ جس پر چل کر وہ اپنی جانیں ان لٹیروں سے چھڑا سکیں۔

نت نئے سائنسی اسلحے کی ایجاد نے غریب اقوام کے درمیان عدم اعتماد کی ایسی فضا قائم کر کے رکھ دی ہے کہ وہ اپنی ترقی کے بارے میں تو خیر کیا سوچیں گے۔ اپنی بقاء کے بارے میں ہی الجھ کر رہ گئے ہیں۔ خام مال پیدا کر کے ترقی یافتہ اقوام کو کوڑیوں کے مول دینا اور پھر اسی مال کو سونے کے بالعوض تیار شکل میں خریدنے کے بیرحم عمل نے غریبوں کو اور غریب اور امیروں کو اور امیر بنا دیا ہے۔

اسلام اسے ظلم سے تعبیر کرتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں ارتکاز سرمائے کی اصل وجہ یعنی ظلم پر زور دیا گیا ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ موجودہ دور میں ارتکاز سرمایہ بغیر ظلم کے ہو ہی نہیں سکتا تو شاید کچھ غلط نہ ہو ظلم کے نتیجے میں سرمایہ دار بننے والوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے ضمیر کی امید رکھنا۔ اگر حماقت نہیں تو پھر اور کیا ہے۔ قرآن حکیم میں مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔

"ہم نے جب کبھی کسی بستی میں ڈرانے والا (رسولؐ) بھیجا تو اس کے (بستی کے) خوشحال لوگوں نے یہ ہی کہا کہ ہم تو اس چیز کا انکار کرتے ہیں جسے لے کر تم بھیجے گئے ہو۔" (سباء ۳۴)

مندرجہ بالا قرآنی آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جب بھی اللہ نے کسی رسولؐ یا پیغمبر کو اس دنیا میں نیکیاں پھیلانے کے لئے بھیجا اور اس نے دنیا میں آکر دنیا کو رشد و ہدایت سے نوازا۔ اس کی مخالفت اگر کسی نے کی تو وہ وہ لوگ تھے جنہوں نے سرمائے کو ظلم و ستم کے ذریعے جمع کیا اور اس سے معاشرے میں خوشحال ہوئے۔ خدا کے روانہ کردہ یہ رسولؐ جن کے ستم و ظلم کے ہدف بنے وہ یہ ہی دولت کے پجاری سرمایہ دار تھے۔ یہ ہی تاریخ انسانی ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ پاک فرماتے ہیں کہ جب ان بستیوں کے رہنے والے سے یہ سوال کیا جائے گا۔ کہ آخر کار تم نے کیوں رسولوں اور پیغمبروں کی اتباع (فرمانبرداری) سے گریز کیا جب کہ رسولوں نے تمہیں خوب کھول کھول کر راہ حق بتادی تھی۔ تو ان بستیوں کے لوگ کہیں گے۔

"اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنی قوم کے بڑے لوگوں کی پیروی کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا۔ اے ہمارے پروردگار! ان (سرداروں اور بڑے) لوگوں کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت کر"۔ (الاحزاب ۶۷-۶۸)

اس آیات مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ روز قیامت یہ ہی لوگ ہوں گے۔ جو عامۃ الناس کو راہ راست سے بھٹکا دینے کے جرم عظیم پر اللہ کے غیض و غضب کا شکار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے اور پھر جن لوگوں کو یہ سرمایہ دار و ڈیرے جاگیر دار آج حقیر سمجھتے ہیں یا ماضی میں جن کو حق تک نہیں پہنچنے دیا گیا ہے وہ اس روز جب سزا اور جزا کا معاملہ درپیش ہوگا تو یہ مجبور اور کمزور لوگ اللہ جو حاکم اعلیٰ ہے سے درخواست کریں گے کہ ان ظالمین کو سزا دی جائے۔

یہ ہی نہیں متعدد دیگر آیات میں سرمایہ داروں اور ان طاقتوروں کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ اور سونے اور چاندی کے ڈھیروں پر مسند افروز ہونے والے ان افراد کے لئے دردناک عذاب کی بشارت دی گئی ہے قرآن حکیم میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

"ایسے ناشکر مخالف کو جہنم میں جھونک دو جو غریبوں کو دولت سے محروم کرنے والا، زیادتی کرنے والا اور دین کی حقانیت کے بارے میں شک کے شبہ میں مبتلا ہے۔" (ق ۔ ۲۴۔۲۵)

آگے چل کر حکم دیا گیا کہ ایسے لوگوں کا حکم ہرگز نہ مانو جو غریبوں کو دولت سے محروم کر دیتے ہیں اور ان پر ظلم کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

"بہت بڑھ بڑھ کر قسمیں کھانے والے بے وقعت و کمینہ طینیت انسان کی بات نہ مانو، جو عیب کرنے والا اور چغل خور ہے نیز دولت سے غریبوں کو محروم کرنے والا، زیادتی کرنے والا اور حق تلفی کرنے والا ہے۔"

(القلم ۔ ۱۰ تا ۱۲)

یہ قرآنی آیات حقیقت یہ ہے کہ اس امر کی جانب اشارہ کرتی ہیں کہ کوئی بھی سرمایہ دار دوسرے کے حقوق سلب کرنے کے بعد ہی درحقیقت سرمایہ دار بن سکتا ہے غریبوں کی ہی دولت ہوتی ہے جو سرمایہ داروں کے پاس ان کے ظلم کی بنا پر اکٹھی ہو جاتی ہے اس اکٹھی کی جانے والی دولت کو بھی اللہ کے حکم کے موجب خرچ نہیں کیا جاتا ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن حکیم میں اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اور جو لوگ خزانہ بنا کر رکھتے ہیں سونے اور چاندی کو اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دیدو جس روز کہ اس مال پر جہنم کی آگ دھکائی جائے گی۔ پھر اس سے داغی جائیں گی ان کی پیشانیاں، پہلو، ان کی پیٹھ (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے واسطے گاڑ رکھا تھا اور چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا"

(توبہ۔ ۳۴ ۔ ۳۵)

یہ ہی نہیں ایک اور مقام پر قرآن حکیم میں اللہ فرماتا ہے۔

"جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں۔ وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے۔ نہیں یہ ان کے حق میں نہایت بُری ہے جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں۔ وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔" (آل عمران۔ ۱۸۰)

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اسلامی ریاست کے تحت قائم کردہ نظام میں اس کی اجازت نہیں کہ سرمایہ اکٹھا کیا جائے جیسا کہ ہم سب ہی جانتے ہیں اور پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ سرمایہ اکٹھا ہی ایک ایسی صورت میں ہو سکتا ہے اور وہ ہے ظلم۔

قدم قدم پر مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ سرمائے کو اکٹھا مت کرو اس لئے کہ اس کو جمع صرف اس صورت میں ہی کیا جا سکتا ہے جب ظلم روا رکھا جائے۔ لوگوں کے حقوق تلف کئے جائیں اور حقوق دبا لیئے جائیں۔ اسی لئے ہر جگہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ تم سرمائے کو منجمد نہ کرو۔ اسے گردش میں رکھو اور لوگوں کی فلاح کے لئے خرچ کرو۔ سب سے زیادہ زور مجبوروں بے کسوں اور بے بسوں کے حقوق ادا کرنے پر دیا گیا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ مومنوں کے سلسلے میں فرماتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اور ہم نے انہیں جو کچھ دے رکھا ہے اس میں سے یہ اللہ واسطے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ خزانہ غیب میں ایسے لوگوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان پوشیدہ رکھا گیا ہے ان اعمال کے بدلے جو انہوں نے دنیا میں کئے۔ (سورہ سجدہ۔ ۱۷)

اللہ نے جس طرح خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اگر لوگ اپنے مال کو اس کے حکم کے مطابق خرچ کریں تو اللہ نے اس کے صلہ میں انہیں جو کچھ آخرت میں عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ مخفی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اشارۃً فرمایا گیا۔ کہ وہ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہے یعنی انسان کے گمان سے بھی زائد۔ یہ بھی نہیں کہ اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کردہ مال کی واپسی کی ضمانت بھی اللہ نے دی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا۔

کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے تو پھر اللہ اس کو کئی گناہ کرکے لوٹائے اور مزید برآں اسے معقول بدلہ بھی ملے۔" (الحدید۔ ۱۱)

آگے چل کر فرمایا۔

"صدقہ دینے والے مرد اور عورتیں جنہوں نے اللہ کو قرض حسن دیا۔ اس کو وہ کئی گناہ کرکے ادا کرے گا۔ نیز ان کے لئے اس نیکی کا مناسب اجر الگ سے ہوگا۔" (الحدید۔ ۱۸)

اللہ کی راہ میں یعنی اللہ کے حکم کے بموجب خرچ کرنے کو اللہ نے ایک ایسی تجارت سے تعبیر کیا ہے جس میں کبھی کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

"اور خیرات میں جو مال تم خرچ کرتے ہو وہ تمہارے اپنے لئے ہے۔ آخر تم اسی لئے تو خرچ کرتے ہو کہ اللہ کی رضا حاصل ہو تو جو کچھ مال خیرات میں خرچ کردگے اس کا پورا پورا اجر تمہیں دیا جائے گا۔ اور تمہاری حق تلفی ہرگز نہ ہوگی۔" (البقرہ۔ ۲۷۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ فرماتا ہے ۔

" اور دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور وہ ان خدا ترس لوگوں کے لئے مہیا کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ خواہ بدحال ہوں یا خوش حال ہوں اور جو غصہ کو پی جاتے ہیں۔ اور دوسروں کے قصور کو معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں"

(آل عمران - ۱۳۳-۱۳۴)

مندرجہ بالا آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اسلامی ریاست میں سرمایہ دار کو اسی صورت میں پسند کیا جاتا ہے یا اسے مقام افضلیت حاصل ہوتا ہے جب وہ اپنے مال کو اپنا مال نہ سمجھے بلکہ اپنے آپ کو ایک امین تصور کرے اور جو مال اسے حاصل ہے اسے اللہ کے حکم کے مطابق اس کی رضا کی خاطر خرچ کرے۔ یہ ہی نہیں قرآن حکیم میں فرمایا گیا کہ اگر تم (سرمایہ داروں) نے ایسا نہ کیا یعنی اپنے مال کو اللہ کی راہ میں اس کے حکم کے مطابق خرچ نہیں کیا تو پھر تمہاری ہلاکت یقینی ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔

" اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔" (البقرہ - ۱۹۵)

سرمایہ دار کو قرآن حکیم میں متنبہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ مال جو تمہاری تحویل میں ہے یہ دراصل تمہارا امتحان ہے یہ تم کو دیا ہی اس لئے گیا ہے کہ تمہارا امتحان لیا جائے کہ تم اس کو اس طرح خرچ کرو گے جس طرح تمہاری پسند میں آیا۔ یا پھر اس طرح خرچ کرو گے جس طرح تم کو اس کے اصل مالک (اللہ) نے حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" تمہارا مال و دولت اور تمہاری املاک درحقیقت سامان آزمائش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور (اگر اس فتنہ میں پھنس نہ جاؤ بلکہ صحیح روش پر قائم رہو تو تمہارے لئے) اللہ کے پاس اجر عظیم ہے پس جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور بات سنو اور اطاعت کرو۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو کہ اس میں تمہارا ہی بھلا ہے اور جو اپنے طبیعت کے حرص و بخل سے بچا رہا وہی حقیقی کامیابی کا منہ دیکھ سکے گا۔ (التغابن۔ ۱۴ تا ۱۶)

ایک اور مقام پر حکم دیا جاتا ہے۔

"جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت اس کے سر پر آ کھڑی ہو۔ تو اس وقت وہ کف افسوس ملتا ہوئے بولے۔ "پروردگار! مجھے تھوڑی مدت کے لئے مہلت دی ہوتی کہ میں کچھ صدقہ کرتا اور نیک و کار ہوتا تو پھر اللہ ایک لمحہ کی مہلت بھی نہیں دیتا۔ اور ہرگز نہیں دیتا۔" (المنافقون۔ ۱۰۔۱۱)

مندرجہ بالا قرآنی احکامات سے یہ بات سامنے آئی کہ یہ مال و دولت جو سرمایہ داروں کے قبضہ قدرت میں ہے دراصل بے انتہا مختصر عرصے کے لئے ہے اس عرصے کے اندر اندر مسلمان کو چاہیئے کہ اس مال کو اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کر دے۔ اگر احکامات کی پابندی کی تو پھر اللہ کے محبوب بندوں میں ایسے سرمایہ داروں کا شمار ہوگا۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر آخر کار اللہ رب العزت اس سرمائے کو کس طرح یا کہاں خرچ کروانا چاہتا ہے ہم سب جانتے ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مال سے محبت ہی انسان کو معاشی تگ و دو میں مصروف رکھتی ہے اسلام ایک انسان سے دراصل اس معاشی تگ و دو کی نہ صرف توقع رکھتا ہے بلکہ حکم دیتا ہے کہ ہر حالت میں معاشی سرگرمیوں میں مصروف رہے اور خوب کمائے لیکن اس کمائی میں اس کا صرف اسی قدر حق ہے کہ وہ اپنی جائز ضروریات کو پورا کرے اس فرد کو قرآن حکیم نے اس سوال کے جواب میں کہ آخر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا خرچ کیا جائے اور کس طرح خرچ کیا جائے حکم دیا۔

"لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو، اپنے والدین پر، رشتہ داروں پر، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو اور جو بھلائی بھی تم کرو گے، اللہ اس سے باخبر ہوگا۔

(البقرہ۔ ۲۱۵)

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"تم میں جن لوگوں کو مال اور مالی فراخی نصیب ہے ان کے لئے مناسب نہیں کہ قرابت داروں، مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو اعانت نہ کرنے کی قسم کھا بیٹھیں ان کو چاہیئے کہ عفو و درگزر کی پالیسی، اختیار کریں۔ کیا تم کو یہ نہیں پسند کہ اللہ تمہاری خطائیں بخش دے"

(النور۔ ۲۲)

جس کو اللہ نے سرمایہ دار بنایا ہے اس کے لئے قرآن حکیم میں اللہ حکم دیتے ہیں۔ کہ اس طرح حاجت مندوں کی حاجت کو رفع کرے کہ کسی کو بھی پتہ نہ چلے اس طرح اس کی عزت و آبرو سلامت رہے اور پھر دینے والے کو بھی گھمنڈ اور بے جا غرور کی بیماری لاحق نہ ہو۔ اللہ فرماتا ہے۔

"اگر اپنے صدقات علانیہ دو تو یہ بھی اچھا ہے لیکن اگر چھپا کر حاجت مند کو دو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے (البقرہ۔ ۲۷۱)

نبی کریمؐ نے اس شخص کا ذکر نہایت احسن تعریف کے انداز میں فرمایا جس نے "صدقہ دیا تو ایسا چھپا کر دیا کہ بائیں ہاتھ کو بھی پتا نہیں چلا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔" (متفق علیہ)

حضور اکرمؐ سے جب صحابہ کرامؓ نے دریافت فرمایا کہ ہم کتنا خرچ کریں تو آپؐ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے کہا کہ۔

"اے ابنِ آدم! تیرے لئے ضرورت سے زائد مال کا خرچ کر دینا بہتر ہے اور اسے روکے رکھنا بُرے نتائج کا حامل ہے"

(روایت حضرت ابوامامہؓ۔ مسلم ترمذی)

حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

"جو رزق تجھے عطا کیا گیا ہے اسے چھپا کر نہ رکھ اور جو کچھ تجھ سے مانگا جائے اس میں بخل سے کام نہ لے"۔ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ! یہ کیسے ہو سکے گا؟ آپؐ نے فرمایا "یا تو یہ روش اختیار کرنی ہوگی۔ یا جہنم کا ایندھن بننا پڑے گا۔"

رب ذوالجلال قرآن میں فرماتے ہیں۔

"اے نبیؐ! میرے جو بندے ایمان لائے ہیں ان سے کہہ دو کہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اسی میں سے کھلے چھپے راہ خیر میں خرچ کریں، قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوست نوازی ہو سکے گی"۔ (ابراہیم۔ ۳۱)

حضرت ابوذر غفاریؓ نے کہا کہ ایک دن حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

"مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ میرے پاس اُحد جتنی دولت ہو اور میں اُسے راہ خدا میں خرچ بھی کرتا رہوں لیکن مروں تو اس میں دو قیراط (بلا خرچ کئے ہی) چھوڑ جاؤں"۔ (بخاری، ترمذی، نسائی)

اسلام خرچ کرنے پر اس واسطے زور دیتا ہے کہ مبادا سرمایہ ایک ہی مقام پر رک کر نہ رہ جائے اور جس کے باعث پورے معاشرے پر چند افراد قابض ہو جائیں قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"تاکہ مال تمہارے مالدار لوگوں ہی کے درمیان چکر لگاتا نہ رہ جائے"
(الحشر۔ ۷)

مالداروں کے اس عمل کی وجہ بیان کرتے ہوئے قرآن قدم قدم پر محتاجوں اور بے کسوں کی مدد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"ان کے اموال میں محروم اور (ضرورت مندوں) سوال کرنے والے کا بھی حق ہے" (معارج۔ ۲۴، ۲۵)

خلفائے راشدین کے بعد کے زمانے میں خلافت ملوکیت میں تبدیل ہوئی اور سرمایہ داری کی لعنت نے وبا کی شکل اختیار کر لی۔ دولت کبھی اکیلی ہی نہیں آتی جس معاشرے میں دولت آتی ہے وہاں دیگر معاشرتی برائیاں بھی جنم لیتی ہیں۔ خوشامدی قصیدہ خوانوں کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ خلفائے راشدین کے بعد جو دور ہمیں درخشاں و تابندہ نظر آتا ہے وہ ہے عمر ثانی کا زمانہ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں مشہور قصیدہ خواں جریر اُن کی شان میں قصیدہ لکھ کر لایا اور پیش کیا۔ آپ نے سن کر جو سوال اس سے کئے وہ یہ تھے۔ یہ بتا کیا تو مہاجرین میں سے ہے کہ جو کچھ ان کی اولادوں کو دیا جاتا ہے تجھے بھی مل جائے اگر تو انصار میں سے ہے تو جو انصار کی اولاد کو دیا جاتا ہے تجھے بھی مل جائے یا تو غریب مسلمانوں میں سے ہے کہ تجھے بھی صدقہ مل جائے۔

جریر نے جواب دیا میں کسی ایک طبقے سے بھی نہیں ہوں۔ آپؒ نے فرمایا تو پھر اللہ کے مال میں سے تیرا کوئی حق نہیں نکلتا۔ جہاں تک میرے عطا کرنے کا تعلق ہے تو پہلے میں دیکھوں کہ میرے اور میرے اہل و عیال کے لئے سال بھر کے لئے کتنا کافی ہوگا۔ اتنا محفوظ کر لوں اور جو فاضل بچے وہ تجھے دیدوں جریر نے کہا نہیں امیر المومنین میں راضی خوشی جاتا ہوں۔ جریر کے جاتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: "اس کے شر سے بچنا چاہیئے پھر کچھ خیال آیا تو اسے بلوایا، اور پھر اس سے کہا: "میرے پاس چالیس دینار اور دو جوڑے کپڑے ہیں۔ جب ایک میلا ہو جاتا ہے تو دوسرا پہن کر پہلے والے کو دھو لیتا ہوں۔ میں ان چیزوں کو اپنے اور تمہارے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر لیتا ہوں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے اس کی ضرورت تجھ سے زیادہ ہے" جریر نے آپ کی اس عطا کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور راضی خوشی چلا گیا۔ (عدل اجتماعی ص ۴۸۹)

مندرجہ بالا بحث اور قرآنی احکامات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلام میں انفرادی ملکیت کا مزاج موجودہ آزاد معاشرے کے مقابلے میں قطعی طور پر مختلف ہے موجودہ سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ دار کو یہ حق حاصل ہے کہ پورا معاشرہ چاہے بھوکا مرتا رہے یا ایڑیاں رگڑتا رہے۔ بھوک ہو یا افلاس وہ نہ کسی طرف دھیان دے اور نہ ہی کسی کو دیکھے۔ اس کے برخلاف اسلام میں انفرادی ملکیت کا مزاج مختصراً یہ ہے کہ۔

۱۔ دولت کی اصل مالک جماعت ہے، اپنی عمومی حیثیت میں۔

۲۔ ذاتی ملکیت ایک مشروط اور پابند ذمہ داری ہے۔

۳۔ دولت کی بعض شکلیں عام اور مشترک ملکیت شمار ہوتی ہیں، کسی فرد واحد کو ان پر قبضہ کا حق نہیں اس سے سب لوگ شرکت کے اصول پر مستفید ہوں گے۔

۴۔ دولت کا ایک حصہ جماعت کا حق ہے جو اس کی طرف لوٹ جائے گا۔ تاکہ وہ اس کو متعین گروہوں تک پہنچا دے جو اس کے محتاج ہیں تاکہ اس کا اور اس کے ساتھ ہی جماعت کا حال درست اور بہتر ہو سکے۔

اسی مفہوم کو قرآن حکیم نے سورہ نحل میں ارشاد کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری دی ہے پھر ایسا نہیں ہوتا کہ جس کو زیادہ روزی دی گئی ہے وہ اپنی روزی کو اپنے زیر دستوں (ماتحتوں) پر لوٹا دیں۔ کہ اس روزی میں وہ سب کے سب برابر ہو جائیں۔ پھر کیا یہ اللہ کی نعمتوں کے صریح منکر نہیں ہو رہے ہیں"

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ سورہ بقرہ کی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اور جب تک کسی شئے پر ایک شخص کا قبضہ تام تر یعنی مستقل باقی رہے۔ اس اس وقت تک کوئی اور اس میں دست درازی نہیں کر سکتا۔ ہاں مگر مالک کو چاہیئے کہ اپنی حاجت (ضرورت) سے زائد پر قبضہ نہ رکھے۔ بلکہ اس کو اوروں کے حوالے کر دے۔ کیوں کہ حقیقت یہ ہے کہ اوروں کے حقوق اس کے ساتھ متعلق ہیں یہ ہی وجہ ہے کہ مال کثیر ضرورت سے زیادہ جمع رکھنا بھی بہتر نہیں۔ (اسلام کا اقتصادی نظام مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری ص۴۵)

حضور اکرمؐ نے اپنی مختلف حدیثوں میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ ضرورت سے زیادہ جو کچھ بھی ہے تمہیں نہ تو اس پر تصرف کا حق ہے اور نہ ہی مال تمہارا ہے بلکہ اس پر ان لوگوں کا حق ہے جو غریب ہیں کمزور ہیں حاجت مند ہیں۔ یہ ہی نہیں بلکہ یہ درحقیقت تمہارے لئے ایک ایسا وبال ہے جس کے ذریعے قدرت مسلمانوں کا امتحان لے رہی ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرمؐ نے حکم دیا۔

"جس شخص کے پاس قوت و طاقت کے سامان اپنی حاجت سے زائد ہوں اس کو چاہیئے کہ اس فاضل سامان کو کمزور کو دے دے اور جس شخص کے پاس سامان خورد و نوش حاجت سے زائد ہو اس کو چاہیئے کہ فاضل سامان نادار حاجت مندوں کو دیدے"۔ ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ حضور اکرمؐ اس طرح مختلف انواع مال کا ذکر فرماتے تھے حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کر لیا کہ ہم میں سے کسی شخص کو اپنے فاضل مال پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں ہے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام۔ صـ۴۶)

اسی سلسلے میں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔

"جس بات کا مجھے آج اندازہ ہوا ہے اگر اس کا پہلے سے اندازہ ہو جاتا تو میں کبھی تاخیر نہ کرتا اور بلاشبہ ارباب ثروت (مالداروں) کی فاضل دولت لے کر فقراء مہاجرین میں بانٹ دیتا"۔ (اسلام کا اقتصادی نظام)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

"ابو طلحہؓ مدینہ کے انصاریوں میں سب سے زیادہ مالدار تھے۔ اور ان کا سب سے زیادہ محبوب مال بیرحا (کھجوروں کا باغ) تھا جو مسجد نبوی کے قریب اور سامنے تھا۔ رسول اکرمؐ وہاں تشریف لے جاتے اور وہاں کا شیریں پانی پیتے پھر جب قرآن کی یہ آیت "تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے۔ اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں۔" (آل عمران۔ ۹۲) نازل ہوئی۔ آپ ابو طلحہؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب (قرآن) میں یہ فرماتا ہے اور میں اپنے مال میں سب سے زیادہ پسند اپنے باغ (بیرحا) کو سمجھتا ہوں اور آج سے یہ اللہ کے نام صدقہ (وقف) ہے۔ اب آپ مختار ہیں جس طرح چاہیں اس میں تصرف فرمائیں۔ آپ نے (رسول اکرمؐ) ان ہی کے عزیزوں اقربا میں اس کی آمدنی کو وقف کر دیا۔ (بخاری)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے اہل دولت کے اموال پر ان کے غریبوں کی معاشی،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حاجت کو بدرجہ کفایت پورا کرنا فرض کر دیا ہے پس اگر وہ بھوکے ننگے یا معاشی مصائب میں مبتلا ہوں گے۔ وہ محض اس لئے کہ اہل ثروت اپنا حق ادا نہیں کرتے اور اس لئے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی باز پرس کرے گا۔ اور اس کو تباہی پر ان کو عذاب دے گا۔

(ابو عبیدؓ۔ کتاب الاموال صـ ۵۹۵)

مشہور محدث ابن حزم ظاہریؒ فرماتے ہیں۔

"اور ہر ایک بستی کے ارباب دولت کا فرض ہے کہ وہ فقراء اور غربا کی معاشی زندگی کے کفیل ہوں اور اگر حکومت کی آمدنی ان غربا کی معاشی کفالت کو پوری نہ ہوتی ہو۔ تو سلطان (فرمانروا) ان ارباب دولت کو اس کفالت کے لئے مجبور کر سکتا ہے۔ (یعنی ان کے فاضل مال سے یہ جبرے کر فقراء کی ضروریات میں صرف کر سکتا ہے اور ان کی زندگی کے اسباب کے لئے کم از کم یہ انتظام ضروری ہے کہ ان کی ضروری حاجت کے مطابق روٹی مہیا ہو۔ پہننے کے لئے گرمی اور سردی دونوں موسم کے لحاظ سے لباس فراہم ہو اور رہنے کے لئے ایک ایسا مکان جو ان کو بارش، گرمی دھوپ اور سیلاب جیسے امور سے محفوظ رکھ سکے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام صـ ۴۸)

حضرت عمرؓ نے ارض خیبر کی جاگیر کو جو ان کے حصہ میں آئی تھی اللہ کے نام پر وقف کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو وقف کرتے وقت فرمایا۔

"اس زمین کو نہ خرید و فروخت کیا جائے اور نہ وراثت اس میں جاری ہو اور نہ ہبہ کیا جائے۔ فقراء، اقربا، غلاموں کی آزادی، کارہائے خیر اور مہمانوں کے لئے اس کی آمدنی خرچ کی جائے اور جو اس کا متولی ہو وہ اس سے مناسب طور پر اپنا روزینہ (اُجرت) لے سکتا ہے اور ذخیرہ کئے بغیر اپنے دوست کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھی مناسب طریق پر کھلا سکتا ہے۔" (بخاری مسلم، ترمذی)

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

"اور صبح کے وقت وہ (مومن) اللہ سے معافی طلب کرتے ہیں۔ اور ان کے مالوں میں حق ہے مانگنے والوں کا اور معاشی زندگی سے ہارے ہوؤں کا

(الذاریات)

دوسری جگہ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

"اور وہ جو اپنی نمازوں پر قائم ہیں اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے سائل کے لئے اور (معاشی زندگی سے) ہارے ہوئے کے لئے۔ (المعارج)

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں

"غریبوں اور بیواؤں کی خدمت کرنے والا وہی درجہ رکھتا ہے۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا یا رات بھر نماز پڑھنے اور دن بھر روزہ رکھنے والے کا ہے۔" (مسلم بخاری، ترمذی)

مندرجہ بالا صورت میں اسلامی معاشرے میں انسان کو آزادی ہے کہ وہ مال کمائے اور خرچ کرے۔ لیکن اسے یہ اجازت ہرگز نہیں کہ مال کو ناجائز طریقے کے ذریعے جس سے پورے معاشرے کو تکلیف برداشت کرنی پڑے یا پھر اس کو خرچ اس انداز سے کرے کہ معاشرہ احساس محرومی کا شکار ہو جائے۔

اسلام میں دولت کو جمع کر کے اس پر سانپ بن کر بیٹھ جانے کی اجازت نہیں۔ کہ معاشرے کو دولت کے اس ارتکاز کے باعث تکلیف ہو۔ ارشاد نبویؐ ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احتکار (سرمائے کو اکٹھا کرنے والا) کرنے والا خطاکار ہے اور ایک جگہ فرمایا کہ اس پر خدا کی پھٹکار ہے"۔

(مشکوٰۃ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور اکرمؐ کی مشہور حدیث ہے۔

"اللہ رب العزت اس بستی سے حفاظت و نگرانی کا وعدہ ختم فرما دیتے ہیں جس بستی میں کسی شخص نے اس حال میں رات بسر کی کہ وہ رات بھر بھوکا رہا۔ (مسند احمد)

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں۔

ایک دن میں رسول اکرمؐ کے ساتھ تھا۔ آپ اُحد کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ "ابوذر!" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ لبیک"۔ آپ نے فرمایا۔ "آج جو لوگ زیادہ رکھتے ہیں کل قیامت کے دن وہی مفلس ہوں گے بجز ان کے جو ایسا کریں۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ دائیں بائیں اور سامنے پیچھے چلاتے ہوئے کہا۔ اور ایسے لوگ کم ہی ہوں گے" پھر آپ نے فرمایا "ابوذرؓ!" میں نے عرض کیا ہاں اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان (ارشاد ہوا) آپ نے فرمایا مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ میرے پاس اُحد جتنی دولت ہو اور میں اسے راہ خدا میں خرچ بھی کرتا ہوں۔ لیکن مروں تو اس میں دو قیراط بلا خرچ کئے ہی جاؤں۔ "میں نے عرض کیا" رسول خدا آپ کی مراد کیا دو قنطار سے ہے؟" آپؐ نے فرمایا" نہیں نہیں دو قیراط" پھر آپؐ بولے "ابوذر! تم زیادہ کی طرف جاتے ہو اور میں کم کی طرف۔"

(بخاری۔ مسلم، ترمذی، نسائی)

مندرجہ بالا احادیث و احکامات ربانی سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اسلامی معاشرے میں سرمایہ دار پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی دولت سے گھوڑے اڑانے کی بجائے۔ اپنے شہر ملک اور دنیا کی ایسی اقوام پر نظر رکھے جو غریب ہیں محروم ہیں اور لاچار ہیں۔ اور وہ دنیا ہی میں بنیادی ضروریات سے محرومی کی بناء پر ایسی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جسے ہم کسی بھی طرح انسانوں کی زندگی قرار نہیں دے سکتے یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے جس کو اگر واقعتاً صدق دل کے ساتھ ہمارے ہاں کے سرمایہ دار انجام دیں تو پھر سرمایہ داری باقی نہ رہیں گے اور اسی بنا پر اللہ کے رسولؐ نے احتکار کرنے والے کو خطاکار" کہا ہے۔

اس کے ساتھ ہی البتہ درجات بنا دیئے گئے ہیں۔

ا۔ سب سے پہلے اپنے عزیز و اقارب کی مدد کی جائے اور پھر دوستوں کی۔

ب۔ پڑوسیوں اور اہل محلہ کی۔ ج۔ اپنے قصبہ دیہات یا شہر کی جس میں خود مقیم ہوں

د۔ اور اس کے بعد اپنے ملک کی پھر جب اس سے مال بچ جائے تو پھر دیگر ممالک کی۔

یقیناً ان فرائض کی ادائیگی کو پورا کرنے والے کے پاس مال و دولت کا اکٹھا رہنا ہی ناممکن ہے اس کے برخلاف وہ لوگ جو اپنے فرائض سے جو اسلامی معاشرے میں ان پر عائد ہوتا ہے پہلو تہی کریں گے۔ وہ یقیناً آخرت میں جواب دہی اور مواخذہ کے لئے تیار رہیں جہاں کوئی ان کی مدد کو نہیں آئے گا۔

اسلام کے تحت قائم کردہ ریاست میں ہر ایک کا مقام یکساں ہے اور کسی کو کسی پر سوائے اس کے تقویٰ کے کوئی فضیلت نہیں۔ نہ اس کی رنگت کی کچھ قدر و قیمت ہے نہ ہی اس کی برادری کی۔ نہ ملک کی بنیاد پر کوئی کسی سے زیادہ عزت و عظمت والا ہے البتہ جو جتنی زیادہ نیکیاں کرے وہ ہی ممتاز و افضل ہے۔

اسلام کی روح کو اگر صحیح طور پر۔ دیکھنا مقصود ہو تو پھر آپ خلفاء راشدین کے دور کو دیکھ لیجئے آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔ حضرت عمرؓ کا زمانہ ہے۔ آپ کا مزاج اور آپ کے بارے میں کون نہیں جانتا۔ آپ کسی بھی امیر اور ایک عام انسان کے بارے میں نہ تو تفریق کرتے اور نہ ہی تفریق کو پسند فرماتے جب بھی ایسا معاملہ دیکھتے تو برہم ہو جاتے اور اس کی تہدید فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عتبہ بن فرقدؓ نے آپ کی خدمت میں نہایت تکلف کے ساتھ ایک لذیذ غذا بھیجی۔ آپؓ نے فرمایا "کل مسلمان یہ ہی کھاتے ہیں؟" جواب ملا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں، بولے تو پھر مجھے نہیں چاہیئے اور پھر اس کے بعد ان کو لکھا کہ یہ "تمہاری اور تمہارے باپ کی کمائی نہیں ہے تمام مسلمانوں کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور عیش پرستی سے بچو"۔

(اسوہ صحابہ جلد دوم ص ۱۱)

حضرت عمرؓ کی خواہش تھی کہ اگر ان کو موقع ملا تو وہ اپنی حیات میں ہی مندرجہ ذیل کام کر جائیں گے۔ لیکن آپ کی یہ خواہش آپ کی شہادت کے باعث پوری نہ ہو سکی۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

۱۔ جب مجھے اپنے پہلے فیصلے پر نظر ثانی کا موقع ملا تو میں دولت مندوں سے ان کی فاضل دولت لے کر حاجتمندوں میں تقسیم کر دوں گا۔

۲۔ اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو سارے ملک کا دورہ کروں گا اور وظائف کا اصول حضرت ابوبکرؓ کی طرح مساوات پر مبنی کر دوں گا۔

۳۔ اس مساوات میں یہ نہیں کروں گا کہ بلند لوگوں کو پست لوگوں کی جگہ پر لے آؤں، بلکہ پست لوگوں کو بلند لوگوں کی سطح پر لے جاؤں گا اور اس طرح آخری آدمی سے ملا دوں گا۔

۴۔ یہ کچھ اس طرح کروں گا کہ کوئی شخص بھی ایسا نہ رہے جس تک گھر بیٹھے اس کا رزق نہ پہنچ جائے اگرچہ اس نے کوئی کام بھی نہ کیا ہو۔ اور کوئی مشقت بھی نہ اٹھائی ہو۔ (قومی ڈائجسٹ فاروق اعظم نمبر ص ۱۸۶)

★۔ حضرت علیؓ اپنے پہلے خطبے میں تقسیم عطایا کے باب میں فرماتے ہیں۔

"سنو! رسول اکرمؐ کے صحابیوں میں سے مہاجر ہوں یا انصار جو شخص بھی صحبت کی بنا پر یہ رائے رکھتا ہو کہ اسے دوسرے لوگوں پر فضیلت حاصل ہے اسے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ فضیلت کل کو اللہ کے یہاں کام آئے گی۔ اور اس کا اجر و ثواب بھی وہی دے گا۔ خوب سمجھ لو کہ جس شخص

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کی دعوت پر لبیک کہی، ہماری ملت کی تصدیق کی، ہمارے دین میں داخل ہوا۔ اور ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کیا اس نے اپنے اوپر اسلام کے حقوق و فرائض عائد کرلئے در اصل تم سب اللہ کے بندے ہو اور یہ مال اللہ کا ہے تمہارے درمیان مساوی تقسیم کیا جائے گا۔ اس کے معاملے میں کسی کو کسی دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں البتہ متقی لوگوں کے لئے اللہ کے پاس بہترین جزا ہے۔" (عدل اجتماعی ص ۴۷۹)

ایک مرتبہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں قبیلہ مفر کے لوگ پیش ہوئے ان کے چہرے فاقہ زدہ ہونے کے باعث مرجھائے ہوئے تھے آپؐ نے جب یہ دیکھا تو آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہوگیا۔ حجرہ مبارک میں داخل ہوئے اور پھر باہر آکر صحابہؓ کے سامنے سورہ نساء اور سورہ حشر کی آیات پڑھ کر سنائیں جن کا مطلب یہ ہے "اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو وہ امیر و کبیر ہوں یا فقیر و صغیر" ایک انسان آدم ہی سے پیدا کیا ہے اور اس لئے سب ہی بنی آدم ہیں اور یہ انسان کو خدا سے ڈرنا چاہیئے کہ وہ کل قیامت کے دن خدا کے سامنے کیا لے جا رہا ہے"۔ (جریرؓ۔ اسلام کا اقتصادی نظام ص ۱۶۲)

اس واقعہ سے ہم بخوبی اسلام کی مرضی کو سمجھ سکتے ہیں اسلام در اصل کسی قیمت پر نہ تو مسلمانوں کی دلازاری کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی کسی کو گھمنڈ کی اس کے برخلاف آج کے ممالک پر نظر ڈال جایئے یہ امیر ترین ممالک جو اپنے آپ کو بلندیوں کے اجارہ دار سمجھتے ہیں اور دنیا کے تمام معاشی وسائل پر نہ صرف دسترس رکھتے ہیں بلکہ اس پر اپنی بالادستی یا اجارہ داری قائم رکھنے کو اپنا فرض عین سمجھتے ہیں۔ ان ممالک کی پوری کی پوری معیشت کا دارومدار ان ممالک کے سرمایہ داروں کے قائم کردہ اس نظام پر منحصر ہے جس کا تانا بانا ہی ظلم پر مبنی ہے آج بھی افریقہ کے اور ایشیا کے غریب ممالک میں بسنے والے محنت کش روزگار سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محروم فاقہ کشی میں مبتلا ہیں۔ اور دوسری جانب ان اقوام کی فاقہ کشی کا علم رکھنے کے باوجود لاکھوں ٹن گیہوں محض اس نیار پر نظر آتش کر دیا جاتا ہے کہ اگر اسے مارکیٹ میں لاکر فروخت کر دیا گیا تو اس سے مارکیٹ میں نرخ متاثر ہونگے یہ ہے موجودہ سرمایہ دارانہ نظام آپ اس سے قبل اسلام کے سرمایہ دارانہ نظام اس کی مرضی اور منشا کے بارے میں پڑھ چکے ہیں ان دونوں کا موازنہ کر لیجئے ایک کا کام تو یہ ہے کہ ظلم اور ستم اور لوگوں کی ہلاکت کے ذریعے سرمائے کو اکٹھا کیا جائے۔ اور دوسری جانب سرمایہ دار دراصل سرمایہ دار ہی نہ ہو بلکہ ایک ایسا شخص ہو جس کے ذمے یہ کام لگا دیا گیا ہو کہ وہ کہلایا تو جائے مالدار لیکن مال اکٹھا کر کے اس کو ضرورت مندوں، غریبوں، محتاجوں، مسکینوں، بیواؤں، یتیموں کو پہنچائے۔ اور پھر غرض مندوں کی خدمت بھی اس طرح کرے کہ ایک شخص یہ ہی نہ جان سکے کہ وہ کون ہے جس نے اس کی حاجت روائی کی۔

چلتے چلتے آیئے ذرا یورپ اور امریکہ کی ان ترقی یافتہ اقوام کی ٹریڈ یونینوں پر بھی نگاہ ڈالتے چلیں۔ ۱۸ ویں صدی میں اسلامی اقدار پر قائم ہونے والی حکومتیں آہستہ آہستہ کمزور ہوتے ہوئے بیمار و نحیف کی صورت میں باقی رہ گئی تھیں اور وہ بھی آپس میں دست و گریباں۔ اسلام کا وہ مزاج جو انسانوں کو شعور دیتا ہے جس سے بے زبانوں کو زبانیں ملتی تھیں انحطاط کا شکار ہوتے ہوئے شہنشاہیت کے مزاج میں تبدیل ہوا علمائے حق نے حق ادا کرنے کی بجائے حق نمک ادا کرنا ہی وقت کی ضرورت سمجھا۔ عدالتوں کے فیصلے امیروں اور غریبوں کے لئے جدا جدا ہوئے ادھر مسلم ممالک میں یہ بے چینی برپا تھی کہ بیدار یورپ نے اسلام کے درخشندہ اصولوں کو ذہن میں رکھ کر جھرجھری لی اور بیدار ہو گیا مسلم سائنسدانوں، جغرافیہ دانوں فلاسفروں اور فلسفیوں کے شاہکاروں اور تحقیقی کام پر تو آج کی ترقی یافتہ اقوام کی نظر اس وقت سے ہی تھی جب صلاح الدین ایوبی اور رچرڈ کے درمیان میدان رزم بپا ہوا تھا جسے آج کی دنیا صلیبی جنگوں سے تعبیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہے۔

اٹھارویں صدی کے صنعتی انقلاب نے یورپ کو اٹھا کر کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ خوشحالی اپنے ساتھ فہم و فراست بھی لے کر آئی ہے اور خباثتیں بھی۔ یہ ہی صورت یورپ میں بھی پیدا ہوئی۔ دستکاروں کے شاہکار مشینوں کی آمد سے بے وقعت ہوئے۔ انسان مشینوں کا غلام ہوا۔

ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

نئے نئے قائم ہونے والے کارخانے اور ان کے مالکان نفع کمانے کے جنون میں ظلم و ستم کی آخری حدوں کو چھو گئے۔ اجارہ داروں نے جگہ جگہ اجارہ داریاں قائم کیں۔ اور پھر ان اجارہ داریوں پر قابض رہنے کے لئے نام نہاد جمہوریت کا ڈرامہ رچایا گیا۔ نوٹ سے ووٹ خریدنے کی وبا مسلط ہوئی۔ جو آج بھی قائم ہے حکومت پر قبضہ کیا مجبوروں بے چاروں کی بیچارگی میں مزید اضافہ کیا۔ برطانوی ہسپانوی، ولندیزی اور پرتگالیوں نے صنعتی انقلاب کے اس دور میں غلاموں کے ذریعے خوب چاندی بنائی۔ ان عورتوں اور بچوں کو ساحل افریقہ سے پکڑ کر لایا گیا اور اس طرح پوری کی پوری نسلوں کو ان کے اپنے گھروں سے اجاڑ کر مشینوں کا غلام بنا لیا گیا۔ ان غلاموں کو بڑے چھوٹے جرائم پر یہ اقوام عبرتناک سزائیں دیتیں۔

دولت اور حکومت کی پالیسیوں سے جو صنعتکار خود بنا تے۔ سرمایہ اکٹھا ہوا اور چند ہاتھ دولت پر قابض ہو گئے۔ محنت کے معاوضے کا تصور تو بڑی بات ہے انسانوں کو انسان ہی نہ سمجھا جاتا۔ وہ زندگی کو صنعت کار کا عطیہ سمجھتے اور موت کو اللہ کی عطا۔ انسان کو بجائے انسان سمجھنے کے اشیائے صرف شمار کیا گیا۔ کہ اس کی قدر و قیمت بھی طلب و رسد کے پیمانے پر مقرر کی جانے لگی۔

ہندوستان کی تحریک آزادی ۱۸۵۷ء کو کچلنے کے ٹھیک چودہ سال بھی نہ گذرے تھے کہ روس کے محنت کشوں نے بدترین ظالمانہ نظام کے خلاف جدوجہد کا آغاز کیا اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وقت یورپ میں تو کیا سارے سرمایہ دارانہ ممالک میں ۱۲ ½ گھنٹے یومیہ کام کرنا پڑتا تھا۔ اور پھر لطف یہ کہ خواتین اور بچوں کے درمیان تخصیص نہیں تھی۔ اور نہ ہی کوئی فرق البتہ یہ ضرور تھا کہ خواتین کی اجرتیں مردوں کے مقابلے میں بہت ہی کم ہوتی تھیں انہیں رہائش کے لئے جو مکانات فیکٹری کے مالکان دیتے انہیں مکانات تو کسی قیمت پر نہیں کہا جا سکتا تھا مالبتہ سوراخ ضرور کہہ سکتے ہیں یا پھر پہاڑوں کی کھوہ سے تعبیر کر لیں۔ علاوہ ازیں ان مکانوں میں بارہ بارہ افراد کو رہنا پڑتا تھا۔ ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے ان بے چاروں کے پاس وقت ہی نہ ہوتا۔ مالکان ان کی اس مجبوریوں سے واقف تھے۔ اس کا انہوں نے جو حل تجویز کیا وہ یہ تھا کہ وہ اپنے ملازمین کو مجبور کرتے کہ ضروریات زندگی فیکٹری میں قائم کردہ ان کے اپنے مالکان کی دکانوں سے خریدیں۔ لوٹ کھسوٹ کا یہ عالم کہ ان دکانوں میں بھی دام موجود نرخوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتے

(اشتراکیت اور اسلام صفحہ ۷۸)

روس کا بالشویکی انقلاب آخر اس ظلم کے خلاف برپا ہوا۔ روس اس وقت صنعتی اعتبار سے اٹلی کا ہم پلہ ملک تھا جس میں ظلم و ستم کی وہ روش قائم تھی جس سے سب ہی پناہ مانگتے تھے۔ ظلم ہی قانون کی بنیاد تھا۔ جب کہ یورپ میں غلاموں کی تجارت ختم ہو رہی تھی۔ روس ۱۹۱۷ء میں بھی اس لعنت میں گرفتار تھا۔ ملازمین کی حالت کا اندازہ آپ اس سے کر لیں کہ ان کا کام صرف پیداوار دینا تھا۔ اور بس رہی ان کی اولاد وہ بھی ایسے حالات میں پروان چڑھ رہی تھی کہ وہ اپنے والدین سے بھی زیادہ ناگفتہ بہ حالات میں سرمایہ داروں کے سرمائے میں اضافہ کے لئے بوقت ضرورت اپنے والدین کی جگہ سنبھالیں۔

ہم جانتے ہیں کہ جب اس قسم کی صورت حال ہو تو پھر مکافات عمل شروع ہو جاتا ہے ایسا نہیں ہوتا کہ ظالم ظلم کرتے رہیں اور اس دنیا کا مالک مظلوموں پر ظلم ہوتا ہوا دیکھتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہے محنت کشوں نے اپنی تنظیمیں قائم کرنا شروع کیں۔ سرگوشیوں سے بات آگے چلی اور کھلے بندوں ظلم کے اس سیلاب کے آگے بند باندھنے کی بازگشت سنائی دی جانے لگی۔ سرمایہ دار جن کا سرمایہ اسی بنیاد پر اکٹھا کیا گیا تھا اور استحصال کے نت نئے طریقے ایجاد کئے گئے تھے ظلم کی سنگین ترین وادیوں سے اس کی آبیاری کی گئی۔ وہ اس کو بالآخر کیسے برداشت کرتے اولاً تو کوششیں کیں کہ ہڑتالوں پر پابندی لگا دی جائے ۱۹ ویں صدی کے اوائل میں ٹریڈ یونین تحریک کو باقاعدہ منظم طور پر کچلنے کی خاطر کام شروع کیا گیا۔ اب سرمایہ دار یہ سمجھ چکا تھا کہ ٹریڈ یونین تنظیموں کو اگر بغیر کسی نوٹس لئے اسی طرح چھوڑ دیا گیا تو یہ ان کے لئے زہر قاتل بن جائے گی۔ اجتماعی سوداکاری کو معاشرے کے لئے غیر سماجی سرگرمیوں سے تعبیر کیا گیا۔ ۱۸۱۹ء میں برطانوی حکومت نے ہڑتالی مزدوروں کے اجتماع پر فوج سے گولیاں چلوائیں۔ جس کے تین سال بعد ہی برطانیہ کے مزدوروں نے تاریخ ساز ہڑتال کی۔ اور پورے ملک کی معیشت کا پہیہ مکمل طور پر ٹھہر گیا ۱۸۳۹ء میں فرانس کے مشہور لائنز LYONS میں سرمایہ داروں اور مزدوروں کے مابین باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوا جس نے آگے چل کر مزدور تحریک کی صورت اختیار کر لی۔ جس میں آزادانہ طور پر مزدوروں نے پہلی مرتبہ ہتھیاروں کا استعمال کیا جس سے پوری دنیا چونک پڑی۔ یہاں کے سرمایہ داروں نے کلیسا کی مدد سے مزدوروں میں اپنے زرخرید گماشتوں کو خریدنے کی وبا ڈالی۔ جو آہستہ آہستہ ساری دنیا میں مقبول ہوئی۔ جس کے خلاف مزدوروں نے جدوجہد کی اور ان زرخرید ایجنٹوں سے اپنی تحریک کو محفوظ رکھنے کی جدید تکنیک اختیار کیں۔ سرمایہ دار جب اپنے اس حربے میں بھی ناکام ہوئے تو آخر کار ایک معاہدہ ہوا۔ اور مزدوروں کو انگلستان میں پہلی مرتبہ اپنی رائے استعمال کرنے کا حق حاصل ہوا

بیسویں صدی میں مزدور تنظیموں کو یہ حق حاصل ہوا کہ وہ اپنے حالات کار میں تبدیلی کروائیں لیکن مزدوروں کو حاصل شدہ یہ مراعات بھی سرمایہ داروں کی مسلط

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کردہ مہنگائی کے باعث نہ صرف ختم ہوگئیں بلکہ بعض جگہوں پر تو مزدور پہلے کے مقابلے میں اور زیادہ پریشانی کے شکار ہوگئے۔ اس کا حل مزدوروں نے یہ سمجھا کہ عنان حکومت کو ہی خود سنبھال لیں انہیں اب اس کے سوا اور کوئی راہ باقی نظر نہیں آتی تھی۔ آخر کار انہوں نے انگلستان میں لیبر پارٹی کی تشکیل کی جو ۱۹۰۵ء کے انتخابات میں اپنے نمائندگان کو پارلیمنٹ میں بھیجنے میں کامیاب ہوگئی۔

آج بھی مزدور ہڑتالوں کے حق کو استعمال کرتے ہوئے اپنے حالات کار اوقات کار، اپنی آمدنیوں میں اضافے کی تگ و دو میں مصروف ہیں آپ دنیا کے تقریباً تمام ممالک کی مزدور تحریک کو اٹھا کر دیکھ جائیے آج بھی سرمایہ دارانہ نظام کے حامل یہ ممالک روز ہی کہیں نہ کہیں مصروف بہ عمل نظر آتے ہیں نت نئی مشینوں کی ایجادات کے باعث پوری دنیا ہی اس وقت بے کاری کے ایسے جال میں پھنس گئی ہے جس سے مزدور چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں اتنا ہی اور گرفتار ابتلا ہوتے جاتے ہیں۔

کشمکش کا یہ دور دراصل سرمایہ داروں کی اس خون چوسنے کی عادت کے باعث زندہ ہے جسے وہ کسی بھی قیمت پر چھوڑنے کے لئے تیار نہیں اس کے برخلاف آپ گذشتہ صفحات پر دیکھ چکے ہیں کہ اسلام کے تحت حاصل شدہ مراعات اور قائم کردہ نظام حکومت میں نہ تو استحصال کی ہی کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی ظلم کی جس کے باعث کشمکش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہر فریق کے حقوق و فرائض متعین کر دیئے گئے ہیں ایک کا حق دوسرے کا فرض ہے ہر ایک فرد پر یہ لازم ہے کہ اپنے فرائض کی ادائیگی بلا کسی تردد و تاخیر ادا کرتا رہے کہ یہ ہی اسلامی ریاست کے فرد کے لئے توشہ آخرت ہے۔ آج کی سرمایہ دار حکومتیں اور ان کے پھیلائے ہوئے جالوں کو اگر بغور دیکھیں تو آج بھی یہ اقوام اسی پرانی روش پر قائم ہیں آج بھی غریب اقوام جو ساری دنیا کو خام مال سپلائی کرتی ہیں نان شبینہ کو محتاج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان غریب ملکوں کی یونیورسٹیوں میں جو تحقیق و جستجو کی جاتی ہے اس کے تمام تر اخراجات یہ اقوام اپنی غربت کے باوجود ادا کرتی ہیں۔ دوائی جو زندگی بچانے کے لئے درکار ہوتی ہے اس کو ہی دیکھئے غریب ملک کا کوئی ہونہار طالب علم تحقیق و جستجو اور اپنی ذہانت کے باعث کوئی دوا ایجاد بھی اگر کر لے تو یہ ممالک اور ان میں قائم شدہ کمپنیاں اس تحقیق کو محض اپنی دولت کے بل پر حاصل کر لیتی ہیں اور پھر ہوتا یہ ہے کہ ٹکے کی یہ دوا سینکڑوں میں وہ ہی ملک خریدنے پر مجبور ہوتا ہے جس کے طالب علم نے اسے ایجاد کیا۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اس دوا کی افادیت یا مضرات کا تجربہ بھی اسی ملک کے غریب عوام پر کیا جاتا ہے۔

بیکاری و عریانی و خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات
وہ قوم کہ فیضان سماوی سے ہو محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

ان ترقی یافتہ ممالک کی ترقی دراصل نوآبادیاتی نظام اور لوٹ کھسوٹ کی مرہون منت ہے جس میں مظلوموں کی آہیں ہیں۔ فرانس اس سرمایہ دارانہ نظام میں انسانی حقوق کا سب سے بڑا دعویدار بن کر سامنے آیا۔ اور فرانس میں منشور انسانی حقوق کو جب ۱۷۹۱ء کے آئین میں شامل کیا گیا تو اس کے ساتھ ہی جمہوریت اور مساوات کے اس اولین ملک نے صراحت بھی کی۔

"اگرچہ کالونیاں اور ایشیا، افریقہ اور امریکہ میں فرانسیسی مقبوضات سلطنت فرانس ہی کا ایک حصہ ہیں لیکن اس آئین کا اطلاق ان پر نہیں ہوگا۔" (بنیادی حقوق ص ۵۴)

وہ ملک جس نے یورپ میں سب سے پہلے شہنشاہیت کا جوا اپنے کاندھوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے اتار کر پھینک دیا۔ جو جمہوریت کی راہ دکھانے والے ملک کی حیثیت سے دنیا میں روشناس ہوا۔ اس کے اپنے ملک میں اپنے ہی وضع کردہ قانون کے ثمرات سے اپنی نوآبادیوں کو محروم رکھتا ہے۔

یہ ہیں وہ اسباب جو ان ممالک کے مالدار ہونے کا سبب بنے کون نہیں جانتا کہ اس فرانس نے مراکش ہو یا الجزائر کون سا ظلم تھا جو نہیں ڈھایا۔ کل کے ہندوستان میں کئے جانے والے مظالم کو کون بھول سکتا ہے کیا وہ ہی انگریز قوم نہیں ہے جس نے انسانوں کو زندہ دیواروں میں چنوا دیا تھا۔

قصہ مختصر اس سرمایہ دارانہ نظام کے بارے میں لکھنے جایئے دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالئے اس کے باوجود بھی ان کے ظلم کی ابتدا رہی رقم نہیں کی جا سکتی۔ آخر میں قرآن کے یہ احکامات پیش کرتے ہوئے سرمایہ دارانہ نظام کی اس بحث کو ختم کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

★ "(نیکی تو یہ ہے کہ) اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے۔ نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے"

(البقرہ۔ ۱۷۷)

★ "اور (مومنین) اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا جوئی کی خاطر کھلا رہے ہیں۔ ہم تم سے نہ بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے جو سخت مصیبت کا انتہائی طویل دن ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے بچائے گا۔ اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا۔" (الدھر، ۸ تا ۱۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

★ "جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں، ان کے خرچ کی، مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس میں سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔ اسی طرح اللہ جس کے مال کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے۔ وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی"۔

(البقرہ۔ ۲۶۱)

★ "جو لوگ اپنے مال محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے دل کے پورے ثبات و قرار کے ساتھ خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سطح مرتفع پر ایک باغ ہو۔ اگر زور کی بارش ہو جائے تو دوگنا پھل لائے اگر زور کی بارش نہ بھی ہو تو ایک ہلکی پھوار ہی اس کے لئے کافی ہو"

(البقرہ۔ ۲۶۵)

★ "تم میں سے کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے کہ اللہ اس سے کئی گنا بڑھا کر واپس کر دے اگھٹانا بھی اللہ کے اختیار میں ہے اور بڑھانا بھی اور تمہیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔" (البقرہ۔ ۲۴۵)

★ "جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا، وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا؟ ہرگز نہیں وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا"۔ (الھمزۃ۔ ۲ تا ۴)

★ اللہ نے موسیٰ بن عمران کی جانب وحی فرمائی "اے موسیٰ! میں نے غریبوں کو اس لئے مجبور نہیں کیا ہے کہ میرا خزانہ ان کے لئے تنگ ہے اور میری رحمت میں ان کے لئے گنجائش نہیں۔ بلکہ میں نے مالداروں کے مال میں غریبوں کے لئے اتنا قرض قرار دیا ہے جو ان کے لئے کافی ہو۔ میں نے چاہا کہ مالداروں کی آزمائش کروں کہ غریبوں کے لئے ان کے مال میں میں نے جو کچھ واجب کیا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے اس کے بارے میں ان کی روش کیسی ہے میں نے مالداروں پر اپنی نعمت تمام کر دی اور دنیا میں ان کے لئے چند در چند صلہ مقرر کیا۔ ایک نیکی کا صلہ دس گنا۔

★ اے موسیٰ غریبوں کے لئے خزانہ بن کر رہو۔ اور کمزوروں کے لئے مستحکم قلعہ، اور پناہ چاہنے والوں کے لئے پناہ دینے والے تو میں تنگ حالی میں تمہارا رفیق اور تنہائی میں تمہارا دوست بن کر رہوں گا۔ اور رات دن تمہاری نگرانی اور محافظت کروں گا۔" ابن النجار عن انسؓ۔

(اسلام کا نظریہ ملکیت صـ ۲۶۷)

آیئے آخر میں ہم سرسری طور پر اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام کا موازنہ کریں۔

اسلام کا اقتصادی نظام

۱۔ دولت و ذرائع دولت کا مخصوص طبقہ میں محدود ہو کر عوام کی معاشی ہلاکت کا باعث بننا قطعی طور پر حرام ہے

۲۔ انفرادی ملکیت پر شرائط کی حدود عائد ہیں۔

۳۔ انفرادی ملکیت اجتماعی حقوق کے زیر اثر ہے

۴۔ اقتصادی نظام کی بنیاد عوام کے مفاد اور حاجات کے انسداد پر قائم ہے

۵۔ عام معاشی خوشحالی ضروری ہے

موجودہ سرمایہ دارانہ نظام

۱۔ دولت و ذرائع دولت کو مخصوص طبقہ کی انفرادی و اجتماعی اغراض کے لئے ہونا از بس ضروری ہے۔

۲۔ انفرادی ملکیت لامحدود ہے۔

۳۔ انفرادی ملکیت اجتماعی حقوق اور مفاد عامہ سے مستغنی و بالاتر ہے۔

۴۔ اقتصادی نظام کی بنیاد مخصوص افراد اور خاص طبقہ کے مفاد پر قائم ہے۔

۵۔ عوام کی معاشی تباہی و کساد بازاری اس کا لازمی نتیجہ ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۶۔ معاشی دستبرد کے ذریعے حاکمیت و محکومیت اقوام لعنت ہے	۶۔ معاشی دستبرد کے ذریعے غلامی اور اقوام کی محکومی لازم وضروری ہے۔
۷۔ روپے کو جمع کر کے رکھنے اور اجتماعی حقوق سے صرف نظر کر کے لوگوں کو محروم رکھنے کی مطلق گنجائش نہیں۔	۷ روپے یا دولت کو جمع کر کے رکھنا اور عوام الناس کے حقوق سے غفلت بموجب سعادت امور اقتصادی ہیں۔
۸۔ خاندانی، نسلی، طبقاتی وجغرافیائی امتیازات کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔	۸۔ نسلی امتیازات بے انتہا ضروری ہیں اور معاشرے میں باعث افتخار

اسلام کیا چاہتا ہے

۱۔ دولت یا مال کو جمع کر کے اس کا چند افراد یا طبقات کے ہاتھوں میں اکٹھا ہو جانا۔ اس صورت حال کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ اگر ایسے طبقات یا سرمایہ دار موجود ہوں تو ان کو فوراً فنا کر دیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے قانونی طور پر زکوٰۃ وراثت، وقف، انفاق فی سبیل اللہ کو نافذ کیا جائے اس کے ساتھ ہی ساتھ سود جوئے سٹے کے سسٹم کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ تعلقہ داری کے جابرانہ نظام کو قطعی طور پر ختم کر دیا جائے۔

۲۔ سرمائے اور محنت میں توازن قائم کرنے کے معیشت کے حقوق میں مساوات کے اصول کو نافذ کیا جائے۔ تاکہ سرمایہ محنت کو اپنی خود غرضانہ ہوس کا آلہ کار نہ بنا سکے اور لوگوں میں عام خوشحالی پیدا ہو۔ سرمایہ دارانہ نظام کو قوت پہنچانے والے تمام کاروبار تجارت کو ممنوع قرار دیا جائے۔ کانوں۔ تجارتی و صنعتی اداروں میں زیادہ سے زیادہ امداد باہمی کے رجحان کو فروغ دیکر ان کا قیام عمل میں لایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائے

۳۔ انفرادی ملکیت کے حقوق کو تسلیم کیا جائے لیکن اسے ایسی قیود کے تابع کیا جائے جس سے اس کا مفاد اجتماعی مفاد کے زیر اثر آجائے اور خود غرضانہ اور حریصانہ اغراض کو کسی بھی قسم کی مدد نہ ملنے پائے۔

۴۔ حکومت کرنے والے زمین پر خدائے بزرگ و برتر کی نیابت کریں۔ خدا کی مخلوق کے روبرو جواب دہ ہوں ان کا نصب العین بجائے حاکمیت خدمت ہو۔ رعایا کے ہر فرد کو معاشی سرگرمیوں میں پوری طرح بحیثیت پارٹنر شریک رکھا جائے تمام امور میں عمال حکومت اور رعایا کے حقوق یکساں ہو۔ موجودہ تمام جابرانہ و سرمایہ دارانہ نظامہائے حکومت اور ریاستی سسٹم کو بالکلیہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔

۵۔ عاملین حکومت اور سربراہ ایسے قوانین وضع کریں جن کے ذریعہ عیش پسندی کے تمام وسائل ختم ہو جائیں۔ اور سادہ زندگی کی شاہراہ قائم ہو جائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ہشتم

اسلام اور اشتراکی نظام

جس طرح آج کے نام نہاد ترقی یافتہ اور تیسری دنیا کے آقا یورپ اور امریکہ کی تاریخ سے یہ حقیقت اخذ کر سکتے ہیں کہ ان ممالک کی بنیاد یا ان کی موجودہ ترقی کی اساس اس ظلم و ستم پر ہے جس کو آج صرف پڑھنے اور سننے سے ہی ایک باشعور انسان کا کلیجہ کانپ اٹھتا ہے کہ کیا وقت ہوگا۔ جب انسان انسان کا شکار کر رہا ہوگا۔ کالا آدمی بے بس آگے آگے دوڑتا جاتا ہے اور گوری چمڑی والا اس کے شکار میں اس بنا پر مگن ہے کہ اس شکار پر کوئی پابندی نہیں۔ اور پھر آج گو کہ کالے انسانوں یا تیسری دنیا کو آزادی تو حاصل ہے لیکن اس نام نہاد آزادی اور اس دور میں غلامی نہ ہونے کے باوجود ہر سال افریقہ اور ایشیا میں لاکھوں افراد اس لئے موت کے منہ میں پہنچ جاتے ہیں کہ وہ غریب ہیں اور اپنے اندر اتنی سکت نہیں رکھتے کہ اپنے نان جویں کا انتظام اپنے ذرائع آمدنی سے کر سکیں۔ اور تعجب خیز امر یہ ہے کہ امریکہ اور یورپ دونوں یا پھر اپنے ایشیائی بھائی جاپان پر نظر ڈالیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ان ترقی یافتہ ممالک کی صنعتوں کو رواں دواں رکھنے کے لئے جس مال کی ضرورت ہے وہ ان کالے اور ایشائی ممالک سے ہی کوڑیوں میں حاصل کیا جاتا ہے اور پھر انہیں غریب ممالک کے ہاتھوں سینکڑوں میں فروخت کیا جاتا ہے۔ اس طرح دنیائے معیشت کے یہ ناخدا غریبوں کو اور غریب بنانے میں مصروف ہیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ شکار کا عمل آج بھی جاری ہے لیکن شکار ہونے والا یہ نہیں سمجھ رہا کہ اسے کوئی شکار کر رہا ہے سب ہی ان اقوام کو اپنی ہوسناکیوں اور ہلاکت انگیز چالوں سے جکڑ کر ان کا خون چوس رہے ہیں۔ یہ دنیا کے چودھری ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مجبوروں کے درمیان جغرافیائی بندر بانٹ میں مصروف ہیں۔ یہ عمل چل رہا ہے اور ہر جانب سپر پاور زندہ باد کے نعرے لگ رہے ہیں۔ سپر پاور کے اس بلاک میں دوسرا فریق اور بندر بانٹ کے عمل میں مصروف روس ہے جس کا قیام دراصل فریق اوّل چیرہ دستیوں اور ظلم وستم کے نتیجے میں عمل میں آیا۔ ۱۹۱۷ء میں مزدور سرمایہ داروں کے ظلم وستم سے تنگ آ گئے اور آخر کار انہوں نے خیال کیا کہ ان کی اپنی ایک مملکت ہونی چاہیئے جس میں نہ تو کوئی ظالم ہو اور نہ ہی کوئی مظلوم۔ اس مملکت کا انتظام والصرام کلیتاً تمام کا تمام ان کے اپنے ہاتھوں میں ہو۔ یہ وہ زمانہ ہے جب یورپ کے مزدور آہستہ آہستہ منظم ہونا شروع ہو گئے اور بعض مقامات پر انہوں نے اپنی انجمنوں کی تشکیل کی اور کچھ حقوق بھی حاصل کر لئے۔ روس میں اس وقت ظلم وستم اپنے عروج پر تھا ساری دنیا میں گو کہ غلامی کے نظام کو قانوناً ممنوع قرار دے دیا گیا اس کے باوجود بھی روس میں ابھی تک غلاموں کی تجارت ان کی فروخت وخرید کو قانونی تحفظ حاصل تھا۔

روس کے ۱۹۱۷ء سے قبل کے حالات میں مارکس کے نظریات کا بڑا چرچا بڑے شد و مد کے ساتھ کرنے کے علاوہ لینن نے ۱۹۱۷ء میں باقاعدہ تحریک کا آغاز کیا اس نئی تحریک کا آغاز اس نعرے سے ہوا۔

"بڑے بڑے لٹیروں سے لڑ بھڑ کر جتنا بھی ممکن ہو چھین لو۔"

ان کے نزدیک اخلاق اور خوف آخرت سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے وہ کھوکھلے نعرے تھے جن سے وہ مزدوروں اور زیر نگیں افراد کو ڈراتے اور انہیں ستانے کا کام لیا کرتے تھے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس وقت کلیسا اور عیسائی مذہب کے ٹھیکیداروں نے صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کے اشاروں پر درحقیقت مذہب کو استعمال بھی کیا۔

اور مذہب عیسائیت کو استحصال کا ہتھیار بنا کر سرمایہ داروں کے ہاتھوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں تھما دیا۔

دراصل کلیسا کا نظریہ انسان کا نقطہ یہ ہے کہ انسان پیدائشی گنہگار ہے اور اس سے انسان دشمنی سے بلند تر کسی اخلاق کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ یہ مخلوق امانت میں خیانت کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس پر سرے سے کوئی بھروسہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اس کی حیثیت بالکل ان جانوروں کی ہے جن کا کام صرف پیداوار کا دینا ہے اس کی پیداوار کا حقدار صرف اور صرف اس کا مالک ہے اسے پیداوار میں سے کسی قسم کا کوئی تصرف کرنے کا کوئی حق نہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ اشتراکیت مزدوروں کے تحفظ کے لئے مذہب دشمنی پر مجبور ہوئی۔ اخلاق اور مذہب کے بارے میں لینن نے کہا۔

"ہماری جماعت (معاشرہ) کسی ایسے نظام اخلاق کو نہیں مانتا جس کی محرک انسانی معاشرے سے باہر کوئی مافوق الفطرت طاقت ہو اشتراکیت کے نزدیک ایسا نظام فکر و اخلاق محض فریب ہے اور دھوکہ ہے۔"

(مدر ایشیا۔ صـ ۲۱۸)

۱۹۲۳ء میں اشتراکی نظام حیات روس پر پوری طرح مسلط کیا جا چکا تھا۔ ایک اشتراکی رہنما نے کسی سے سوال کیا کہ ایک اشتراکی کا معیار خطا و ثواب کیا ہے؟ جواب ملا کہ اس کا وہ طرز عمل جو اشتراکی سوسائٹی کی تعمیر کے کام آئے ثواب۔ اور جو تخریب کا موجب ہو خطا ہے"۔

SOVIET COMMUNISM By Webb صـ ۲۳۸

لینین اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں۔

"قدیم اجتماعی نظام کی بیخ کنی اور محنت کش عوام کو یکجا کرنے کے لئے ہر چیز اخلاقاً درست ہے۔ ہم جب اپنے دشمنوں سے لڑیں گے۔ تو اس لڑائی میں جھوٹ اور مکر و فریب کا استعمال ناگزیر ہوگا۔" (مدر ایشیا صـ ۲۲۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوئی فشر اشتراکیت کے اولین رہنماؤں میں شمار کئے جاتے ہیں ان کا کہنا ہے۔

"میرے سامنے اگر اخلاق کو ایک طرف رکھ دیا جائے اور دوسری جانب ایک پاجاما ہو تو میں پاجامے کو اخلاق پر ترجیح دوں گا۔"

مندرجہ بالا خیالات کے حامل قائدین کے پرچم تلے جب اشتراکیت کا سرخ سویرا پونے دو کروڑ انسانوں کی لاشوں کے پہاڑ کی اوٹ سے طلوع ہوا۔ اور اس کی کرنیں مشرق و مغرب میں پھیلیں تو ہنگری، مشرقی جرمنی، پولینڈ، چیکو سلواکیہ، مقبوضہ ترکستان اور وہ تمام علاقے خون میں نہا گئے۔ جہاں کمیونزم کو در آنے کا موقع ملا۔

پروفیسر ٹی رم سورکن فرماتے ہیں۔

"انقلاب ۲۲-۱۹۱۸ء میں براہ راست تصادم میں چھ لاکھ افراد ہلاک ہوئے۔ گویا فی سال ایک لاکھ افراد موت کے گھاٹ اترے خانہ جنگی کے ہلاک شدگان اور بالواسطہ زد میں آکر مرنے والوں کو اگر شامل کر لیا جائے تو یہ تعداد ایک کروڑ پچاس لاکھ سے ایک کروڑ ستر لاکھ تک پہنچتی ہے۔"

(بنیادی حقوق۔ محمد صلاح الدین ص ۵۶)

"جو لوگ جان بچا کر اور سرخ انقلاب کا خونیں چہرہ دیکھ کر ملک چھوڑ بھاگے۔ ان کی تعداد جو باقاعدہ اور تصدیق شدہ ہے وہ بیس لاکھ ہے"

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا ۱۵ واں ایڈیشن جلد ۱۶ ص ۱۷)

مارکس نے اس نظریئے کی بنیاد رکھتے ہوئے جو نعرہ مزدوروں کو دیا وہ یہ تھا "ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق کام" اس نعرے کو اشتراکی نظام حکومت قائم ہو جانے کے کے بعد ۱۹۳۶ء میں تبدیل کر کے یوں کر دیا گیا "ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق کام اور اجرت پیداوار اور صلاحیت کے مطابق" یہ بعینہ وہی نعرہ ہے جو آج کی نام نہاد فری (آزاد) ورلڈ (دنیا) یا سرمایہ دارانہ ممالک میں لگایا جاتا ہے ۱۹۶۰ء میں آخر کار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خروشیف نے اعلان کر دیا۔

"ہم اجرتوں میں اختلاف کی بیخ کنی کے خلاف ہیں یہ لینن کے اصولوں (تعلیمات) کے خلاف نہیں۔ لینن نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ سوشلسٹ معاشرے میں مادی ضروریات (سرمایہ) کو پوری طرح محرک ہونا چاہیئے۔"

اگر یہ کہا جائے تو غلط ہوگا۔ کہ اشتراکیت سے مزدوروں کے مسائل حل ہو گئے بلکہ درحقیقت ہوا یہ کہ اشتراکیت میں بھی وہی کچھ ہوا جو سرمایہ دارانہ نظام ہائے معیشت میں ہوتا ہے یعنی نہ پوچھ نہ گچھ نہ احتساب نہ ہی کسی کا خوف۔ بلکہ استحصال کی ایک شکل اشتراکی نظام ہے مارکس نے تو یہ کہا تھا کہ مزدوروں میں اتحاد پیدا ہوگا اور اشتراکی نظام میں ہر قوم کو یہ حق حاصل ہوگا۔ کہ وہ جس قسم کی چاہے معیشت اپنائے اور ان کے اخلاق نظام کچھ بھی ہوں۔ دخل نہیں دیا جائے گا۔ لیکن سیاسی اصلاحات کے نام پر ۱۹۵۶ء میں ہنگری اور ۱۹۶۷-۶۸ء میں چیکوسلواکیہ اور پھر ابھی ۱۹۸۳ء میں پولینڈ میں جو کچھ ہوا۔ وہ از خود استحصال کی بدترین شکل ہے۔

اشتراکی نظام حیات میں یا معاشرے میں دو طبقے پیدا ہوئے اور آج وہاں INTELLECTUALS & WORKERS کے دو مستقل طبقات نشو و نما پا چکے ہیں۔ پہلا طبقہ تو وہ ہے جسے استعمال کیا جا رہا ہے دوسرا وہ ہے جو اسے ایک قسم کی لمیٹڈ فرم بنا کر استعمال کر رہا ہے۔ اور اس کی کمائی ہوئی آمدنیوں کو ایک مرکزی فنڈ میں جمع کر کے اس کا حسب منشاء بٹوارہ کرتا ہے۔ درکر زیا محنت کش کماتے ہیں اور اہل دماغ کھاتے ہیں مشکل یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں مزدور سرمایہ داروں کے خلاف جدوجہد کر سکتے ہیں لیکن روس کے اس نظام میں انقلاب لانے یا احتجاج کرنے کے تمام دروازے بند ہیں اور ان پر کڑے پہرے ہیں۔

روس کے مزدوروں کو جس نظام کے تحت مجتمع کیا گیا تھا جس مساوات کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خواب ان کو دکھائے گئے تھے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ لوگ جو حکومت کر رہے ہیں ان کی اپنی تنخواہیں تو ۲۰ ہزار روبل سے لے کر ۵۰ ہزار روبل ماہانہ ہیں اور پھر اس کے علاوہ تمام سہولتیں بھی انہیں دستیاب ہیں مزدور جو سُرخ پرچم کا امین ہے بمشکل تمام چند سو روبل پر اپنی زندگی کی گاڑی کھینچ رہا ہے وہ آج بھی روز کمانا اور روز کھانا کے اصول پر اپنی زندگی گذار رہا ہے اس کے برخلاف ان نام نہاد اہل دماغ INTELLECTUALS کے بنک بیلنس خود حکومت کے اپنے بنکوں میں لاکھوں روبل کے حساب سے موجود ہیں۔ پھر یہ روبل یہ اہل دماغ روس کے سرکاری اخبار پراوادا کے مطابق کالے کاروبار میں کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے ملک کی طرح یہاں بھی ایک جانب تو یہ اہل دماغ چمچماتی اور جگمگاتی گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں اور دوسری طرف سڑکوں پر بے شمار پیدل چلنے والے بھی موجود ہیں۔ ایک عام روسی مزدور جو چند سو روبل ماہانہ معاوضہ پاتا ہے وہ سرکاری دکان سے اگر جوتا خریدنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے ہزار روبل سے زائد ایک جوڑے جوتے کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔

یوگوسلاویہ سویت یونین کے مقابلے میں کہا جاتا ہے کہ نرم پالیسیوں کا حامل ہے اس کے بارے میں ملورن جلاس MILORANDJILAS جو ۱۹۵۰ء میں کمیونسٹ پارٹی سے مستعفی ہو گئے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

"پوری قوم کی دولت پر بیوروکریسی کو ہی صرف تصرف حاصل ہے یہ ایک نیا طبقہ ہے جو قوم و معاشرے کے نام پر پوری دولت پر قابض ہے یہ طبقہ کبھی یہ بھی سوچنے کی زحمت گوارہ نہیں کرتا کہ لوگوں کی املاک جس پر اس نے زبردستی قبضہ کر رکھا ہے اسے اس کے حقداروں تک بھی پہنچانا ہے۔ THE NEW CLASS Page 22

آگے چل کر مغربی یورپ کی قرون وسطیٰ کے زمانے کی حکومت اور موجودہ بالشویک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نظام کا موازنہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

آخر کار سوشلسٹ نظام اور دینی نظام (پادریوں کا قائم کردہ) کے درمیان کیا فرق باقی رہ گیا ہے آج کے سوشلسٹ وہ ہی فیشن اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جو پادریوں نے قرون وسطیٰ کے زمانے میں اختیار کر رکھا تھا"

(ص ۳۲۶)

روسی معیشت کا سب سے دردناک پہلو جبری مشقت ہے یہ ایسی محنت ہے جس پر کوئی بھی شخص بلا اس کی رضا و خوشنودی کے انجام دہی کے لئے مجبور کر دیا جاتا ہے۔ روس میں تکنیکی تعلیم TECHNICAL EDUCATION مفت دی جاتی ہے لیکن کسی بھی محنت کش کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے لئے کسی من پسند شعبہ میں تعلیم حاصل کر سکے اس کا تعین حکومت کرے گی۔ بالشویک ۱۹۴۷ء میں رپورٹ شائع ہوئی جس میں بتایا گیا کہ بھاری صنعتوں اور کانوں میں کام کرنے کے لئے زبردست اشتہاری مہم کی گئی۔ ترغیب کے باوجود بھی محنت کشوں نے اس میں دلچسپی ظاہر نہ کی۔ مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہونے پر مزدوروں کو زبردستی گاڑیوں میں بھر بھر کر ان جگہوں پر لے جایا گیا اور ان سے کام کروایا گیا۔

"ہم سب جانتے ہیں کہ تکنیکی تعلیم کا حصول آجکل کے جوانوں میں بے انتہا مقبول ہے لیکن روس میں تکنیکی تعلیم کے لئے جوانوں کو ترغیب دی جاتی ہے۔ لیکن ازوستیا IZVESTIA کے مطابق آخری مرتبہ اعلان کئے جانے کے باوجود بھی کل تعداد کی ایک تہائی نے داخلے میں دلچسپی لی۔ ۱۹۴۷ء میں یوکرین UKRAINE میں 4381 جوان طلبہ نے ٹیکنیکل اسکول میں اپنی مرضی سے داخلہ لیا یہ مطلوبہ تعداد طلبہ کا صرف ۴ فیصد تھا۔ بقیہ تعداد کو زبردستی اسکول میں داخل کیا گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک لڑکی نے دھات کی سائنس میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ملازمت کے لئے درخواست دی۔ انٹرویو کے وقت اس لڑکی نے انٹرویو لینے والے بورڈ سے درخواست کی کہ اسے ماسکو سے باہر نہ بھیجا جائے اسے جواب دیا گیا۔ "کامریڈ تمہیں وہیں جانا پڑے گا۔ جہاں ہم بھیجیں گے۔"

(پراودا ۱۹ جولائی ۱۹۴۷ء)

"جون ۲۶ ۱۹۴۰ء روسی حکومت نے ایک اعلانیہ جاری کیا جس میں ہدایت کی گئی "محنت کش خواہ ماہانہ بنیاد پر ہوں یا اعزازی مشاہرہ پر انہیں ایک ادارے سے دوسرے ادارے میں تبدیل نہ کیا جائے گا۔ یہ حق صرف ادارے کے ڈائرکٹر کو حاصل ہوگا۔ کہ وہ کسی کو دوسرے ادارے میں تبدیل کر دے جس شخص نے بھی اس حکمنامہ کی خلاف ورزی کی اسے ۲ تا ۴ ماہ کی قید بامشقت بھگتنی پڑے گی۔"

وکٹر کراچنو VICTOR KARAVCHENKO اپنی کتاب میں تفصیل کے ساتھ ایسے لوگوں پر کئے جانے والے بہیمانہ مظالم کے بارے میں لکھتے ہیں جنہیں محض معمولی تاخیر سے کام پر حاضر ہونے کے باعث سخت اور عبرتناک سزائیں دی گئیں اور یہ سزائیں بھی ان محنت کشوں کو باوجود اس امر کے کہ یہ درد میں کراہتے ہوئے بیماری کی حالت میں اپنے کام پر حاضر ہوئے تھے۔ دی گئیں۔ I CHOOSE FREEDOM ان سزاؤں کی زد میں یا تو ایسے اونچے عہدیدار آئے جو صرف کام سے کام رکھتے تھے اور کمیونسٹ پروپیگنڈہ میں زیادہ دلچسپی نہ لیتے یا پھر ادنیٰ درجہ کا وہ ملازم جو ہر وقت اپنی روزی کی جستجو میں مشغول تھا۔ یہ دونوں طبقوں کے افراد پارٹی میں اپنا کوئی اثر رسوخ نہ رکھتے۔ انہیں پارٹی کے جانب سے کوئی مدد نہیں ملتی لہٰذا سزا ان کا مقدر بن کر رہ جاتی اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ ان غریبوں کا تاخیر سے کام پر حاضر ہونے کے جرم عظیم کو بھی ہڑتال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۸ء کے پراودا میں حکومت کا ایک حکم جاری ہوا جس میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہا گیا کہ ہڑتال کرنے والے مجرمان کو ۱۵ سال قید بامشقت کی سزا بھگتنی ہوگی۔

اس قدر سخت سزائیں شاید چنگیز خاں کے دور میں بھی مزدوروں کو نہ ملی ہوں۔ اسٹالین کے زمانے میں (۱۹۲۹ء تا ۱۹۵۳ء) کسی بھی شخص کو جو سول سپلائی میں ملازم ہو کو بلا ارادہ غیر حاضری یا ہدایت کے مطابق کام کی انجام دہی نہ کرنے کی صورت میں ۶ تا ۸ سال قید بامشقت کی سزا دی جاتی۔ اسی طرح حکومت کے اعلامیے ۱۶ اپریل اور ۹ مئی ۱۹۴۳ء کے مطابق ریلوے اور محکمہ آبپاشی میں خدمات انجام دینے والے ملازمین کو سرخ فوج کے مطابق قرار دیا گیا اور ان محکموں سے غیر حاضری کی صورت میں انہیں فوج سے غیر حاضر ملازمین کی طرح موت کے گھاٹ اترنا پڑتا

پولٹ بیورو کے ایک ممبر A.I. VOZENEVSKY جنہیں اسٹالین کے حکم پر ۱۹۵۰ء میں گولی ماردی گئی روسی قانون کی روح (مقصد) بیان کرتے ہیں۔

"جب ہماری عدالتیں کسی مسئلے یا قضیئے کا فیصلہ کرنے بیٹھتی ہیں تو انصاف کرنے یا دیکھ بھال کا معاملہ ان کے پیش نظر نہیں ہوتا۔ ان کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ روسی قانون کی بالادستی قائم کی جائے۔"

روس کا ایک اور مفکر VYSHINSKY ANDRIE-Y اینڈری وشنسکی روس کے فلسفہ قانون کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے۔

"روس کا قانون کردار کے ان ضوابط کا مجموعہ ہے جو محنت کشوں کی حاکمیت اور ان کی ظاہر کردہ منشار سے قانونی شکل اختیار کرتے ہیں۔ ان قوانین کے موثر نفاذ کی ضمانت سوشلسٹ ریاست کی مکمل، جابرانہ قوت فراہم کرتی ہے اور ان کا مقصد (و) ان تعلقات اور انتظامات کا دفاع، تحفظ اور فروغ ہے جو محنت کشوں کے لئے فائدہ مند اور سپندیدہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوں اور (ب) معاشی نظام، طرز زندگی اور انسانی شعور سے سرمایہ کاری اور اس کے بچے کھچے اثرات کا مکمل اور قطعی صفایا ہے تاکہ معاشرہ کی تعمیر کی جاسکے۔ THE LAW OF THE SOVIET STATE--1948 Page 74

یہ ہی شخص ایک اور کتاب میں لکھتا ہے۔

"شہریوں کو آزادی عطا کرتے ہوئے سوویٹ ریاست محنت کشوں کے مفادات کو سب سے پہلے سامنے رکھتی ہے اور یہ فطری بات ہے کہ ان آزادیوں میں وہ سیاسی جماعتوں کی آزادی کو شامل نہیں کر سکتی۔ روس کے موجودہ حالات میں جہاں محنت کشوں کو کمیونسٹ پارٹی پر مکمل اعتماد ہے یہ آزادی صرف فسطائیت کے ایجنٹوں اور بیرونی گماشتوں ہی کو مطلوب ہو سکتی ہے جن کا واحد مقصد محنت کشوں کو ساری آزادیوں سے محروم کرنا اور ان کی گردنوں پر ایک بار پھر سرمایہ داری کا جوا رکھ دینا ہے"۔ THE LAW OF THE SOVIET STATE-1943 Page 617

اب آیئے محنت کشوں کے اس سب سے بڑے اور ہمدرد روس میں محنت کشوں کی اپنی جماعتوں ٹریڈ یونینز اور ان کے آخری ہتھیار اور ان کے حالات کار پر بھی ایک نظر ڈال لیں۔

روس میں مزدور تنظیمیں

روس کی نام نہاد ٹریڈ یونین جماعت کے ادارے ہیں جو بلو کالر (کارخانوں میں کام کرنے والے مزدور) وائٹ کالر (دفتری مزدور) حکومت کے ملازمین، سپروائزر اور مینجروں کو اس لئے منظم کرتی ہیں کہ وہ حکومت کی جانب سے متعین کردہ فرائض کو حکومت کی مرضی و منشا کے مطابق جانفشانی کے ساتھ سرانجام دیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سوویٹ (روسی) ٹریڈ یونینز کو ایک طرف تو کمیونسٹ پارٹی کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا ہے اور دوسری جانب سے حکومت اور اس کی دیگر ایجنسیاں انہیں کنٹرول کرتی ہیں۔

۱۔ پارٹی کنٹرول

روس کے دستور CONSTITUTION پر اگر ایک نظر ڈالیں تو یہ حقیقت بڑی واضح نظر آتی ہے کہ کمیونسٹ پارٹی کو دستور کے ذریعے یہ ضمانت حاصل ہے کہ وہ سب سے زیادہ طاقتور اور مقتدر ادارہ ہے۔ اس سلسلے میں روس کے دستور کی مندرجہ شقیں پیش خدمت ہیں۔

آرٹیکل ۶ "سوویٹ یونین کی کمیونسٹ پارٹی سوویٹ معاشرے کی رہنمائی اور ترجمانی کی واحد حقدار ہے کمیونسٹ پارٹی ہی سیاسی، حکومتی اور معاشی نظام کی ذمہ دار ہے کیوں کہ سی پی ایس یو (کمیونسٹ پارٹی آف سوویٹ یونین) صرف اور صرف عوام کے لئے اور عوام کی خدمت ہی کے لئے ہے۔

مارکس اور لینن کے اصولوں سے لیس کمیونسٹ پارٹی ہی اندرونی و بیرونی پالیسیوں کا تعین کرتی ہے۔ یہ ہی نہیں کمیونسٹ پارٹی ہی پیداوار کا تعین بھی کرتی ہے اس کا سب سے بڑا ہدف یہ ہے کہ کمیونزم کو سائنٹفک SCIENTIFIC اور ایک پلاننگ کے ساتھ کامیابی سے ہم کنار کرایا جائے۔

"پارٹی کی تنظیم روسی دستور کے دائرہ میں متعین کردہ پالیسیوں کے تحت کی جاتی ہے"۔ (آرٹیکل ۶)

دستور کے آرٹیکل ۷ کو ملاحظہ فرمائیے۔ آل یونین لیننسٹ ینگ کمیونسٹ لیگ (ALL-UNION LENINIST YOUNG COMMUNIST LEAGUE) اور ٹریڈ یونینیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی دساتیر میں واضح طور پر متعین کر دیا گیا ہے کہ وہ حکومت کی عطا کردہ پالیسیوں کے مطابق معاشی اور دوسرے تقاضوں کو پورا کریں گی۔

کمیونسٹ مقاصد کے تحت روس کے شہریوں کو حق حاصل ہے کہ وہ سماجی جماعتوں میں شامل ہوں۔ ان کے ساتھ اتحاد کریں۔ تاکہ روس کی کمیونسٹ پارٹی کی متعین کردہ پالیسیوں پر بخیر و خوبی بغیر کسی رخنے کے عمل درآمد ہو سکے۔ یہ ہی نہیں اس بات کی بھی ضمانت مہیا کی گئی ہے کہ حکومت ان پالیسیوں کے نفاذ میں ان جماعتوں کی مدد کرے گی (آرٹیکل ۱۵۱)

دستور

اس اصول کو مزید تقویت ٹریڈ یونین کی دساتیر کے مندرجہ ذیل شق سے پہنچائی گئی ہے۔

"ٹریڈ یونین اپنا کام کمیونسٹ پارٹی کی ہدایت کے مطابق سرانجام دیں گی۔ جو سوویٹ سوسائٹی کے تحفظ، انتظام و انصرام کی ذمہ دار ہے روس کی ٹریڈ یونین مزدوروں کسانوں دفتری مزدوروں کو۔ پارٹی کی پالیسیوں کے مطابق متحرک رکھیں گی۔ اور ان میں پارٹی کا پروپیگنڈہ کریں گی۔" (ابتدائیہ)

حکومت کے دستور کو دیکھنے سے یہ بات بخوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ کمیونسٹ پارٹی محض ایک سیاسی جماعت ہی نہیں ہے بلکہ ایک ایسا خود مختار واحد اجارہ دار ادارہ ہے جو نہ صرف حکومت بلکہ ٹریڈ یونین اور دیگر فلاحی اداروں کو اپنی متعین کردہ پالیسیوں کے مطابق چلاتا ہے۔ یہ ایک پارٹی حکومت ہے۔

آل یونین سینٹرل کونسل آف ٹریڈ یونین نے اس حقیقت کو مندرجہ ذیل پیرائے میں بیان کیا ہے۔ (حوالہ ٹرڈ TRUD جولائی ۱۱ ۱۹۵۴ء

"ترقیات کے لئے تمام سطح پر سوویٹ ٹریڈ یونین نے صرف اور صرف کمیونسٹ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پارٹی کی ہدایات پر انحصار کیا ہے۔ جہاں بھی فیصلے کا مرحلہ آیا یا مستقبل میں آئے گا وہ ہمیشہ پارٹی کی متعین کردہ ہدایات کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ یہی نہیں سوویٹ ٹریڈ یونین کانگریس نے کمیونسٹ پارٹی کو جو پیغام روانہ کیا اس کا متن پیش خدمت ہے

" کانگریس پارٹی کی لینسٹ LENINIST سینٹرل کمیٹی اور پولٹ بیورو کی مسلسل رہنمائی کے سلسلے میں بے انتہا مشکور ہے۔ مزدوروں کی سب سے بڑی جماعت کی حیثیت سے ہماری دیکھ بھال اور غور و فکر پارٹی کا ہم سے لگاؤ کا نتیجہ ہے۔ پارٹی کے متعین کردہ اصول ہی ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ روس کے گیارہ کروڑ تیس لاکھ مزدور جو ٹریڈ یونین کے ممبر ہیں۔ لینسٹ سینٹرل کمیٹی اور اس کے پولٹ بیورو کے سربراہ جنرل سکریٹری لیونڈ البیچ برزنیف LEONID ILICH BREZHNEV کو یقین دلاتے ہیں کہ روس کی ٹریڈ یونین ہمیشہ پارٹی کے مددگار اور معاون کی حیثیت سے کمیونسٹ پارٹی کی ۲۴ ویں کانگریس کی متعین کردہ، پالیسیوں پر گامزن رہیں گی۔" (حوالہ ٹرڈ ۲۶ مارچ ۱۹۷۷ء)

ٹریڈ یونین کی سرگرمیوں کو پارٹی اندرونی سطح پر اپنے مقرر کردہ افراد کو ذمہ دار عہدوں پر متعین کر کے کنٹرول کرتی ہے ٹریڈ یونین کے کلیدی عہدوں پر تقرری اور برخواستگی صرف پارٹی کے پولٹ بیورو یا پریسیڈیم (یہ نام متعدد بار تبدیل کیا گیا۔ موجودہ نام PRESIDIUM ہے) کے رحم و کرم پر ہے یہ اصول مجھے یقین ہے کہ ٹریڈ یونین کے دستور میں موجود نہیں ہے دستور کے مطابق اے یو سی سی ٹی یو (آل یونین سینٹرل کونسل آف ٹریڈ یونین) کے آرٹیکل ۲۵ ڈی کے مطابق صدر اور دیگر عہدیداران کانگریس میں منتخب کئے جائیں گے۔ لیکن حقیقتاً اے یو سی سی ٹی یو کے عہدیداران صرف کمیونسٹ پارٹی کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اپریل ۱۹۲۹ء کا ذکر ہے کہ ایک قرارداد پارٹی سینٹرل کمیٹی اور پارٹی سینٹرل کنٹرول کمیشن کے مشترکہ اجلاس میں منظور کی گئی جس کے نتیجے میں اے یو سی سی ٹی یو کے صدر جناب MIKHAIL TOMSKY جو کئی سالوں سے اے یو سی سی ٹی یو کے صدر تھے اپنے عہدے سے برطرف کر دیئے گئے بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ پارٹی نے ایک سال قبل ہی اس عہدے کے لئے NIKOLAI M. SHRNIK کو ٹریڈ یونین کے کام کے لئے مقرر کیا تھا۔ گذشتہ ایک سال سے وہ کام بھی کر رہے تھے لیکن ان کا باضابطہ اعلان اپریل ۱۹۲۹ء میں کیا گیا (حوالہ رزولوشن اور فیصلے سینٹرل کمیٹی جلد II ماسکو 1953)

۱۹۴۴ء میں بے چارے SHERNIK کا بھی دھڑن تختہ ہو گیا۔ ان کی جگہ پارٹی کے ایک عہدیدار جن کو ٹریڈ یونین کا مطلق کوئی تجربہ نہ تھا۔ ماسوا چند ماہ قبل وہ فیرس میٹل ورکرز یونین کے صدر بنائے گئے تھے جناب VASSILI VASSILIEVICH KUZNESTOV اے یو سی سی ٹو کے صدر بنے۔

اسٹالن کی موت کے بعد کونسل آف منسٹر، پریسیڈیم آف دی سپریم سوویٹ اور سینٹرل کمیٹی کا ایک مشترکہ اجلاس ہوا جس میں اے یو سی سی ٹی یو کو ہدایت کی گئی کہ وہ KUZNETSON کو فارغ کر دیں تاکہ ان کو ڈپٹی منسٹر فارن افیرز کے عہدے پر تفویض کیا جا سکے۔ اور ان کی جگہ دوبارہ SHERNIK کو صدر اے یو سی سی ٹی یو مقرر کیا جائے۔ ان ہدایات پر مکمل عمل ہوا (حوالے کے لئے دیکھئے پراودا مارچ ۷، ۱۹۵۳ء)

تین سال بعد شیورنیک کے ذمہ پارٹی کا کام لگا دیا گیا اور اے یو سی سی ٹی یو کی صدارت کے لئے قرعہ فال جناب VICTOR VASSILIECH GRISHIN کے نام نکلا ان موصوف کو ٹریڈ یونین تحریک کا مطلق کوئی تجربہ نہ تھا۔ پارٹی کی ہدایت کے مطابق یہ صدر کے عہدے پر متمکن ہوئے۔ (ٹرڈ مارچ ۱۷، ۱۹۵۶ء)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۹۶۷ء میں پولٹ بیورو نے ایک مرتبہ پھر تبدیلی کا فیصلہ کیا۔ گریشن کو پارٹی کے کاموں کے لئے نامزد کیا گیا اور اے یو سی سی ٹی یو کے سربراہ A. N. SHLEPIN جو کے جی بی روس کی خفیہ پولیس کے سربراہ مقرر ہوئے۔ شلیفن کو بھی ٹریڈ یونین کا مطلق کوئی تجربہ نہ تھا۔ لیکن تجربہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا اصل بات تو پارٹی کے احکامات پر عمل درآمد ہے۔ لہٰذا اے یو سی سی ٹی یو نے وہی کچھ کیا جس کے متعلق اسے حکم دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں جو بیان جاری کیا گیا وہ بھی پڑھ لیجئے۔

"دی وی گریشن کو بوجہ ان کے الیکشن برائے فرسٹ سکرٹری ماسکو سٹی کمیٹی اے یو سی سی ٹی یو نے صدارت اور ممبر پریسیڈیم کے عہدے سے آزاد کر دیا ہے۔"

کمیونسٹ پارٹی کی سینٹرل کمیٹی کے پولٹ بیورو کے ممبران نے متفقہ طور پر اے این شلیفن کو بحیثیت اے یو سی سی ٹی یو کے صدر و ممبر پریسیڈیم منتخب کیا۔ (ٹریڈ جولائی ۱۹۶۷ء)

مئی ۱۹۷۵ء میں شلیفن بھی اے یو سی سی ٹی یو کے عہدے سے اس طرح برطرف کر دیئے گئے جس طرح ان کا تقرر ہوا تھا ان کی اس برطرفی کے سلسلے میں جو بیان جاری کیا گیا ہے اس میں کہا گیا کہ شلیفن کو اے یو سی سی ٹی یو کے عہدے سے ان کی اپنی درخواست پر برطرف کیا گیا ہے (ایک ماہ بعد شلیفن سپریم سوویٹ کی لسٹ سے بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غائب ہو گئے۔)

IVANOVICH SHIBAEV

نومبر ۱۹۷۶ء میں ایک نئے سربراہ کا تقرر عمل میں آیا۔

سابق ڈائرکٹر ایروا سپیس انٹر پرائز جو بعد ازاں سارا توسک علاقے کے پارٹی سکرٹری بنا دیئے گئے ممبر سینٹرل کمیٹی و ممبر سپریم سوویٹ اب اے یو سی سی ٹی یو کے سربراہ بنا دیئے گئے۔ اس سے قبل نہ تو وہ اے یو سی سی ٹی یو کے ممبر ہی تھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور نہ ہی انہیں ٹریڈ یونین تحریک کا کوئی تجربہ تھا۔ اس تبدیلی سے مارچ ۱۹۷۷ء میں منعقد ہونے والی کانگریس کو بھی مطلع نہیں کیا گیا۔ نہ ہی رپورٹ میں ان پر کوئی تبصرہ یا تنقید کی گئی (حوالہ SOVETSKIE PROFSOIUZY, 1976 Page 24)

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ تمام تبدیلیاں ایسے افراد کی گئیں جنہیں ٹریڈ یونین سے متعلق قطعی کوئی تجربہ تھا ہی نہیں محض پارٹی کے پولٹ بیورو اور پریسیڈیم کے رحم و کرم پر پارٹی کے لئے اے یو سی سی ٹی یو کا کاروبار حیات رواں دواں ہے۔

پارٹی کا دخل

یہ ہی نہیں ہر انفرادی یونین اور ٹریڈ یونین اجتماع میں پارٹی ایک منظم طریقے پر اپنے آدمیوں کو داخل کرتی ہے تمام پارٹی ممبران کی ڈیوٹی میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ یونین کے اندر پارٹی کا گروپ قائم کریں۔ جو پارٹی کے تحت کام کرے اور پارٹی کے پروگرام پر یونین سے عمل درآمد کرائے۔ مثال کے طور پر اے سی سی ٹی یو کے کمیونسٹ ممبران پارٹی کی سینٹرل کمیٹی کے ماتحت ہیں (یعنی سینٹرل کمیٹی کے موضوع ترین ڈپارٹمنٹ یا شعبہ پرموٹر کنٹرول) علاقائی سطح پر ٹریڈ یونین کے کاموں کے ذمہ دار افراد میں بھی پارٹی کے افراد نمایاں نظر آتے ہیں اس سے قبل کے ٹریڈ یونین یا کانگریس منعقد ہو پارٹی کی جانب سے ان ذمہ دار افراد کو واضح ہدایات موصول ہوتی ہیں کہ انہیں کیا قدم اٹھانا ہے اور کیا فیصلہ کرنا یا کروانا ہے یہ تمام نظام اس طرح قائم کیا گیا ہے کہ پارٹی کے فیصلوں سے انحراف کی قطعی کوئی گنجائش ہی موجود نہیں غیر اشتراکی یا نان کمیونسٹ ممبران یونین سے یہ تمام فیصلے قطعی طور پر خفیہ رکھے جاتے ہیں۔ کوشش کی جاتی ہے کہ وہ کانگریس یا کمیٹی میٹنگ میں شرکت ہی نہ کر سکیں۔ کمیونسٹ پارٹی کے اپنے دستور کی دفعہ ۶۸ میں اس سلسلے میں بیان کیا گیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"سوویٹ ٹریڈ یونین کو آپریٹو اور دیگر اداروں کی طلب کردہ میٹنگوں میں جہاں تین یا زائد پارٹی ممبر ہوں۔ پارٹی کا گروپ قائم کیا جائے تاکہ پارٹی کے اثر و نفوذ کو مستحکم بنایا جائے۔ اور پارٹی کے فیصلوں پر عملدرآمد کرایا جائے۔ پارٹی اور حکومت کے قائم کردہ ڈسپلن کو قائم کیا جائے۔"

دفعہ ۶۹ میں مزید کہا گیا ہے کہ۔

"پارٹی گروپ پارٹی کی ترجمانی کرے۔ تمام علاقائی سطح پر پارٹی کے مقرر کردہ ہدف کو حاصل کیا جائے تمام مسائل پر پارٹی کے گروپ کا فرض ہے کہ پارٹی کی مقرر کردہ پالیسی و فیصلوں پر عمل درآمد کرایا جائے۔

اوپر بیان کردہ دفعات دراصل پارٹی کے دستور کا اختصار ہیں جو کمیونسٹ پارٹی نے اپنی آٹھویں کانفرنس ۱۹۱۹ء میں منظور کیا (کمیونسٹ پارٹی آف دی سوویٹ یونین اون ٹریڈ یونین ماسکو ۱۹۵۷ء صفحہ ۶۴، ۶۵) یہ قانون آج بھی معمولی سی تبدیلی کے ساتھ من و عن موجود ہے۔

"پارٹی کے منتخب کردہ عہدیداران یونین کے دباؤ کے تحت ذمہ دار عہدوں کے لئے پارٹی کی اپنی پسند ہی کافی ہے لیکن ذمہ دار عہدے صرف پارٹی کے ممبران کو ہی حاصل ہو سکتے ہیں حالانکہ پارٹی کی گیارہویں کانفرنس ۱۹۲۲ء میں یہ طے کر لیا گیا تھا۔ کہ ٹریڈ یونین کے ذمہ دار عہدوں پر صرف پارٹی کے ایسے ممبران کو تفویض کیا جائے جو ٹریڈ یونین کا تجربہ رکھتے ہوں۔

حوالہ KPSS - 123-4

۱۹۶۷ء میں پارٹی کے ممبران یا امیدواران برائے پارٹی ممبران کارخانوں، دفاتر اور مقامی ٹریڈ یونین کمیٹی کی ۲۸ و ۲ فیصد تھی۔ اور ان کمیٹی کے عہدیداران کا ۴۷، ۸۶ فیصد تھی (ٹیکسٹ بک ٹریڈ یونین صفحہ ماسکو ۱۹۶۸ء آخری ٹریڈ یونین کانگریس کے

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منڈوبین میں پارٹی ممبران یا امیدواران برائے پارٹی ممبران کی تعداد ۶۲ء۷ فیصد تھی (ٹرڈ ۲۳ مارچ ۱۹۷۷ء) جب اس کے برخلاف پارٹی ممبران یا امیدواران پارٹی جو ٹریڈ یونین سطح سے پارٹی تک پہنچے ہیں ان کی تعداد ۱۵ فیصد سے زیادہ نہیں۔

گورنمنٹ کنٹرول

حکومت سوویٹ ٹریڈ یونین پر اپنا کنٹرول قائم رکھنے اور انہیں اپنے مقاصد کے استعمال کرنے کے لئے مختلف ذرائع اختیار کرتی ہے جب کہ پارٹی اپنے ذرائع علیحدہ استعمال کرتی ہے جن کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ گورنمنٹ کے مختلف ادارے نیشنل بنک تا خفیہ پولیس ہر وقت ٹریڈ یونین کی سرگرمیوں پر اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہیں، یونین کے عملے اور مالی امور کے انتظامات اور پالیسی مکمل طور پر حکومت کی گرفت میں رہتی ہے یونین کے عہدیداران کا مرتبہ کم و بیش سرکاری عہدیداران کے برابر ہوتا ہے یونین کے ملازمین مثال کے طور پر کسی بھی شخص پر کوئی بھی جرمانہ عائد کر سکتے ہیں۔ جس کے لئے ان سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی جا سکتی۔ اس کے علاوہ وہ جسے چاہیں از خود اس کی آزادی سلب کر سکتے ہیں۔ (روس کے فوجداری قانون کی دفعہ ۱۷۰)

یونینوں کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ آزادانہ طور پر جس کو وہ مناسب سمجھیں اپنے اسٹاف میں شامل کر لیں گورنمنٹ کے اداروں اور قومی ملکیت میں لی جانے والی صنعتوں کی یونینوں کے تمام اسٹاف کا انحصار حکومت کی مرضی و منشا پر ہے حکومت ہی یہ تعین کرتی ہے کہ کتنے یونین کے ملازم رکھے جائیں اور کیسے رکھا جائے اس کی تنخواہ کتنی مقرر کی جائے یہ ہی نہیں ان اداروں کی اجرتوں کا تعین بھی حکومت از خود کرتی ہے (ملاحظہ کیجئے SOVIET ADMINISTRATIVE LAW – 1950, Page 121-122)

یونین کے ملازمین کی اجرتوں کو اسٹیٹ بنک جو یونین کے فنڈ بھی رکھتا ہے کنٹرول کرتا ہے اسٹیٹ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بنک حکومت کی منظوری کے بعد ٹریڈ یونین کارکنان کی تنخواہیں یونین کے فنڈ سے ادا کرتا ہے بالکل اسی طرح جیسے کہ حکومت کے ملازمین یا حکومت کے صنعتی اداروں یا وزارتوں کے ملازمین کی اجرتیں ادا کی جاتی ہیں اس طریق کار کی وضاحت اسٹیٹ بنک نے جنوری ۲۸ ۱۹۷۲ء کو از خود کی اور اپنے اعلان میں کہا کہ ٹریڈ یونین کے مالی معاملات کی نگرانی حکومت اور اسٹیٹ بنک کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

سوویٹ دستور کے آرٹیکل نمبر ۲ میں کمیونسٹ پارٹی۔ یوتھ آرگنائزیشن۔ وزارت دفاع۔ ایم ڈی۔ وی کے جی بی اور مشترکہ کھیتی باڑی کے ادارے اس قانون سے مستثنیٰ ہیں جب کہ ٹریڈ یونین کے مالی معاملات حکومت اور اسٹیٹ بنک کنٹرول کرتا ہے اسے ہم آسان زبان میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ٹریڈ یونین عہدیداران اپنی مرضی سے ایک پائی بھی خرچ نہیں کر سکتے جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں جنہیں ان قوانین سے استثنا حاصل ہے وہ اپنے اسٹاف میں جسے چاہے رکھیں جتنا چاہیں خرچ کریں۔ ان سے کوئی باز پرس نہیں کی جا سکتی جب کہ اس کے برخلاف یونین کے ۱۵ افراد پر مشتمل اسٹاف کے لئے بھی ٹریڈ یونین محض حکومت اور اسٹیٹ بنک کے رحم و کرم کی محتاج ہے۔ حوالے کے لئے ملاحظہ فرمایئے

COLLECTION OF LEGESLATIVE ACTS ON LABOUR - MOSCOW-1974, Page375 صـ ۳۷۵

پیروکار سرکار

یونین پر پابندیاں صرف حکومت اور کمیونسٹ پارٹی کی حد تک ہی نہیں ہیں ہمارے ہاں پیروکار سرکار ہم ایسے وکیل کو سمجھتے ہیں جو حکومت کی جانب سے کسی بھی مقدمے کی پیروی کرتا ہے یہ ہی اصول ساری دنیا میں مسلم ہے اس کے برخلاف اب روس میں دیکھئے کہ حکومت کا یہ ادارہ جسے روسی PROKURATURA کہتے ہیں اس کا کام یہ بھی ہے کہ وہ ٹریڈ یونین کے فیصلوں اور سرگرمیوں کی نگرانی کرے اس ادارے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی داغ بیل مشہور بادشاہ پیٹر دی گریٹ نے ۱۷۲۲ء میں ڈالتے وقت کہا تھا یہ وہ ہے جو عوام الناس پر اپنی نظریں رکھے اور حکومت کو اس سے مطلع کرے۔ روس نے ۱۹۲۳ء میں اس رسم کی بنیاد ڈالی اور فوراً بعد اسے یہ اختیار بھی دے دیا کہ وہ سرکاری نظم و نسق صنعتی و تجارتی اداروں۔ سماجی تنظیموں اور یونینوں کے علاوہ ہر شہری کی نگرانی بھی کرے SOBRANIE UZAKOMENII RSFSR MOSCOW-1923

یونین کی سرگرمیوں پر قریبی نظر رکھنے کے لئے پیروکار سرکار کے ایجنٹوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ یونین کے سرکلر۔ ہدایات، قراردادوں یا دیگر دستاویزات کو دیکھ سکتے ہیں یہی نہیں وہ اس سلسلے میں یونین کے عہدیداران سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں یونین کے دفاتر کا معائنہ کرنے کے علاوہ عہدیداران کو حکم دے سکتے ہیں کہ وہ اپنے ذیلی اداروں یا تنظیموں کے معاملات کی چھان بین کریں۔ علاوہ ازیں جب وہ یہ سمجھیں کہ ان کے نزدیک قانون شکنی کی گئی ہے تو وہ شکایت کر سکتے ہیں یونین اس شکایت کے موصول ہونے کے دس یوم کے اندر پیروکار سرکار کے سامنے وضاحت پیش کرے گی جو اپنی صوابدید پر اس معاملے کو ختم کر سکتا ہے یا آگے بڑھا سکتا ہے پیروکار سرکار یونین کو ہدایات جاری کر سکتا ہے جن پر ایک ماہ کے اندر اندر عمل کیا جانا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ وہ کسی بھی شخص کے خلاف مقدمہ داخل کر سکتا ہے۔

VEDOMOSTI VERKHOVNOVO SOVESTA-SSSR-1955

اس کے علاوہ خفیہ پولیس بھی یونینوں پر کڑی نگرانی رکھتی ہے خفیہ پولیس یونینوں پر صرف باہر سے نظر نہیں رکھتی بلکہ وہ یونینوں میں اپنے آدمیوں کو ایک منظم نظام کے تحت بالکل کمیونسٹ پارٹی کی طرح داخل کرتی ہے۔ اور پھر اس میں کمال شرط یہ رکھی جاتی ہے کہ پارٹی کے لوگوں کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ ان کا یونین کا ساتھی خفیہ پولیس کا آدمی ہے خفیہ پولیس کے ان افراد کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ یونین کے اہم عہدوں پر قابض

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو جائیں، خط و کتابت ان کی دستبرد سے محفوظ نہیں ہوتی اور وہ یونین کے عہدیداران کی جانب لکھے جانے والے ہر خط پر اپنی نظر رکھتے ہیں۔

FELIX DZIERZYNSKI سربراہ آل رشین ایکسٹرا آرڈنری کمیشن ALL RUSSIAN EXTRA ORDINARY ARTICLE 8-M COMMISSION جسے روسی چیکا (خفیہ پولیس) بھی کہتے ہیں نے ۱۸ مارچ ۱۹۲۱ء کو اپنے ایک ساتھی کو مندرجہ ذیل خط تحریر کیا۔

"مزدوروں کو چیکا (خفیہ پولیس) کے لئے کام کرنے کی ترغیب دی جائے تاکہ ہم زدوروں کی مدد کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہمیں ٹریڈ یونین کی انتظامیہ میں چیکسٹ گروپ قائم کرنے چاہئیں، میں تجویز کرتا ہوں کہ اس گروپ کی کم از کم تعداد تین افراد پر مشتمل ہو۔ دو وہ خود رکھیں اور ایک کو ہم نامزد کریں۔ اس گروپ کے ذمے یہ اہم کام لگایا جائے کہ وہ یونینوں کے کام پر براہ راست اثر انداز ہوں جو یونین پارٹی کے مفاد میں کام کریں۔ ان کے خلاف کسی بھی قسم کی تنقید اگر کی جائے تو اسے ٹھیک کریں۔ یا وہ عہدیداران یونین جو پارٹی مفاد کے خلاف سوچ رکھتے ہوں انہیں عام ممبران میں بدنام کر کے ٹھیک کیا جائے۔ ہمارے گروپ کے لوگ زیادہ سے زیادہ قابل ہوں اور مسائل کو غیر محسوس انداز میں حل کریں۔ میں نے اس سلسلے میں KUTUZOV سے بات کی ہے۔

KUTUZOV (اس وقت ٹیکسٹائل ورکرز یونین کے صدر کے عہدے پر فائز تھے) وہ میری تجویز سے اتفاق کرتے ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہمارے شعبہ سے اس تجربے کا آغاز کیا جائے۔

حوالے کے لئے۔ From the History of the All Russian Extra Ordinary Commission 1917-1921 Moscow Page 436

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خفیہ پولیس کے افراد کا یونینوں میں عمل دخل صرف اسی طریقے سے نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے علاوہ بھی دیگر ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں۔ مزدور پارٹی اور پولیس کے مگاشتوں اور ایجنٹوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ لیکن اسے ثابت کرنا تقریباً ناممکن ہے پولیس کی سرگرمیوں کو انتہائی خفیہ رکھا جاتا ہے ۱۹۴۱ء میں SMOLENSK شہر پر نازی فوجوں نے قبضہ کر لیا۔ بھاگتے ہوئے روسی خفیہ پولیس کے لوگ اپنے ساتھ ریکارڈ لے گئے یا جلا کر تلف کر ڈالا لیکن کمیونسٹ پارٹی کا ریکارڈ جس عمارت میں تھا ۱۹۱۷ء تا ۱۹۲۸ء کے اس ریکارڈ کو وہ اسی طرح چھوڑ گئے۔ جرمن سی آئی ڈی نے ۵۰۰ فائلیں جو ۲۰۰,۰۰۰ صفحات پر مشتمل تھیں۔ جرمنی روانہ کر دیں۔ جنگ کے خاتمے پر یہ ریکارڈ امریکن افواج کے ہاتھ آیا اور امریکہ منتقل کر دیا گیا۔ جہاں پروفیسر میرلے فینسوڈ نے جن کا تعلق ہارورڈ یونیورسٹی سے ہے اس پر کام کیا۔ یہ ریکارڈ اب سرکاری دستاویزات میں شمار ہوتا ہے جس کی بنا پر خفیہ پولیس کا ٹریڈ یونین میں دخول اب کوئی خفیہ سربستہ راز نہیں رہا۔

MERLE FAINSOD, SMOLENSK under SOVIET Rules Cambridge. Mass 1958 حوالہ۔

شہر کی دستاویزات

SMOLENSK شہر سے حاصل ہونے والی دستاویزات جو ۱۹۲۸ء تک کی ہیں خفیہ پولیس کی سرگرمیوں کا احاطہ کرتی ہیں۔ ان کا تعلق ان ہدایات سے ہے جو ٹریڈ یونین کے سلسلے میں خط و کتابت کے سلسلے میں ہیں۔

(ا) اس فہرست میں انتہائی خفیہ کے لئے جو دستاویزات رکھی گئیں ہیں ان کا تعلق، دفاعی صنعتوں، فوجی بھرتی اور انخلا کے پلان، بددلی، آزردگی۔ بغاوت و جوابی بغاوت کے سلسلے میں ہونے والی خط و کتابت۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ب) علاوہ ازیں دوسرے نمبر پر خفیہ رکھی جانے والی دستاویزات میں مندرجہ ذیل موضوع کے خط ہیں۔

- ★ انفرادی طور پر ایسے سیاسی افراد کی خط و کتابت جو پارٹی کے نزدیک مخالفین شمار کئے جاتے ہیں۔
- ★ پارٹی میں انتشار کے معاملے پر دستاویزات۔
- ★ ویزا کے اجراء کے اسپیشل طریقہ کار کے سلسلے کی خط و کتابت۔
- ★ سفارشی معاملات کی دستاویزات۔
- ★ ٹریڈ یونینز کے عہدیداران کے درمیان ہونے والی خط و کتابت اور پارٹی کی یونینوں کو ہدایات کے متعلق دستاویزات
- ★ ذمہ دار مزدوروں کی انفرادی فائلیں اور خط و کتابت برائے منتقلی
- ★ کارکنان یا ان کی ٹریڈ یونینوں میں ذمہ دار عہدوں پر قائض کئے جانے کے سلسلے میں پارٹی کی ہدایات۔
- ★ روسی ٹریڈ یونینز کی بین الاقوامی سطح پر شروع کی جانے والی سرگرمیوں کے سلسلے میں قائم رکھے جانے والی دستاویزات۔
- ★ بیرون ملک روسی ٹریڈ یونین رہنماؤں کی ٹریڈ یونین کانگریس میں شمولیت کے سلسلے میں رکھی جانے والی دستاویزات۔
- ★ بیرون ملک روسی ٹریڈ یونین رہنماؤں کے روانہ کردہ پیغام تہنیت اور ہدایات کے سلسلے میں دستاویزات۔
- ★ بیرون ملک افراد سے خط و کتابت جس میں ہدایات ہوں۔
- ★ بیروزگاری کے ضمن میں خیالات۔
- ★ تارکین وطن اور مقبوضہ جات کے سلسلے میں خیالات۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

★ قانونی اجازت حاصل کئے بغیر تنظیم حکومت۔ یا حکومت کی امداد سے چلنے والے اداروں کے بارے میں خیالات۔

★ شہری ہوابازی کے سلسلے میں خیالات

★ فوجی اور دفاعی ہوابازی کی فیکٹریوں کے سلسلے میں خیالات

★ ایسی تمام خط و کتابت جو حکومت کے خیال میں انتہائی خفیہ تصور کی جاتی ہو۔

★ بحری و بری ٹرانسپورٹ کی گاڑیوں کے متعلق معلومات کا حصول۔

★ بیورو کریسی اور گرفتار شدہ یا جلاوطن لوگوں کے سلسلے میں کی جانے والی خط و کتابت۔

★ ایسے قانونی کیسوں کے بارے میں خط و کتابت جو زیر سماعت ہوں اور انتہائی خفیہ کے زمرے میں نہ آتے ہوں۔

★ خفیہ فائلوں یا دستاویزات کے سلسلے میں کئے جانے والے انتظامات کے بارے میں خط و کتابت۔

★ ٹریڈ یونین کے سلسلے میں جمہوریت کے بارے میں اظہار رائے خواہ وہ ٹریڈ یونین کے نمائندے کریں۔ یا دوسری مزدور تنظیمیں۔

★ مزدوروں کو مالی مدد دیئے جانے یا نہ دیئے جانے کے مسائل۔

★ سیاسی و معاشی مسائل پر خط و کتابت جو یونینوں۔ پریسیڈیم یا کانگریسوں کے طریقہ کار کے بارے میں کی جائے۔

★ بیرون ملک سے آنے والے مزدور وفود کے استقبال یا مہمان نوازی کے سلسلے میں کئے جانے والے انتظامات۔

★ ٹریڈ یونین کے اخراجات کے سلسلے میں کی جانے والی نکتہ چینی کے بارے میں خط و کتابت۔

see MERLE FAINSOD, op. Cit, Page 163-4 حوالہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اب آیئے دیکھیں جو چیز خفیہ پولیس کے احکامات کے تحت ناقابل اشاعت ہیں۔

★ اجرتوں، اوقات کار، طریقہ پیداوار کے سلسلے میں ہونے والی گفت وشنید

★ اگر کہیں حادثاتی طور پر ہڑتال ہو جائے اس کا ذکر۔

★ ایسی خط وکتابت جو کارکنوں کی بددلی کی وجہ سے پیداوار میں کمی کے سلسلے میں کی جائے۔

★ پارٹی یا بڑوں کے حکم سے کی جانے والی تحقیقات کے سلسلے میں مواد۔

★ بیرون ملک خفیہ ذرائع سے آنے والے لٹریچر اور اس کے اقتباسات دبیرون ملک سے لٹریچر حکومت کی مرضی سے آسکتا ہے بصورت دیگر اس کا ملک میں لانا سنگین جرم ہے۔

★ سفارتی لٹریچر جس میں آزاد معاشروں اور اقدار کا ذکر ہو۔

مندرجہ بالا تینوں صورت حال کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت بخوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ روس میں سانس لینے تک کے لئے حکومت کی اجازت درکار ہے یہ ہی نہیں ایسے تمام افراد جو خفیہ خط وکتابت کے شعبوں میں متعین ہیں مثلاً ٹائپسٹ نقول تیار کرنے والے۔ کوڈ (خفیہ تحریر) یا ڈی کوڈ کرنے والے ان تمام پر خفیہ پولیس بے انتہا کڑی نظر رکھتی ہے انہیں کسی سے ملنے سے قبل اجازت درکار ہوتی ہے وہ ایک علاقے سے دوسرے علاقے یا ایک شہر سے دوسرے شہر بغیر خصوصی اجازت کے منتقل نہیں ہو سکتے ٹریڈ یونین کے دفاتر میں کام کرنے والا عملہ ہر آزادی سے محروم ہے۔

نظامت

یہ خالصتاً ایک تکنیکی سوال ہے کہ یونین کے سکریٹری کے اختیارات کیا ہیں یونین کے سکریٹریوں کے لئے ایک علیحدہ قانون وضع کیا گیا ہے جس کے تحت کوئی بھی یونین ملازم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(بشمول پارٹی ممبر) یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ خفیہ خط و کتابت کو بغیر پیشگی اجازت او جی پی یو (خفیہ پولیس کا شعبہ) ہاتھ لگائے۔ یہ اجازت حاصل کرنے کے لئے اس ملازم کے موجودہ رجحانات، دلچسپیاں، لوگوں سے میل جول۔ اس کے مزاج کی چھان بین کی جاتی ہے تب جاکر اسے یہ اجازت حاصل ہوتی ہے کہ وہ خفیہ خط و کتابت کو ہاتھ لگائے پارٹی کے اجلاس میں خفیہ خط و کتابت کے اس مسئلے کو پیش کیا جاتا ہے۔ پارٹی کے سامنے ایک حلف نامہ بھی داخل کرنا پڑتا ہے کہ وہ ان رازوں کو ہمیشہ اپنے سینے میں دفن رکھے گا۔

یونین کا کوئی بھی سیکریٹری جو ان قوانین کی اتباع سے انکار کردے یا پیشگی خفیہ پولیس کی ان شرائط کے تحت اجازت حاصل نہ کرے اسے ان تمام تفاصیل سے آگاہ ہی نہیں کیا جاتا۔ (چاہے وہ یونین کا کتنا ہی اہم ممبر کیوں نہ ہو) اس کے علاوہ پارٹی کی ٹریڈ یونین کو دی جانے والی ہدایات، بیروزگاری مزدوروں کے رجحانات ٹریڈ یونین میں پیدا ہونے والے بحران بحث طلب مسائل، یونین کے فنڈ، اجرتوں کے سلسلے میں کی جانے والی تبدیلیوں، اچانک اور حادثاتی ہڑتالوں، پیداوار میں کمی جیسے مسائل سے بھی یونین کے سیکریٹری کو قطعی طور پر بے خبر رکھا جاتا ہے یا پھر یہ کہہ سکتے ہیں کہ یونین کا سیکریٹری صرف شوپیس بن کر رہ جاتا ہے۔

خط و کتابت

خفیہ پولیس کی ٹریڈ یونین میں دخل اندازی کی تصویر ابھی مکمل نہیں ہوئی کوئی بھی ٹریڈ یونین مزدوروں کے باہمی میل جول کے بغیر قائم ہی نہیں رہ سکتی بالکل اسی طرح کوئی بھی یونین دوسری یونینوں سے بغیر باہمی رشتے اور میل جول کے اپنی حقیقی مقاصد سے ناواقف رہتی ہے یا پھر یونین نہیں رہتی روس میں یونینوں کے باہمی میل جول اور اشتراک کی قطعی کوئی گنجائش نہیں پولیس کا خفیہ محکمہ اس میل جول

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو کنٹرول کرتا ہے۔ تمام خط و کتابت جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں۔ انتہائی خفیہ۔ خفیہ اور ممنوع برائے اشاعت کے زمرے میں آتی ہے خفیہ پولیس اس زمرے میں وقتاً فوقتاً تمام ٹریڈ یونینوں کو مطلع کرتی رہتی ہے صرف اور صرف باہمی طور پر ملاقات یا پھر بے انتہا کم اہمیت کے حامل عہدیدار ملاقات کر سکتے ہیں۔ جو دستاویزات جنگ کے نتیجے میں ہاتھ آئیں وہ یقیناً پرانی ہیں اس دوران نئے قوانین اور حدیں مقرر کی گئیں ہیں لیکن جو اصول وضع کئے گئے ہیں وہ آج بھی خفیہ ہیں اس لئے ان حالات میں جب کہ آزاد دنیا روس کی ٹریڈ یونینوں کے حالات کار اور ان کو کنٹرول کرنے والے اداروں کے دائرہ اثر سے قطعی ناواقف ہے صرف روس کی مزدور تنظیمیں ہی اس مسئلہ پر روشنی ڈال سکتی ہیں لیکن جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں نام نہاد ٹریڈ یونین تنظیمیں جن کا دائرہ صرف پارٹی خفیہ پولیس پبلک پراسیکیوٹر کے گرد گھومتا ہے حقیقت حال پر زبان کھولنے کے لئے کس طرح تیار ہو سکتی ہیں۔

میں نے اس مضمون کے شروع میں آل یونین سنٹرل کونسل آف ٹریڈ یونین کا ذکر کیا تھا۔

اب آیئے ہم موجودہ روسی پروپیگنڈے کا مختصراً جائزہ لیں جس میں دنیا کو یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ روس میں ٹریڈ یونینوں کی حکومت قائم ہے۔

ٹریڈ یونین بحیثیت سرکاری ادارے

۲۳ جون ۱۹۳۳ء کو کونسل آف پیپلز کمیسار (پارٹی) اور اے یو سی ٹی یو کی ایک مشترکہ مجلس منتظمہ کا اجلاس ہوا جس کے فیصلوں کی شق ۱ کے مطابق یہ طے پایا کہ اے یو سی ٹی یو وزارت محنت کے فرائض کو پورا کرتی ہے اس لئے۔

روس کی وزارت محنت اس کے مقامی ادارے، سماجی بیمہ اور انتظامی ڈھانچہ برائے وفاق و مقامی کو اے یو سی ٹی یو میں ضم کیا جاتا ہے اے یو سی ٹی یو اس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمام انتظامات کی ذمہ دار ہوگی۔

SOBRANIE ZAKONOV
SSSR, 1923 Page-40 حوالے کیلئے۔

کیا ایک ٹریڈ یونین حقیقی معنوں میں قائم رہ سکتی ہے حکومت کا ادارہ ہونے کی بنا پر کیا وہ اپنے ممبران کے حقوق کا دفاع کر سکتی ہے اگر وہ بے انتہا مخلصانہ کوشش بھی کرے تو زیادہ سے زیادہ غیر جانبدار رہ سکتی ہے مزدوروں کے حقوق کی بازیابی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوغلے ادارے

حکومت کی آزاد معاشروں میں جہاں اور ذمہ داریاں ہیں وہاں مزدوروں اور مالکوں کے درمیان ہونے والے صنعتی اور دیگر تنازعات کو نمٹانے کی بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ ہی نہیں سماجی بیمہ کی اسکیم لیبر انسپکشن کی ذمہ داری بھی حکومت پر عائد ہوتی ہے لیکن جہاں ٹریڈ یونین از خود حکومت یا سرکاری ادارے کی حیثیت سے کام کرنے لگے تو پھر ان فرائض کو کون انجام دے۔ روس میں ٹریڈ یونین دراصل وہ دوغلے ادارے ہیں جو ایک جانب تو سرکاری حیثیت رکھتے ہیں اور دوسری جانب جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔ بے اختیار ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنے کارکنان کی یا ممبران کے حقوق کا غیر جانبدار ہو کر تحفظ کرنے سے محروم کر دیئے گئے۔ جب کہ روسی معیشت میں ہر چیز کی ملکیت حکومت کے حصہ میں آئی ہے۔ اس کے باوجود یونینوں کی حیثیت حکومت کے ذیلی یا ماتحت اداروں کی ہے۔

جنوری ۱۹۱۸ء میں پہلی قومی سوویٹ ٹریڈ یونین کانگریس منعقد ہوئی جس میں طے پایا گیا کہ سوویٹ ٹریڈ یونین بحیثیت ذیلی اداروں، ماتحت اداروں کے حکومت کے ساتھ کام کریں گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حوالہ THE FIRST ALL RUSSIAN CONGRESS OF TRADE UNIONS MOSCOW - 1918

دو سال بعد کمیونسٹ پارٹی کی ۹ ویں کانگریس منعقد ہوئی جس نے فیصلہ کیا کہ ٹریڈ یونینز اور روسی حکومت کے درمیان کسی بھی اختلاف کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کی اجازت دی جا سکتی ہے یہ ہی نہیں یونینوں کو حکم دیا گیا کہ وہ حکومت کے معاون اداروں کی حیثیت سے کام کریں۔ اس کے علاوہ انہیں کام کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

سوشل انشورنس کا تمام فنڈ ٹریڈ یونین کی ملکیت نہیں بلکہ اس کی ملکیت بھی حکومت کے قبضے میں ہے اس فنڈ میں ادارے اور مزدور ادائیگی کرتے ہیں (آرٹیکل ۲۳۷ لیبر کوڈ آف RSFSR لیکن ایسے مزدور جو یونین کے ممبر نہیں ہیں انہیں زچگی یا بیماری کے معاوضے کی صورت میں یونین کے ممبران کی بہ نسبت پچاس فیصد کم ادائیگی کی جاتی ہے۔

حوالہ Hand Book of the Trade Union Worker Moscow - 1973 Page 300-314

حالانکہ یونین کا ممبر یا غیر ممبر مزدور اس فنڈ میں یکساں ادائیگی کرتے ہیں اس پہ بھی ستم یہ ہے کہ کس مزدور کو ہسپتال میں داخل کیا جائے یا کسے آرام کے لئے رخصت دی جائے اس بات کا تعین بھی یونین کے عہدیداران بالفاظ دیگر پارٹی کے لوگ کرتے ہیں۔ ڈاکٹر یا معالج کی مرضی دخل اور رائے کو اس سلسلے میں قطعی ضروری تصور نہیں کیا جاتا۔

پچھلے سال ہوچی کلینک ۱۷ میں تپدق کے ۹ ہزار مریض آئے جن میں سے تین ہزار کسی قسم کے علاج سے محروم رہے ہر سال پورے ملک میں تپدق کے ۲۵ سے ۳۰ ہزار مریض علاج سے محروم رہتے ہیں ملک کے سینٹوریم پر اگر نظر ڈالیں تو یہ اعداد و شمار بڑے ہوشربا نظر آتے ہیں۔ ایک چھوٹے سے سینٹوریم "ازوستیا" میں پورے موسم بہار میں کسی ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مریض کو بھی داخل نہیں کیا گیا جبکہ پورے سال میں آنے والے ۳۰ تا ۳۵ فیصد مریض علاج حاصل کرنے والے خوش نصیبوں میں سے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ٹریڈ یونین سے اجازت حاصل کر لی تھی۔ اس میں سے بھی بہت سے افراد پوری طرح صحت مند تھے لیکن انہیں بطور انعام واکرام آرام کی غرض سے رخصتیں حاصل ہوئیں جب کہ تبدق کے اصل شکار مریضوں کو معمولی طبی سہولت بھی حاصل نہیں۔

لیبر انسپکشن

لیبر انسپکشن یا معائنہ کا لفظ جب سامنے آتا ہے تو ہم اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ صنعتی ہائیجین حفاظت کار اور مزدور قوانین پر مکمل عمل درآمد کی غرض سے کارخانوں کا معائنہ ۱۹۳۳ء میں جب ٹریڈ یونین کا باضابطہ انضمام ہوا تو یہ ذمہ داری بھی اے یو سی سی ٹی یو پر ڈال دی گئی۔ اے یو سی سی ٹی یو نے نومبر ۱۹۴۰ء میں طبی انسپکشن اور مزدور قوانین پر عمل درآمد کی نگرانی کے شعبوں کو بچت کے نام پر بند کر دیا اور اس کام کی ذمہ داری ٹیکنیکل انسپکٹران پر ڈال دی۔ یہ حضرات جو انجینئر ہیں یا پھر ٹیکنیشن جن کا دور کا بھی شعبہ طب سے کوئی تعلق نہیں نہ ہی وہ معاہدہ کی خلاف ورزی اور ٹائم اوقات کار یا دیگر مزدور مسائل سے واقفیت رکھتے ہیں اس کے علاوہ مزدوروں کی منتقلی برخواستگی حالات کار کے مسائل ایسے ہیں جو ان کے بس کا روگ نہیں۔ اس لئے نہ تو وہ ٹیکنیکل انسپکشن ہی کر پاتے ہیں اور نہ ہی اپنے بنیادی کام حالات جب بے انتہا خراب ہوئے۔ تو اے سی سی ٹی یو نے ۲۲ نومبر ۱۹۷۶ء کو اپنے اجلاس میں دوبارہ قانونی لیبر انسپکشن کا شعبہ قائم کیا۔

برخواستگی

سوویٹ یونین کے آرٹیکل ۱۹ء میں صنعتوں، ٹریڈ یونینوں، ورکس کمیٹیوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق قوانین ہیں۔ اسی قانون میں کسی مزدور کو ڈسمس کرنے کا مندرجہ ذیل قانون وضع کیا گیا۔

"کسی بھی کارکن کو کسی صنعتی ادارے فیکٹری، آرگنائزیشن یا دیگر ادارے سے لوکل یا درکس کمیٹی برائے ٹریڈ یونین کی پیشگی اجازت کے ساتھ برخواست کیا جا سکتا ہے ماسوائے ایسے کیسوں یا معاملات کے جن کا ذکر روس کے قوانین میں موجود ہے۔"

اس قانون کا تجزیہ کرنے سے یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ ٹریڈ یونین کے کرتا دھرتا جسے چاہیں اور جب چاہیں۔ رزق حلال کے سلسلے میں کی جانے والی کاوشوں سے محروم کر سکتے ہیں۔ اب آیئے دیکھتے ہیں کہ درحقیقت ہو کیا رہا ہے اکثر و بیشتر برطرف کئے جانے والے مزدوروں کے معاملے میں روس کی عدالتوں نے ان برطرفیوں کے خلاف فیصلہ دیا اور انہیں محض ذاتی رقابتوں کا شاخسانہ قرار دیا۔

سالفہ سال میں ۳۰۹ افراد نے اپنی برخواستگیوں کے خلاف عدالتوں سے رجوع کیا جس میں سے ۱۹۴ کارکنوں کو عدالتوں نے بحال کر دیا۔ یہ تو صحیح ہے کہ انصاف کی فتح ہوئی۔ لیکن دیکھنے اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا وجوہات تھیں جن کی بنا پر یہ مزدور نوکریوں سے محروم ہوئے۔ تجزیہ کرنے پر معلوم ہوا کہ اکثر و بیشتر کیسوں میں کارکنوں کی بجائے یونینوں کے عہدیداران اور انتظامیہ کے افسران قانون شکنی کے مرتکب قرار پائے گئے کسی بھی ٹریڈ یونین پر اپنے ممبران کی جانب سے یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان کے حقوق کی نگہبانی کرے اور جب ٹریڈ یونین از خود ہی ممبران کے برطرف کئے جانے میں ایک فریق ہو تو پھر یہ غریب ممبر کہاں جائے اس کے ساتھ ہی یونین کا کوئی ممبر باقاعدہ دوسرے مزدوروں کو سوچے متصوبے کے تحت پریشان کرنا شروع کر دے اور یونین اسے ملازمت سے برطرف کرنے کے معاملے میں محض اپنے پھوہونے کے وجوہ کی بنا پر اجازت نہ دے تو پھر کیا صورت ہوگی۔ قارئین خود اندازہ فرمالیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روس کے ایک ضلع ظفر آباد میں تعمیرات وانتظامات کے ذمہ دار ادارے کے سربراہ زامول خانو نے ایک خاتون کارکن کو ملازمت سے برطرف کر دیا۔ اس ضمن میں انہوں نے یونین کی منظوری بھی حاصل نہ کی۔ اس معاملے کو برطرف خاتون کورٹ میں لے گئی۔ لیکن کورٹ کے فیصلے کے باوجود وہ برطرف شدہ خاتون ملازمت پر بحال نہ ہو سکی۔

پیروکار سرکار کے دفتر کے ریکارڈ کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مزدور کارکنوں کی برطرفی اصل میں مزدور قوانین کے صریحاً برخلاف ہے اور ان غیر قانونی برطرفیوں کی ذمہ داری کلیتاً حکومت کے عہدیداران سربراہان انتظامیہ اور پرسنل ڈپارٹمنٹ کے علاوہ یونین کے عہدیداران پر عائد ہوتی ہے اس کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ غیر قانونی برطرفیوں کی ذمہ داری اکثر و بیشتر صورتوں میں اداروں کے سربراہان پر عائد ہوتی ہے چند یونینوں نے برطرفیوں کے سلسلے میں اپنی رضامندی نہیں ظاہر کی۔ جیسا کہ ضلع کول خوذ آباد کے تربیتی اسکول کی ایک کارکن (KOLKHOZABAD DIST. O. KARAKHAN) اوکارا خان یونین کی مرضی و منشاء کے مطابق مریضوں کی فہرست میں شامل تھی اس خاتون نے اسکول ڈائریکٹر کو کسی سلسلے میں ناخوش کر دیا۔ انہیں ملازمت سے برخواست کر دیا گیا۔ وہ بعد ازاں ایک طویل ترین مقدماتی جنگ کے بعد بڑی مشکل سے بحال ہو سکیں۔

آج بھی روس میں بعض ایسے علاقے موجود ہیں جہاں مزدوروں کی داد فریاد کے لئے نہ تو پیروکار سرکار کے دفاتر ہیں اور نہ ہی مزدور عدالتیں اور مزدور کلیتاً ٹریڈ یونینوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ مثلاً تاجکستان کو لے لیجئے یہاں ٹریڈ یونین اپنے ممبران کے حقوق کا تحفظ کرنے کی بجائے۔ ان کے حقوق کو پامال کرنے والے ذمہ دار انتظامیہ کے عہدیداران کا تحفظ کرتی ہیں۔ جب یہ صورت حال حد سے زیادہ تجاوز اختیار کر گئی تو سابقہ سال مئی میں تاجک کونسل پریسیڈیم نے پیروکار سرکار کی رپورٹ پر ایک قرارداد منظور کی جس میں اعتراف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا کہ مزدوروں کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے جس کا ازالہ کر دیا جائے گا۔ لیجئے دو لفظوں میں سارا قصہ ہی ختم کر ڈالا گیا۔ لیکن اس دو لفظی قرارداد پر بھی عمل ہونا تقریباً ناممکن امر ہے جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔ اگست ۱۹۷۴ء میں روزنامہ ٹرڈ نے اپنی ۴ر تاریخ کی اشاعت میں صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے کہا ہے کہ جو افراد غیر قانونی افعال کے مرتکب ہوئے ہیں۔ انہیں سخت سزا دی جائیں۔

مزدور تنازعات کا تصفیہ

کسی بھی معاشرے میں گھٹن یا دباؤ اس معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے تمام دنیا کے صحت مند معاشرے اس دباؤ کو ختم کرنے کے لئے متعدد ذرائع اختیار کرتے رہتے ہیں اور اسی مناسبت سے وقت کے تقاضوں کے تحت قوانین وضع کئے جاتے ہیں جو اس دباؤ یا گھٹن کو ختم کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں بین الاقوامی ادارہ محنت (آئی ایل او) نے مزدوروں کے حق ہڑتال کو اجتماعی سودا کاری کے لئے موثر ہتھیار قرار دیا ہے روس نے آئی ایل او کی متعدد سفارشات کو اپنے ہاں جاری کرنے کا فیصلہ بھی کیا ہے جس میں حق ہڑتال بھی شامل ہے لیکن روس کے مزدور دنیا کے وہ بدقسمت ترین مزدور ہیں جنہیں باوجود آئی ایل او کی سفارش کی قبولیت کے آج تک حق ہڑتال حاصل نہیں اس لئے ہم صریح طور پر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مزدور تنازعات کا تصفیہ حق ہڑتال ایجی ٹیشن اور مظاہروں پر پابندی کے باعث حکومت اور اس کی ذیلی ایجنسیوں کی اپنی خواہشات کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ مزدوروں کی اپنی خواہشات کے۔

سوویٹ ٹریڈ یونینیں انفرادی مزدور مسائل کے تصفیے کے سلسلے میں جو کردار ادا کرتی ہیں اور جس طرح وہ اس ضمن میں مزدوروں کے نام کو استعمال کرتی ہیں وہ حقیقتاً صرف اور صرف حکومت کی نمائندگی کے مترادف ہے۔ اب آیئے دیکھتے ہیں۔ کہ قانونی اعتبار سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مزدور مسائل کو حل کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

Regulations in Vedomosti Verkhovnovo
SOVETA SSSR - 1974 Page - 22

قانون کی دفعہ ۱۲ کے پیراگراف ۱ میں درج ہے۔

(ا) "اگر کسی محنت کش کو انتظامیہ سے کسی بھی قسم کی شکایت ہے تو وہ اس شکایت کے سلسلے میں انتظامیہ سے براہ راست گفت و شنید کرے گا۔ اس ضمن میں یونین کا نمائندہ یا عہدیدار اس کی کوئی مدد یا معاونت نہیں کر سکتا۔" پیراگراف ۲ میں کہا گیا ہے کہ اگر براہ راست بات چیت سے مسئلہ حل نہ ہو تو پھر اس کی شکایت لیبر تنازعاتی بورڈ کے سامنے یونین کا نمائندہ پیش کرے گا۔

(ب) لیبر تنازعاتی بورڈ LABOUR DISPUTE BOARD انتظامیہ اور یونین کے مستقل نمائندگان کی یکساں تعداد پر مشتمل ہوتا ہے ARTICLE 73 اس بورڈ کا فیصلہ یونین اور انتظامیہ کے نمائندگان کا متفقہ فیصلہ ہوگا۔ ARTICLE 74 یونین کے نمائندگان کو اس بورڈ میں کارکن کا نمائندہ تصور کیا جاتا ہے بصورت دیگر یہ بورڈ مکمل ہی نہ ہوگا۔ اور اس کے فیصلے کی کوئی اہمیت ہی نہ ہوگی۔

(ج) اگر کبھی نمائندگان یونین اور انتظامیہ کے درمیان کوئی فیصلہ متفقہ طور پر نہ ہو تو کارکن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایک تیسرے فریق سے رجوع کر سکتا ہے یا پھر وہ تیسرے فریق THIRD BODY میں بورڈ کے فیصلے کے خلاف اپیل کر سکتا ہے اب آیئے دیکھتے ہیں کہ تیسرا فریق کیسے تشکیل دیا جاتا ہے جیسا میں اوپر عرض کر چکا ہوں لیبر تنازعات بورڈ کی حیثیت دو فریقی (انتظامیہ، ٹریڈ یونین) ہے اس کے برخلاف (آرٹیکل ۲۵-۲۱ تیسرے فریق کی حیثیت ایک فریقی یعنی نمائندگان ٹریڈ یونین پر مشتمل ہوتی ہے THIRD BODY یعنی کہ ٹریڈ یونین کے یہ نمائندگان جو تیسرے فریق کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں کسی اپیل کے بغیر بھی از خود یا سرکاری پیروکار کی درخواست پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کسی بھی معاملے کو دیکھ سکتے ہیں۔ بورڈ کے فیصلے کو کالعدم کر سکتے ہیں جس کا بالکل واضح مقصد غالباً یہ ہے کہ ٹریڈ یونین مزدوروں کے حقوق کا دفاع کرنے کی بجائے حکومت کے اداروں کی حیثیت سے قائم ہیں۔

(د) آرٹیکل ۳۰ اور ۳۱ کے تحت انتظامیہ یا درکر جو تھرڈ باڈی کے فیصلے سے مطمئن نہیں۔ وہ اگر چاہے تو عدالت سے رجوع کر سکتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قانون از خود یہ سمجھتا ہے کہ کارکن کے حقوق کے خلاف بھی فیصلہ دیا جا سکتا ہے۔

اے یو سی سی ٹی یو کے اپنے روزنامے ٹریڈ کے ۱۴ فروری ۱۹۵۷ء کے شمارے میں ایک مضمون میں لکھا ہے کہ یہ طریقہ بے انتہا ضروری ہے کیوں کہ ٹریڈ یونین مزدوروں کے خلاف کئے گئے غیر قانونی اقدامات کے تحفظ کے لئے قطعی غیر موثر ثابت ہوئی ہیں یہ سلسلہ ان کے انتظامیہ سے تعلقات کی بناء پر جاری ہے۔

لیبر انسپکشن اور مزدور قوانین کے صحیح اطلاق کی نگرانی کے لئے جو اختیارات ٹریڈ یونین کو تفویض کئے گئے ہیں ان پر سرکاری بیروکار مسلط ہے (لیبر کوڈ RSFSR آرٹیکل ۲۴۴ء) دنیا بھر میں لیبر انسپکشن جہاں صرف حکومت کے ذمہ دار عہدیداران کی ذمہ داری ہے یہ نظام قطعی طور پر فیل ہو گیا ہے کیوں کہ اس معائنہ کی اہمیت صرف یک فریقی ہے روس میں جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں ٹریڈ یونین محض لفظی طور پر ٹریڈ یونین کہلاتی ہیں جب کہ حقیقتاً ان کی حیثیت سرکاری اداروں کی ہے سرکاری بیروکار یا PUBLIC PROSECUTOR اور یونین تمام غیر قانونی حرکتوں پر پردہ ڈالنے میں کوشاں رہتے ہیں۔

ورک بک

تمام اجرت و تنخواہ پانے والوں کو اے یو سی سی ٹی یو اور کونسل آف منسٹرز کے حکم نمبر ۲۰ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۷۳ء کے تحت ایک ورک بک رکھنا قانوناً ضروری ہے یہ پوری دنیا میں غالباً سب سے اچھوتا قانون ہے اس کتاب کے قانون کی بنا پر کسی بھی شخص کو یہ حق حاصل نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ جہاں چاہے ملازمت اختیار کرلے۔ اس کتاب میں کارمن کی تمام سرگرمیوں کا اندراج کیا جاتا ہے کسی بھی مزدور کے متعلق تمام معلومات اس میں درج ہوتی ہیں۔

"آرٹیکل ۱۵ کے مطابق اس کتاب میں سروس صرف وہ ہی شمار کی جائے گی جو تسلی بخش ہو اور مسلسل ہو۔"

ٹریڈ یونین کے نمائندوں کو سپروائزری کمیشن میں شامل کیا گیا ہے یہ کمیشن قصبوں اور شہروں کی ایگزیکٹو کمیٹیوں نے قائم کئے ہیں تاکہ سماجی کنٹرول حاصل کیا جاسکے۔ اور مزدور تسلی بخش طور پر کام کرسکیں (جیلوں اور لیبر کالونیوں کا پورا انتظام اس کمیشن کے ذمہ ہے اس کے علاوہ یہ کمیشن جلاوطنی، سزا اور مزدوروں کو درستگی کے لئے تمام سزائیں دے سکتا ہے (آرٹیکل ۷-۸ ستمبر ۳۰ ۱۹۶۵ء) یہ کمیشن براہ راست خوف و دہشت کی فضا قائم رکھتا ہے مثال کے طور پر یہ کمیشن کورٹ کو یہ ہدایت دے سکتا ہے کہ کس فرد کو سخت ترین جیل میں منتقل کرے یا کس کو جبری مشقتی کیمپ میں (آرٹیکل

اس سے قبل کہ میں کامریڈ کورٹ کے سلسلے میں کچھ عرض کروں۔ ضروری سمجھتا ہوں کہ ایسی تمام شرائط کو بیان کردوں جن کی خلاف ورزی قانوناً جرم تصور کی جاتی ہے کسی بھی روسی ٹریڈ یونین کے دستور کو اٹھا کر دیکھ لیجئے (دستور حکومت کی جانب سے مقرر کردہ ہے) آرٹیکل ۳ میں مندرجہ ذیل شق درج ملے گی۔

یونین کے ہر ممبر کا فرض ہے کہ۔

ا۔ نہایت سخت محنت کے ساتھ کام کرے پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھائے۔

ایسا مواد اور تیکنیکی اساس پیدا کرے جو کمیونزم کے فروغ میں معاونت کرے روسی سائنس اور کلچر کے شعبہ میں مسلسل اپنی کوششوں سے اضافہ کرے۔ کام کے دوران کمیونسٹ نظریات پر پورا پورا دھیان دے پیداوار میں اپنے سپروائزروں کی ہدایت کے مطابق معیار کو قائم رکھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ب) سرکاری املاک کی حفاظت کرے۔

(ج) روس کی دفاعی پیداوار میں نہ صرف اضافہ کرے بلکہ جدت پیدا کرے تاکہ تمام اقوام عالم میں ہونے والی جنگوں میں روس اسے امن دوستی کے لئے استعمال کر سکے۔

(د) ہر حالت میں ڈسپلن قائم رکھے اور حکومت کی جانب سے مقرر کردہ ڈسپلن (نظم وضبط) کے اصولوں کی پابندی کرے۔

(ہ) اپنے سیاسی شعور کو پارٹی کی متعین کردہ پالیسیوں کے مطابق اجاگر کرے اپنی تعلیم وتیکنیک اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں میں اضافہ کرے۔

(و) پیداوار کے سلسلے میں ہونے والی رکاوٹوں سے انتظامیہ کو مطلع کرے اور معیشت کو مضبوط کرے۔

(ز) سوشلزم کے زرین اصولوں کے مدنظر عوام الناس میں سوشلسٹ معاشرے کا پرچار کرے۔

(ع) ٹریڈ یونین کی میٹنگوں میں شمولیت کرے اور یونینوں کی جانب سے عائد کردہ فرائض کو پورا کرے۔

(ط) باقاعدگی کے ساتھ یونین کا چندہ ادا کرے اور یونین کے دستور پر عمل کرے یہ ہی نہیں ٹریڈ یونین ممبران پر انتظامیہ کی جانب سے کسی بھی نظم وضبط کو عائد کر سکتی ہے۔

مندرجہ بالا اصولوں یا یونین کے متعین کردہ قواعد وضوابط کی خلاف ورزی سنگین جرم ہے جس کی سزا انتظامیہ جرمانے، کم درجے کے گریڈ میں تبدیلی تنزلی یا برخواستگی کی صورت میں دینے کے علاوہ ایسے معاملات کو عدالتوں یا کامریڈ کورٹ میں داخل کر سکتی ہے (آرٹیکل ARTICLE 135 & 138

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کامریڈس کورٹس

روس میں غیر معمولی قانونی ادارے بھی ہیں جنہیں کامریڈ کورٹس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے موجودہ قوانین کے تحت ان کا قیام فیکٹری کارخانے اور ٹریڈ یونین کمیٹی کے ایما پر کیا جاتا ہے جس میٹنگ میں کامریڈ کورٹ کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے اسی میٹنگ میں کامریڈ کورٹس کا انتخاب بذریعہ ہاتھ اٹھوا کر کیا جاتا ہے اس طرح جو افراد ممبران منتخب ہوتے ہیں وہ پھر اپنی میٹنگ میں ہاتھ اٹھا کر چیئرمین، نائب چیئرمین یا ڈپٹی اور سیکریٹری منتخب کرتے ہیں۔ (دقعہ ۵)

یہ عدالت (کامریڈ کورٹ) اس لئے قائم کی جاتی ہے کہ وہ نظم وضبط کی پابندیوں کو توڑنے والے مزدوروں کو سزا دے یا ایسے معاملات میں سزائیں دے جہاں کارکنان نے سست روی۔ مطلوبہ پیداوار میں کمی اوزاروں کا زیاں۔ غیر ذمہ داری کا مظاہرہ اور اپنی بے احتیاطی کے باعث حکومت یا ادارے کی املاک کو نقصان پہنچایا ہو۔ بغیر کسی اجازت کے انتظامیہ کی ٹرانسپورٹ مشین اوزار، یا کوئی دوسری چیز استعمال کی ہو جو ادارے کی ملکیت ہو ایسی تمام حرکات کرنے پر کارکنوں کو سزا سنا سکتا ہے اس کورٹ میں ٹریڈ یونین ادارے کی انتظامیہ یا سرکاری پیروکار یا کامریڈ کورٹ از خود ایسے معاملوں کی چھان بین کر کے سزائیں سنا سکتا ہے (آرٹیکل ۱۶) یہ عدالت جو سزائیں دے سکتی ہے وہ یہ ہیں۔ مجرم بر سر عام معافی طلب کرے اسے تنبیہ دی جائے۔ جرمانہ کیا جائے سماجی بائیکاٹ کیا جائے اس کی کمتر عہدے پر تبدیلی کر دی جائے۔ جبری مشقتی کیمپ بھیج دیا جائے۔ یا پھر ایک سال قید یا مشقت کی سزا دے (آرٹیکل ۱۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فیکٹری کمیٹی سوشل کونسل

کامریڈ کورٹس اپنے فرائض ٹریڈ یونین کمیٹی کی ہدایت کے مطابق انجام دیتا ہے۔ (آرٹیکل ۲۲) کامریڈ کورٹ کے چیئرمین ڈپٹی چیئرمین یا سیکریٹری کو نقد بونس، اعزازی سارٹیفکٹ کے ساتھ تین یوم کی تفریحی رخصت بمعہ ریسٹ ہوم پاس دی جاتی ہے ان مشاغل میں ٹریڈ یونین کی رہنمائی سوشل کونسل کرتی ہیں ہر علاقے کی سوشل کونسل علیحدہ ہوتی ہے کامریڈ کورٹ سے سزا پانے والا فرد ٹریڈ یونین کمیٹی میں سات یوم کے اندر اندر اپیل داخل کر سکتا ہے اس پورے نظام کے بارے میں ایک بڑی کیمیکل فیکٹری میں قائم کئے جانے والے کامریڈ کورٹ کے چیئرمین کے اپنے الفاظ میں سنیئے "میرے اپنے تجربے کے مطابق ملزم بجائے اس کے کہ اپنے کیس کو صحیح طور پر لڑے وہ نتائج کے بارے میں روز اوّل ہی سے واقف ہوتے ہیں اور اسی لئے اپنے دفاع کی بجائے غیر حاضر رہنا زیادہ مناسب خیال کرتے ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں سرکاری سوویٹ پریس میں کامریڈ کورٹ کے بارے میں یہ شائع ہوا کہ عموماً کامریڈ کوٹ میں مینیجمنٹ اسٹاف کے لوگ ہیں۔

سوویٹ ٹریڈ یونین کے ممبران میں نہ صرف تجارتی اداروں میں یا صنعتی اداروں میں کام کرنے والے مزدور ہوتے ہیں۔ بلکہ مینیجمنٹ اسٹاف اور مینیجر بھی شامل ہوتے ہیں اس سلسلے میں جو دلیل دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ روس میں ایک خاکروب سے لے کر ڈائرکٹر تک ہر ایک اجرت کمانے والا ہے اس لئے وہ یونین کا ممبر بن سکتا ہے ۱۹۷۲ء میں سوویٹ ٹریڈ یونین کی کانگریس منعقد ہوئی جس میں مختلف اداروں کے ۱۱۳ مینیجر شامل ہوئے تھے اس کے علاوہ اجتماعی فارموں کے ۳۲ چیئرمین بحیثیت مندوبین کارکنان شامل ہوئے ۱۹۷۷ء میں ہونے والی کانگریس میں شامل ہونے والے افراد کی تفصیلات ابھی تک شائع نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو ئیں۔ جناب V. V. KUZNETSOV ۱۹۴۴ء تا ۱۹۵۳ء تک اے یو سی سی ٹی یو کی صدارت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں یہ حضرت پیشے کے اعتبار سے انجنیئر ہیں اور اس حیثیت سے مختلف صنعتوں میں فرائض انجام دے چکے ہیں۔ آج کل یہ صاحب حکومت کے بہت بڑے عہدے پر فائض ہیں۔ ان کے بقول آخری کانگریس میں ٹریڈ یونینوں کے ۳۲۰۵ مندوب شریک ہوئے تھے۔ جس میں سے صرف ۲۵۷۸ حقیقتاً مزدور تھے۔ بقیہ مینجر یا چیرمین تھے۔

حق ہڑتال

سوویٹ قوانین میں مزدوروں کے حق ہڑتال کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا گیا جب کہ آئی ایل او کی سفارش برائے اجتماعی سودا کاری کو روس نے تسلیم کر رکھا ہے بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سوویٹ مزدوروں کو قانون کے مطابق حق ہڑتال حاصل نہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہڑتال ہوتی ہی نہیں۔ میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ دباؤ خواہ نفسیاتی ہو یا سیاسی بہرحال اس کا اخراج ضروری ہوتا ہے کیوں کہ روس میں مزدوروں کو کسی بھی قسم کی سہولت حاصل نہیں جس کے ذریعے وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ جولائی ۱۹۷۲ء میں مثال کے طور پر صنعتی ردعمل کی بنا پر سٹیزن کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق سابقہ دس سالوں میں (TEMIR-TAU (RSFSR (قزاقستان) CHIRCHIK از بکستان NOVOCHERKASSK لینن گراڈ۔ ماسکو اور کاؤناس (لتھوینیا) کے شہروں میں ہڑتالیں ہوئی۔ لیکن آج تک میری معلومات کے مطابق کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جس میں ان ہڑتال کے کروانے والوں کو سخت ترین اور عبرتناک سزائیں نہ دی گئی ہوں۔

آرٹیکل ۱۹۰ روسی فوجداری قانون میں ایسی ہڑتالوں کے بارے میں درج ہے

"ایسے تمام افراد جو کسی بھی طور پبلک کے عام روزمرہ مشاغل میں رخنہ اندازی کرینگے۔ ٹرانسپورٹ کے نظام میں گڑبڑ پیدا کریں گے۔ یا اس کی کوشش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کریں گے۔ حکومت اور انتظامیہ کے قانونی حکم کو ماننے سے روگردانی کرینگے انہیں تین سال قید بامشقت یا جبری مشقتی کیمپوں میں ایک سال کی سزا یا ایک صد روبل جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ یا جرمانہ اور سزا دونوں دی جائیں گی۔"

ہڑتال کے سلسلے میں سوویٹ حکام کیا رویہ اختیار کرتے ہیں اس کا اندازہ آپ مندرجہ واقعات سے بخوبی لگا سکتے ہیں۔

یوکرین کے شہر CHERVONOGRAD کی الیکٹرو میکینکل فیکٹریوں میں جون ۱۹۶۹ء میں ایک آٹھ روزہ ہڑتال ہوئی جس کے نتیجے میں رات کی شفٹ میں کام کرنے والے کارکنان کی اجرتوں میں دس فیصد اضافہ ہوا۔ علاوہ ازیں مینیجنگ ڈائرکٹر اور چند دیگر مینجروں کو اس بنا پر ملازمتوں سے برطرف کیا گیا کہ وہ حالات سے مناسب طور پر نپٹ نہ سکے اس طرح پر ہڑتال کو ختم کروا دیا گیا۔ اگر مسئلہ اس صورت میں حل ہو جاتا تو پھر بھی اسے مزدوروں کی کامیابی تصور کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ہوا یہ کہ اس قضیے کے تین ماہ کے اندر اندر اس اسٹرائیک یا ہڑتال کروانے والے تمام افراد کو جن میں ایک شفٹ فورمین تھے جو ۲۴ سال سے اس ادارے میں ملازم تھے ان کو دو بجلی کے سوئچ چرانے کے الزام میں نوکری سے برطرف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سال قید بامشقت بھی بھگتنی پڑی ان کے علاوہ تقریباً ۶۵ دوسرے سرگرم کارکن بھی مختلف الزامات میں نذر زنداں ہوئے اس طرح ہڑتال کی ہمت کرنے والوں کی کمریں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے توڑ دی گئیں۔

* دوسرے واقعہ میں جو آذر بائیجان کے تیل پیدا کرنے والے شہر باکو میں دسمبر ۱۹۷۱ء میں ہوا دو سو مزدوروں نے ایک میٹنگ میں شرکت کی جو آئل ریفائنری سے تعلق رکھتے تھے ان مزدوروں نے ابتر سماجی حالت۔ فی سال ایک تنخواہ بطور بونس اور فی سال ایک ہفتے کی مزید رخصت کے حصول کے لئے احتجاجی جلسہ کیا تھا۔ یہاں ایک بات اور عرض کرتا چلوں وہ یہ کہ روس کی خفیہ پولیس نے اس جلسے کے آغاز سے تین گھنٹے قبل تین انجینئروں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور دس مزدوروں کو حکومت کے خلاف کام کرنے کے جرم عظیم میں گرفتار کر لیا تھا۔ بعد ازاں ان سب کو سائبریا کے جبری مشقتی کیمپوں میں طویل سزائیں دیکر روانہ کر دیا گیا۔

تیسرے واقعہ میں یوکرین کے شہر KOMENETS PODOLSKI کی زرعی مشینری فیکٹری میں دسمبر ۱۹۷۲ء میں ایک روز کی ہڑتال ہو گئی۔ مزدوروں کا مطالبہ تھا کہ پیداوار کے لئے مقرر کردہ حد ف کو کم کیا جائے اور اجرتوں میں اضافہ کیا جائے۔ پارٹی آرگنائزر کے حکم پر ۳۰ مزدوروں کو جن کی مدت ملازمت ۲۰ سال سے زائد تھی ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ دو کو تین سال قید بامشقت کی سزا سنا کر جبری مشقتی کیمپوں کی نذر کر دیا گیا اور الزام یہ تھا کہ ان لوگوں نے حکومت کے خلاف بذریعہ ہڑتال سازش کی ہے۔

طریق کار

سوویٹ ٹریڈ یونین کا ڈھانچہ کچھ اس طرح مرتب کیا گیا ہے کہ اولاً تو ممبران یونین کو یونین کے معاملات میں بولنے یا اظہار رائے کی قطعی کوئی گنجائش نہ ہو۔ اور یونین نہایت مضبوطی کے ساتھ ایسے اداروں کے کنٹرول میں رہیں۔ اور پارٹی۔ حکومت پولیس اور انتظامیہ وغیرہ کے زیر اثر رہیں۔ ٹریڈ یونین کے رہنما جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں منتخب نہیں کئے جاتے بلکہ اوپری سطح سے مقرر کئے جاتے ہیں۔

ٹریڈ یونین کانگریس نہ تو کوئی فیصلہ کر سکتی ہے اور نہ ہی کسی کو منتخب کر سکتی ہے اس کانگریس کو تو یہ حق بھی حاصل نہیں کہ بحث برائے بحث تک بھی اپنی سرگرمیاں رکھے اس کا مقصد صرف اور صرف ڈیکوریشن کی حد تک ہے یہ صرف پارٹی کی متعین کردہ پالیسیوں کے تحت کام کرتی ہے بحث شروع ہونے سے قبل تمام تقاریر پر پارٹی کی منظوری حاصل کر لی جاتی ہے۔

۱۹۵۹ء کے موسم بہار میں بارہویں ٹریڈ یونین کانگریس کا انعقاد ہوا اس میں آڈیٹروں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے رپورٹ پیش کی یہ رپورٹ سابقہ پانچ سالوں کے حسابات پر مشتمل تھی اس لئے کہ اویں کانگریس پانچ سال قبل ہوئی تھی۔ اس بجٹ میں ۱۹۵۴ء کے مقابلے میں ۳۰ فیصد اضافہ ہوا۔ لیکن پوری رپورٹ میں کہیں سے یہ پتا نہیں چلتا کہ ۳۶۷ ملین روبل کی یہ رقم کہاں سے حاصل ہوئی۔ کسی بھی مندوب کو یہ نہیں معلوم ممبران سے کتنی رقم وصول ہوئی۔ یا پھر کلب پبلیشنگ ہاؤس، پرنٹنگ آفس و دیگر یونین کے منصوبوں سے کتنا منافع حاصل ہوا۔ یا ایسے اداروں کو کتنی امداد ملی اور کہاں سے حاصل ہوئی۔ اخراجات کی مد میں جو تفصیل دکھائی گئی اس میں کلچرل ورک (کمیونسٹ پروپیگنڈہ، نشر و اشاعت، کھیل کود اور تیم فوجی سرگرمیاں شامل ہیں) یہ اخراجات ۷۶۳ ملین روبل دکھائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرا جو خرچ دکھایا گیا ہے وہ باہمی امداد کی سرخی کے ساتھ ہے اس میں ۶۴۲۲ ملین روبل کا خرچ دکھایا گیا ہے یہ امداد کس کو دی گئی اس کی کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ اگر ان دو مدوں کو یکساں جمع کیا جائے تو یہ پورے بجٹ کا تقریباً ساٹھ فیصد بنتی ہے بقیہ چالیس فیصد کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ یہ کہاں خرچ ہوا یا یہ بنک میں موجود ہے۔ اس کا کوئی ذکر اس رپورٹ میں موجود نہیں ایسی رپورٹ کسی بھی حقیقی آزاد ٹریڈ یونین میں اگر آڈیٹر پیش کرتے تو یقیناً اس کو اٹھا کر باہر پھینک دیا جاتا ہے جب کہ بارہویں سوویٹ ٹریڈ یونین کانگریس میں جب یہ رپورٹ پیش کی جارہی تھی تین مرتبہ زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔

غرض کہ سوویٹ ٹریڈ یونین دراصل نہ تو حقیقی معنوں میں ٹریڈ یونین ہیں اور نہ ہی مزدوروں کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ٹریڈ یونین کو از خود حق انتخاب کے ذریعے اپنی نمائندگی کا حق تفویض کر سکیں۔

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ اشتراکی نظام میں۔

۱۔ مزدوروں کو نہ تو انفرادی آزادی حاصل ہے اور نہ ہی اجتماعی۔

۲۔ مزدوروں کی انجمنوں کے ذریعے مزدوروں کے حقوق کے حصول کی بات کرنے کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بجائے مزدوروں پر حکومت کلیتاً دسترس (کنٹرول) حاصل کر لیتی ہے۔

۳۔ مزدوروں کے نام پر اور مزدوروں سے بالجبر جو رقم چھینی جاتی ہے اسے آزاد قوموں کو غلام بنانے پر صرف کیا جاتا ہے۔

۴۔ مزدوروں کو بدترین غلام سمجھا جاتا ہے۔ اور قومی دولت پر تصرف صرف چند افراد اور ان کے قائم کردہ ادارے کو حاصل ہے۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اسلام مزدوروں یا بیکسوں کے لئے کیا حکم دیتا ہے۔ اس سے قبل اس سلسلے میں کتاب کے باب اوّل میں آپ نے اسلامی معاشرے میں محنت کش کے مقام اور اس کے حقوق و فرائض پر نظر ڈالی ہے یہاں ایک مرتبہ پھر عرض گذار ہوں کہ اسلام کے تحت قائم کی جانے والی ریاست میں کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی پر ظلم روا رکھے بلکہ وہاں تو یہ حکم دیا جاتا ہے۔

"یہ تمہارے بھائی تمہارے خادم ہیں جنہیں اللہ نے تمہارا دست نگر بنایا ہے پس جس کسی کا بھائی اس کے ماتحت ہو اسے چاہیئے کہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے تم ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔ اور اگر کوئی بھاری خدمت ان کے سپرد کرو تو خود ان کا ہاتھ بٹاؤ۔" (بخاری جلد اوّل)

ملازمین کو محض پروڈکشن دینے والی مشین نہیں سمجھا گیا بلکہ اپنی ہی طرح کا گوشت پوست کا ایک ایسا فرد سمجھا گیا ہے جس کی تمام تر احتیاجات کی ذمہ داری اس کے مالک پر عائد ہوتی ہے اسے اگر کوئی تکلیف پیش آئے تو اس کا ازالہ کرنا مالک کے فرائض میں داخل ہے۔

یہ ہی نہیں اسلامی معاشرے میں پروڈکشن یا پیداوار اس سے حاصل ہونے والے منافع میں بھی مزدور کو حق دلوایا ہے اور اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

★ سرمایہ دار اپنے سرمائے کی وجہ سے اور مضارب (مزدور) اپنی محنت کی وجہ سے نفع کا حقدار ہوتا ہے" (ہدایہ۔ کتاب المضاربہ)

اشتراکی نظام میں جبری مشقت لینا ایک معمول ہے اس کے برخلاف اسلام میں مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے خادم کے معاملے میں حضور اکرمؐ کے بموجب اللہ کے روبرو جواب دہ ہوں گے۔

★ "یاد رکھو! تم میں سے ہر ایک خدا کے روبرو روز قیامت اپنے خادم کے سلسلے میں جواب دہ ہوگا۔" (بخاری)

آپؐ نے حکم دیا۔

★ اگر تم اپنے خادم کو آسان کام دو گے۔ خدا اس کا اجر تمہیں آخرت میں دے گا۔" (کنز العمل جلد ۵ صـ ۱۸)

★ "تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے خادم سے صلح رحمی، نرم خو اور بخشش کا معاملہ رکھتا ہے" (کنز العمل صـ ۱۸ جلد ۵)

★ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہونگا ایک وہ جس نے میرا نام لے کر عہد کیا اور اس سے پھر گیا۔ دوسرا وہ جس نے آزاد کو بیچ کر اس کا مول کھایا اور تیسرے وہ جس نے مزدور سے پوری محنت لی اور پھر اس کی اجرت ادا نہ کی" (بخاری)

علامہ بجرا استقلانیؒ نے اوپر درج کردہ حدیث کی تشریح فرماتے ہیں۔

"کسی شخص سے بغیر مزدوری ادا کئے محنت و مشقت کرانا دراصل ایک آزاد شخص کو غلام بنانا ہے اس طرح اس کی محنت و مشقت سے حاصل شدہ منافع میں سے اس کو حصہ نہ دینا۔ درحقیقت ایک آزاد مزدور کو فروخت کرنے کے مترادف ہے یعنی اسے غلام بنا لینا۔ (فتح الباری جلد چہارم صـ ۲۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

★ "جو شخص انسانوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتا"
(حضور اکرمؐ ۔ مسلم بخاری)

ابو محمدؒ (ابن حزم) فرماتے ہیں ۔

"اگر کوئی شخص ننگا بھوکا ہے اور دوسرا شخص اس کو کھلانے پلانے کی طاقت رکھتا ہے اور پھر بھی اس نے نہ تو ننگے کو کپڑا پہنایا اور نہ ہی اس کو کھانا کھلایا۔ اس نے اوپر بیان کردہ حکم کی خلاف ورزی کی۔ جس کے لئے اس سے آخرت میں مواخذہ ہوگا۔
نبی اکرمؐ فرماتے ہیں ۔"

★ جس کے پاس ضرورت سے زیادہ سواری ہو۔ اس کو چاہیئے کہ وہ جس کے پاس سواری نہ ہو اس کو دیدے" (بخاری)

★ "بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہائی دلاؤ" (بخاری)

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت سرمایہ داروں کو حکم دیتا ہے ۔

★ "لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو، اپنے والدین پر، رشتے داروں پر، یتیموں پر اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو۔ اور جو بھلائی بھی تم کرو گے۔ اللہ اس سے باخبر ہوگا۔"
(البقرہ ۔ ۲۱۵)

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں۔

★ "اے ابن آدم! تیرے لئے ضرورت سے زائد مال کا خرچ کر دینا بہتر ہے اور اسے روکے رکھنا برے نتائج کا حامل ہے"
(مسلم ۔ ترمذی)

★ "مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ میرے پاس احد جتنی دولت ہو۔ اور میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اُسے راہ خدا میں خرچ کرتا رہوں لیکن مروں تو اس میں دو قیراط (بلا خرچ کئے) چھوڑ جاؤں۔" (بخاری، ترمذی، نسائی)

اسی مضمون کی اور بھی بہت ساری احادیث اور اللہ رب العزت کے ارشادات موجود ہیں جو پچھلے ابواب میں پیش کئے جا چکے ہیں یہاں صرف یہ مقصد ہے کہ ایک جانب تو صورت حال یہ ہے کہ سرمایہ دار کے پاس جو کچھ موجود ہے اُسے زیر دستی جبر و کراہ کے ساتھ چھین لو اور پھر معاشرے کے ضرورت مندوں کی بھی حاجت روائی نہ کرو۔ اور دوسری جانب عالم یہ کہ اگر سرمایہ دار صدق دل سے اسلام کی عظمت کو تسلیم کرے تو پھر خوب کمائے اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد از خود فاضل دولت کو ضرورت مندوں تک پہنچائے۔

حضورؐ فرماتے ہیں۔

★ "جس بستی میں کسی شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ رات بھر بھوکا رہا اس بستی سے اللہ کی حفاظت و نگرانی کا وعدہ ختم"۔ (مسند احمدؒ)

مولانا عبید اللہ سندھیؒ بہت پایہ کے عالم اور بزرگ گذرے ہیں آپ فرماتے ہیں جب میں لینن سے ملا اور اس سے بات چیت کے دوران آیت پڑھی اور کہا خداوند عالم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔

★ "اور لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کتنا خرچ کیا کریں۔ تو آپ فرما دیجئے کہ جتنا آسان ہو۔" (البقرہ۔ ۲۱۹)

تو لینن کھڑا ہو گیا اور حیرت و استعجاب میں ڈوب گیا اور پھر کہنے لگا "میں اگر یہ پہلے سن لیتا تو مجھے کمیونزم کی ضرورت نہ رہتی"

(علامہ افغانی۔ اسلام اور اشتراکیت صـ ۳۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب نہم

اسبابِ ناکامی

آخر میں اب صاحب نظر اور فہم و فراست کے مالک یقیناً یہ سوال کریں گے کہ جب قرآن، رسولؐ اور صحابہ کرامؓ کے بعد ائمہ کرام، بزرگان دین نے اور اسلام کے مفکروں نے تمام مسائل کو کھول کھول کر بیان کر دیا اور نہ صرف بیان ہی کیا بلکہ اس کا حل بھی پیش کر دیا اور پھر حل بھی ایسا کہ ہر طبقہ اس حل کو ہی بہترین حل سمجھتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ اگر اس حل کو عمل میں لایا جائے تو ہر طرف امن و چین کی فضا قائم ہو جائے تب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ہماری ناکامی کے اسباب کیا ہیں۔

اس کا بڑا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ ہم درحقیقت یہ چاہتے ہی نہیں کہ اس آفاقی نظام کے تحت اپنے معاملات کو چلائیں ہماری بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ محنت کش ہوں یا طالب علم باپ ہو یا بیٹا۔ غرض کہ کسی بھی شعبہ کا کوئی فرد ہم اسے نہ تو اس کا مقام دینے کے لئے تیار ہیں اور نہ ہی اس کے فرائض و حقوق کی حد بندی کرنے اور اس پر کاربند ہونے کے لئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھرتے ہیں کبھی ایک قانون بناتے ہیں کبھی دوسرا۔ پھر قدم قدم پر ناکامی ہمارا مقدر بن جاتی ہے۔ قانون بناتے وقت ہم اغیار کے بنائے ہوئے قوانین اور فانی انسانوں کے قائم کردہ نظریات پر بڑے فخر سے چلنا اپنا فریضہ اولین شمار کرنے لگتے ہیں اور پھر چند ہی دن بعد اس نظام و نظریات پر سے ہمارا یقین اٹھ جاتا ہے اور اس کی برائیاں کرنے لگتے ہیں۔ فانی انسانوں کی سوچ اور فہم کا احاطہ صرف موجودہ اور حاضر زمانے تک محدود ہوتا ہے ہم جانتے ہیں کہ وقت کے ساتھ ساتھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہماری ضرورتیں اور احتیاجات تبدیل ہوتی چلی جاتی ہیں جس کے باعث ہماری ضرورتوں کے تقاضوں کے تحت بنائے گئے قوانین بھی ناکارہ ہوتے جاتے ہیں اسمبلیوں میں مہینوں ان قوانین پر بحث ہوتی ہے اور بحث کرنے والے کون لوگ ہوتے ہیں وہ جنہیں عوام اپنے ووٹوں کے ذریعے چن کر اسمبلیوں میں پہنچاتے ہیں یہ حضرات اسمبلیوں میں جس طرح پہنچتے ہیں وہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔

ہمارا مشاہدہ ہے دنیا بھر میں اہل ثروت اور غریبوں کا اسمبلیوں میں پہنچنے کا تناسب دیکھ لیجئے اہل ثروت یا سرمایہ داروں کے مقابلے میں اہل علم اہل فہم افراد کا تناسب بمشکل تمام ۵ فیصد بھی نہ نکلے گا جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے قوانین بھی اپنے مطلب کے بنائے جاتے ہیں اور بنانے والے وہ ہاتھ ہوتے ہیں جن کی تعداد معاشرے میں از خود آٹے میں نمک سے زیادہ نہیں۔ عوام الناس کے ادا کردہ ٹیکسوں پر پلنے والے بیوروکریسی کے لوگ اسمبلیوں میں جا کر بیٹھنے والوں کو جس طرح سبق پڑھاتے ہیں وہ ایک علیحدہ عنوان ہے، اسلامی معاشرے میں اسمبلیوں کی نظیر تو کہیں نہیں ملتی البتہ شورائی نظام ہمیں نظر آتا ہے اسمبلیوں میں عوام کے ووٹوں سے پہنچنے والے اپنے آپ کو عوام کے سامنے جوابدہ نہیں سمجھتے جمہوریت کی اصطلاح جو موجودہ زمانے میں رائج ہے۔ اسے دیکھئے تو بڑی دلفریب نظر آتی ہے عوام کے واسطے اور عوام کے ذریعے" لیکن کیا عوام کا کوئی بھی حقیقی نمائندہ اسمبلیوں تک پہنچ سکتا ہے یہ وہ سوال ہے جس کا کسی کے پاس کوئی جواب نہیں تجربہ تو یہ بتاتا ہے کہ عوام کو جمہوریت کے نام پر وڈیرہ، نواب، خان یا پھر جاگیر دار اپنی غلامی میں جکڑتا ہے سیاسی جماعتوں کے قائدین ہوں یا اسمبلیوں میں عوام کی نمائندگی کرنے والے یہ ہی افراد ہوتے ہیں پھر ان کا ایک بڑا شاہکار یہ بھی ہے کہ حکومت کسی کی بھی کیوں نہ ہو۔ اغراض کے یہ بندے مسند اقتدار پر ہر دور میں قابض نظر آتے ہیں۔

مغرب سے درآمد کردہ جمہوریت کسی صورت بھی انسانوں کی فلاح و بہبود اور ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی احتیاجات کو پورا نہیں کر سکتی اسے تو درحقیقت یہ بھی نہیں معلوم کہ انسان کے حقوق کیا ہیں۔ انسانی حقوق سے عدم واقفیت مزید ستم پر ستم ڈھاتی ہے اسی لئے اللہ رب العزت نے حضور اکرمؐ سے ارشاد فرمایا۔

"اور اے محمدؐ! اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔" (الانعام۔ ۱۱۶)

مغرب کا تصور حاکمیت دراصل انسانوں کی حکمرانی کے حق کو تسلیم کرتا ہے جب کہ اسلام کے مرتب کردہ قوانین اور ان پر چلنے والے انسانوں کا محور صرف ایک ذات ہے وہ ہے اس کا پالنے والا یعنی اس کا مالک اس لئے فرمانروائی یا حاکمیت کا حق صرف اسی ایک ذات کو حاصل ہے اور انسان محض اس کے احکامات کی بجا آوری کا ایک ذریعہ زمانہ جدید ہو یا دور قدیم ہر زمانے میں افراد نے اپنے ظلم و جور سے اپنے جیسے انسانوں پر حکمرانی کی ہے اور اسی تگ و دو میں مہیب ترین جنگیں برپا ہوئیں۔ انسانوں کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنانا ہی تمام اقوام کی دیرینہ خواہش کا مظہر رہا ہے لیکن اس کے برخلاف اسلامی معاشرہ نہ تو اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی اسلامی اقدار ایسے جابر انسانوں کی پشت پناہی کرتا ہے ظالم انسانوں کی یہ جبلت پورے معاشرے کو تلپٹ کر کے رکھ دیتی ہے یہ ہی انسان دستور مرتب کرتے ہیں اور دنیا کے سامنے اسمبلیاں دستور کا تماشہ بڑے فخر سے پیش کر کے یہ سمجھتی ہیں کہ انہوں نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

دستور درحقیقت ایک ایسی کٹھ پتلی ہے جس کی ڈور ان فانی انسانوں کی قائم کردہ حکومت کے ہاتھ میں ہوتی ہے لہٰذا وہ جب چاہتی ہے اس دستور میں ترمیم کرتی اور جب چاہے تنسیخ کر ڈالتی ہے کبھی اضافہ کیا جاتا ہے اور کبھی کچھ معطل یہ ہی نہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ ادھر حکمران صاحب منسوخ ہوئے ادھر ان کا مرتب کردہ دستور بھی ان کے ساتھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہی سدھارا۔ مختلف ممالک میں دستور کی اس طرح درگت بنتے دیکھ کر انگلستان کے ایک مفکر نے بڑے فخر سے کہا تھا۔

"برطانیہ میں کوئی قانون حقوق نہیں ہے۔ ہم صرف قانون کے مطابق آزادی کا حق رکھتے ہیں ہمارا خیال ہے جس پر میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ ہمارا کام کسی بھی ایسے ملک کے مقابلے میں بہت اچھی طرح چل رہا ہے جہاں قانون حقوق یا کوئی منشور انسانی حقوق موجود ہے۔

(بنیادی حقوق صـ ۴۳)

ان تمام اقوام پر نظر ڈال جائیے ان کے اپنے مرتب کردہ قوانین اپنے ہی ملک کے اور اپنے ہی عوام کے کچھ حلقوں پر نافذ کئے جاتے ہیں اور کچھ پر نہیں۔

یہ ہی بیماری ہم نے اپنے ہاں بھی اسی شکل میں جاری رکھی جس شکل میں انگریز بہادر ہمیں دے گیا تھا۔ اس کی اصلاح اس طرح کی کہ قانون کے پیچ و خم کو اور بڑھا دیا جس امید پر اس ملک کو قائم کیا گیا تھا ان امیدوں کو آہستہ آہستہ اس طرح ختم کر دیا گیا کہ جن لوگوں نے تحریک پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لیا تھا وہ آہستہ آہستہ ختم ہو گئے اور آنے والی پود کی آبیاری اس انداز میں کی گئی کہ قیام ملک کا مقصد ہی انہیں معلوم نہ ہو سکے۔ ستم یہ کہ یہ ملک کے نونہالوں کو یہ بھی اختیار دیدیا گیا کہ تحریک پاکستان پڑھو یا نہ پڑھو۔ قرآن اور اس کے فرامین کا باقاعدہ دیدہ و دانستہ طور پر مسلم مذاق اڑایا جانے لگا۔ مزدوروں کے دلوں سے اس حقیقت کو محو کر کے جس کارخانے سے وہ روزی حاصل کر رہے ہیں وہ کارخانہ اس قوم اور ملک کی ملکیت ہے اس بات کو ٹھیا یا گیا کہ یہ کارخانہ دراصل ایک ظالم نے تمہارے خون پسینے کو نچوڑ کر قائم کیا ہے اس لئے اس کے اینٹ سے اینٹ بجا دو۔

دوسری جانب کارخانہ داروں کو ایسے نئے نئے ظلم کے دروازے دکھلائے گئے کہ الامان الحفیظ غرض کہ ہم نے اپنے ہی گلشن کو اپنے ہی ہاتھوں دوسروں کی تقلید کرتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تباہ کر دیا اسے تباہ کرتے وقت یہ بھی نہ دیکھا کہ جنکی ہم تقلید کر رہے ہیں ان کے اپنے ہاں وہ نظام ناکام ہو گیا ہے اللہ کی کتاب سے رہنمائی حاصل کرنے کو اپنی ہتک سمجھنے والے کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اسلام کا پورا نظام اٹھا کر دیکھ جائیے یہ نظام عدل ہے جس نے بے انتہا تاریکی کے دور میں ایک ایسی قوم کی رہنمائی فرمائی جو نہ سیاست میں تدبر کی حامل تھی نہ سائنس میں تفوق کی۔ جس کے پاس نہ مال تھا نہ دولت جس کی نہ کوئی منزل تھی نہ اخلاق۔ لیکن یہ قوم جب سرفراز ہوئی۔ اور اس قوم نے اپنی تمام خرابیوں کے باوجود حق کی رسی کو تھاما رب العالمین کے کلام کو سینہ سے لگایا۔ تو نہ صرف تمام خرابیوں سے مبرا ہوئے بلکہ دنیا کے سردار بنے۔

ربعیہ بن عامرؓ جنگ قادسیہ سے قبل رستم اور اس کے درباریوں سے مخاطب کر کے کہتے ہیں۔

"ہم کو اللہ نے اس لئے بھیجا ہے کہ جس کی مرضی ہو اس کو بندوں کی غلامی سے نجات دلا کر اللہ کی بندگی میں داخل کر دیں اور دنیا کی تنگیوں سے نکال کر آخرت کی وسعتوں میں پہنچا دیں اور مذاہب کی زیادتیوں سے چھٹکارا دلا کر اسلام کے عدل کے سایہ تلے لے آئیں۔"

(جادہ و منزل۔ سید محمد قطب شہید ۱۹۷۲ء ص ۳۹۷)

انصاف کا معیار اسلامی حکومت میں نہ یہ تھا اور نہ ہی حقیقی اسلامی ریاست میں اس طرح ہو سکتا ہے جس طرح آج کے فرانس نے جسے ہم آزاد ممالک میں شمار کرتے ہیں منشور انسانی حقوق کو ۱۷۹۱ء کے آئین میں شامل کرتے وقت اس کی صراحت کی تھی۔ اور معیار انصاف اس طرح رکھا تھا۔

"اگرچہ کالونیاں اور ایشیا، افریقہ اور امریکہ میں فرانسیسی، مقبوضات سلطنت فرانس ہی ایک حصہ میں لیکن اس آئین کا اطلاق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان پر نہیں ہوگا۔ (بنیادی حقوق صـ ۵۴)

اسلام نے دوہرا معیار انصاف مقرر نہیں کیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قرآن حکیم میں قوموں کی تباہی کی وجہ دوہرا معیار انصاف ہی بتایا ہے اللہ رب العزت فرماتا ہے

"اے ایمان والو! انصاف کے علم بردار اور خدا واسطے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب اللہ تم سے زیادہ اس کا خیر خواہ ہے کہ تم اس کا لحاظ کرو۔ لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے"

(النساء ۔ ۱۳۵)

جس قوم کے پاس انصاف کا یہ اعلیٰ پیمانہ ہے بدقسمتی سے اس بے چاری قوم کو اینگلو سیکسن ANGLO - SAXON قانون کے بیرحم شکنجے میں جکڑ کر رکھ دیا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر ایک شخص خدا کے مندرجہ بالا فرمودات کے مطابق اپنا فرض ادا کرے اور گواہی دے تو پھر موجودہ قوانین کے مطابق سالہا سال تک پیشیاں بھگتنا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مدعی باوجود اس امر کے کہ اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹے ہوں۔ داد رسی کی غرض سے نہ تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور نہ ہی کسی معاملہ میں گواہ بننے کے لئے تیار ہوتا ہے ظالم دندناتے پھرتے ہیں اور مظلوم اس وقت کے انتظار میں ایڑیاں رگڑتے ہوئے ختم ہو جاتے ہیں جب اس بیرحم قانون کو ختم کر کے حقیقی قانون کو نافذ کر کے حکومت وقت مظلوم کی سرپرستی کرے گی۔

یہ وقت ایسا ہے کہ خود ہم سے ہی سوال کر رہا ہے کہ آخر ہم اپنی زندگی کو کس سمت لے جانا چاہتے ہیں۔ یہ دوراہا جس پر ایک طرف جانے والی راہ ہدایت

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے اور ہر ایک کے دکھ کا دیرینہ علاج رکھتی ہے اور دوسری جانب وہ راہ جس پر ہم ٹھوکریں کھاتے کھاتے ایسے مقام پر آلگے ہیں جہاں ہر طرف گھٹاٹوپ اندھیرا مستقل طور پر ہم پر مسلط ہو کر رہ گیا ہے ہم آپس میں ہی مفادات کی تقسیم کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں اصول اب ہمیں کہیں قصہ پارینہ نظر آتے ہیں۔

آج کی دنیا کی جنگ بازاروں کی جنگ ہے جس میں نہ تو عقائد کی اہمیت ہے اور نہ اقدار و افکار کی۔ ہم جن معاشروں کا اثر قبول کر کے آج جس مقام پر پہنچے ہیں۔ اپنی حقیقت کے اعتبار سے یہ معاشرے کیا ہیں کیا کوئی اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ امریکہ اور یورپ کا طرز فکر روسی طرز فکر سے ذرا بھی مختلف نہیں دونوں ہی زندگی کے مادی نقطہ نظر پر ایمان رکھتے ہیں۔ روس نے اشتراکیت کا پیراہن اختیار کیا یورپ اور امریکہ بھی دراصل اسی جانب رواں دواں ہیں اور نہیں جانتے ہیں کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں۔

مغرب کا یہ مادی فکر اخلاق کو اپنی منفعت سمجھنے کی بجائے اخلاق کی بنا منفعت کو قرار دیتا ہے۔ اور مفادات اور تجارتی بازاروں کے لئے ایک دوسرے کا گلا کاٹنا سکھاتا ہے یہ فکر روحانی اثر کو زندگی سے بے دخل کر دیتا ہے تجربہ گاہوں میں نہ دریافت کئے جا سکنے والے ایمان کا منکر ہے۔ اعلیٰ مقاصد کیا ہوتے ہیں ان کا قائل نہیں۔ اور فلسفہ علمیت کی طرح اشیاء کی حقیقت کا وجود تسلیم نہیں کرتا۔ صرف ان کے عملی وظیفہ پر نگاہ رکھتا ہے یہ فکر بھی درحقیقت مارکسی مادیت کی ایک بدلی ہوئی شکل ہے روس ہو یا امریکہ دونوں میں ہی کوئی مزاجی فکر نہیں۔ فکر صرف ان کے معاشی اور سماجی حالات میں ہے ایک امریکی اگر اشتراکی نہیں بنتا تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اسے اس عمل اور فعل سے روکنے میں کوئی نظریۂ حیات یا مادی تعبیر غلط قرار دیتا ہے بلکہ بات صرف اتنی سی ہے کہ امریکی معاشرے میں اسے مالدار بننے کے مواقع حاصل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور مزدور کی اجرت بھی اشتراکی نظام کی بہ نسبت زیادہ ہے ان دونوں بلاکوں نے جو دھوکہ اور فریب ہم پر مسلط کر دیا ہے وہی ہماری ہلاکت کا باعث بن رہا ہے۔ ان دونوں کی جنگ نظریاتی نہیں صرف بازاری ہے اور وہ بازار ہم ہیں۔

ان دونوں کی اصل جنگ یا ان دونوں کا کوئی فریق اگر ہے تو وہ صرف اسلام ہے یہ سب جانتے ہیں کہ یہی وہ نظام حیات ہے جو کائنات حیات اور انسان کے بارے میں ایک ہمہ گیر اور ہم آہنگ فکر رکھتا ہے انسانی فکر میں اختلافات کو جگہ نہیں پانے دیتا نزاع کی جگہ اجتماعی مفادات کی فکر کی فضا پیدا کرتا ہے۔ زندگی کو ایک روحانی تصور عطا کرتا ہے جو اسے خالق حقیقی سے جا ملاتا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی زمین پر اس کے مقرر کردہ احکامات کا نفاذ کرتا ہے۔ یہ تصور زندگی انسان کو مشین نہیں بنا کر رکھتا گو کہ پیداواری سرگرمیوں کو بھی عبادت تصور کرتا ہے۔

اس کے برخلاف جتنے بھی مذاہب اس وقت ہمیں نظر آتے ہیں ان کی مقرر کردہ حدود کو بغیر ان کے حسن و قباح پر نظر ڈالے ہم صرف ان کی ظاہری چمک و دمک سے متاثر ہو کر قبول کرنے پر تیار ہیں یا ان کے تبلائے ہوئے نظاموں کو ہی اپنی معراج گردان رہے ہیں۔ جب کہ یہ تمام مذاہب امریکہ اور یورپ کی مادیت کو بھی اسی طرح باطل سمجھتے ہیں جس طرح روس کی اشتراکی مادیت کو۔ اس لئے کہ ان دونوں کا مزاج ایک ہے اور وہ زندگی کے روحانی تصور کی نفی کرتے ہیں۔

اب آیئے ہم اپنے حالات پر نظر ڈالیں۔ ہمارے نام مسلمانوں جیسے ہیں لیکن کیا واقعی عملاً ہم مسلمان بھی ہیں۔ اس کے علاوہ آج ساری دنیا میں جہاں جہاں بھی سیکولر طور طریقے رائج نہیں کیا وہ اسلامی طور طریقے اور نظام حیات ہیں۔ جیسا کہ مغربی مفکرین باور کرانے میں مصروف ہیں ہم یکے بعد دیگرے تمام ہی نظام ہائے حیات کو دیکھ چکے ہیں اور پھر بھی تجربات میں مصروف ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس اگر ہم اللہ تعالیٰ سے کئے گئے میثاق کے تحت صرف اسی کو مقتدر اعلیٰ تسلیم کر لیں اور اسی کی بندگی پر قائم رہیں تو پھر ہمیں جو چیز حاصل ہوگی اور جس چیز پر ہمیں اپنے ایقان کی ڈور باندھنی ہوگی اس کی اساس حسب ذیل ہوگی۔

۱۔ ریاست کسی عمرانی معاہدہ کے ذریعے نہیں بلکہ انسان اور اس کے خالق و مالک کے درمیان ہونے والے میثاق (معاہدہ) سے وجود میں آتی ہے۔

۲۔ اس میثاق (معاہدہ) کی رو سے اب صرف ایک ہے باقی تمام اس کے بندے ہیں اور فرمان روائی کا حق اس کے سوا کسی کو حاصل نہیں قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے: "فرمان روائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں" (یوسف ۔۴۰) دوسری جگہ حکم دیا گیا "خبردار! خلق اسی کی ہے اور امر بھی اسی کا ہے" (الاعراف۔ ۵۴)

۳۔ اس کے اقتدار میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے قرآن میں حکم دیا گیا "اللہ کے سوا کسی دوسرے کو نہ پکارو، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ (القصص ۔۸۸)

دوسری جگہ ارشاد کیا گیا ہے۔

"بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں" (بنی اسرائیل (۱۱۷)

۴۔ اس کا اقتدار دائمی اور ہمہ گیر ہے اس کائنات کا ایک ذرہ بھی اس کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں۔

"مالک ہے ان سب چیزوں کا جو آسمان اور زمین میں اور جو زمین و آسمان کے درمیان ہیں اور جو مٹی کے نیچے ہیں۔" (طٰہٰ ۔۷)

"اور آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں اس کے بندے ہیں۔ سب کے سب اسی کے تابع فرمان ہیں۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۔ انسان اس زمین پر خدا کا نائب ہے اور اس اعتبار سے وہ اپنے خالق کے بعد اس کائنات کی سب سے عظیم و مکرم ہستی ہے۔

"وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا۔" (انعام ۱۶۵)

"ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی اور تری میں سواریاں عطا کیں۔ اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔ (بنی اسرائیل۔ ۷۰)

مندرجہ بالا قرآنی آیات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ انسان اگر یہ چاہتا ہے کہ خدا کی اس سرزمین میں نہ صرف امن و امان قائم رہے بلکہ کوئی کسی کے حقوق کو غصب کرنے والا نہ ہو۔ نہ ہی کوئی ظالم ہو نہ مظلوم استحصالی نظام کی جڑ سے بیخ کنی ہو جائے تو پھر اس کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ انسان اپنے ذہن کی رسا سے قانون مرتب کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے بجائے اللہ کے قانون پر عمل پیرا ہو۔ اس کے برخلاف جب بھی عمل کیا جائے گا۔ بدامنی اور بے سکونی کی فضاء قائم ہوگی۔

اسلام کا یہ ضابطہ حیات اعلیٰ ترین روحانی اور اخلاقی اقدار پر مبنی ہے اسی لئے یہ مفادات کے ٹکراؤ، طبقات کے وجود اور انفرادی و اجتماعی زندگی میں تصادم و کشمکش کے امکانات کا مکمل خاتمہ کر کے تمام انسانوں کے درمیان کامل ذہنی ہم آہنگی اور عملی اشتراک و تعاون کا مضبوط رشتہ قائم کرتا ہے یہ رشتہ انسانوں کے مابین، احترام اور اکرام کی ایسی فضاء قائم کرتا ہے کہ ہر فرد دوسرے فرد کو اپنا حقیقی بھائی تصور کرنے لگتا ہے اور چھینا جھپٹی، لوٹ مار استحصال اور حرص و ہوس کی بنیادیں نیست و نابود ہو کر رہ جاتی ہیں مادی مفادات پر قائم جتھے ختم ہو کر ایسا غیر طبقاتی معاشرہ عالم وجود میں آتا ہے جس کی بنیاد اخلاق پر مبنی ہوتی ہے خداوند کریم اسی طرف اشارہ فرماتے ہوئے حضور اکرمؐ کے اخلاق کے بارے میں فرماتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اور بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر فائز ہو'' (القلم۔۴)

انسانوں کو اسی نمونہ اخلاق کی پیروی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔

" درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے۔" (الاحزاب۔ ۲۱)

خدا کی اس سلطنت میں قانون کی مکمل حکمرانی ہے بندوں کا کام صرف اس قانون کی پابندی اور بحیثیت خلیفہ اس قانون کا نفاذ کروانا اور کرنا ہے یہ ہی نہیں خدا کے مقرر کردہ اس قانون میں کسی کو بھی یہاں تک کہ کسی نبی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس قانون میں ترمیم و تنسیخ یا کمی بیشی کر سکیں۔ اس کے نافذ کرنے والے یہ بھی نہیں کر سکتے کہ اس کی کچھ دفعات یا حصوں کا اطلاق تو کریں اور بقیہ سے پرہیز کریں یا انہیں چھوڑ دیں یا پھر اس کے مطابق فیصلہ کرتے وقت ایک عام آدمی اور امراء کے مابین تفریق کریں۔ اس کی پابندی ہر ایک فرد پر بغیر کسی استثناء کے لازم کر دی گئی ہے اللہ پاک فرماتے ہیں

" ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے تاکہ لوگوں کے درمیان اس علم حق کے ساتھ فیصلہ کرے جو خدا نے تجھے دیا ہے۔" (النساء ۱۰۵)

قانون کا یہ تصور کہ اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی صرف اور صرف الہامی ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اس ذات کے سامنے نہ قید و بند کی قیود ہوتی ہیں اور نہ زمانے کی ابدی قانون صرف وہی ہستی مرتب کر سکتی ہے جبکہ یہ تمام زمانوں کا علم رکھنے والی ہو۔ اسی لئے حکم دیا جاتا ہے کہ۔

"اے محمدؐ! کہہ دو کہ میں اس کتاب کو اپنی طرف سے بدلنے کا حق نہیں رکھتا۔ میں تو صرف اس وحی کا اتباع کرتا ہوں جو میری طرف اتاری جاتی ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے"

(یونس۔ ۱۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"تمہارے رب کی بات سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے کوئی اس کے فرامین کو تبدیل کرنے والا نہیں" (الانعام ۔ ۱۱۵)

"اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی یہی بالکل راست اور درست دین ہے" (الروم ۔ ۳۰)

"اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے" (الاحزاب ۔ ۶۲)

"اللہ کی باتوں (قوانین و احکام) کو بدلنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے" (الانعام ۔ ۳۴)

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ پورا نظام کائنات اللہ کی ملک ہے وہی اس کا حقیقی فرمانروا ہے انسان کو اس دنیا میں اس کے بنائے ہوئے احکامات کے مطابق تمام کاروبار حیات کو چلانا ہے انسان چونکہ اللہ کا نائب ہے اور اسے اللہ کی نیابت کے لئے اللہ نے تخلیق کیا ہے اللہ نے اس کی ساخت بہترین بنائی ہے اللہ خود قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔

"جس کی تخلیق بہترین ساخت پر ہوئی" (المومن ۔ ۶۴)

پھر اسی انسان کے بارے میں فرماتا ہے۔

"مجھے علم کی دولت بخشی گئی" (البقرہ ۔ ۳۱)

یہ ہی نہیں یہ بھی بتایا گیا کہ اس نظام کائنات کی تمام اشیاء پر اسی کا تصرف ہوگا اور اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ ان کی تسخیر کرے۔

"جس کی ضرورت کے لئے کائنات کی تمام اشیاء کو مسخر کر دیا گیا" (الحج ۔ ۶۵)

یہاں تک کہ اس خاکی انسان میں اپنی روح پھونک کر اس کو مسجود ملائک تک بنا دیا

"جب میں اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوں تو تم سب (ملائک) اس کے روبرو سجدہ میں گر پڑنا۔
(الحجر - ۲۹)

اللہ اکبر انسان کا یہ مقام کہ اس میں اللہ تعالیٰ اپنی روح ڈال کر اس کو فرشتوں سے سجدہ کروائے یہ اعزاز حقیقی معنوں میں صرف اسی کو زیب دیتا ہے جس کے اندر خوف خدا ہو اور جو اس کائنات کے مالک اور اپنے مابین قائم شدہ حقوق سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے مرتب کردہ فرامین پر عمل پیرا ہو۔ تو پھر کوئی مسئلہ اس کے لئے ایسا باقی نہیں رہتا جس کو حل کرنے کی سعی کرے بلکہ تمام مسائل از خود حل ہو جائیں گے۔ ہم آج کیا کر رہے ہیں کیا ہم خدا کے قائم کردہ قوانین کو قدم قدم پر نہیں توڑ رہے اس کے فرمانوں کو توڑ کر کبھی اپنا رشتہ ماسکو سے جوڑتے ہیں تو کبھی پیکنگ سے پھر کبھی لندن کی طرف نظر اٹھا کر ان سے اپنے معاملات کو چلانے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ پھر بھٹکتے بھٹکتے واشنگٹن پہنچ جاتے ہیں ہم ان سب ہی کو اپنی مشکل کے حل کے سلسلے میں مشکل کشا گردانتے ہیں۔ اسی صورت حال پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے، غور سے سنو، جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو تو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور"
(الحج - ۷۳)

دوسری جگہ فرمایا جاتا ہے۔

"وہ ہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہی اسی کی ہے، اسے چھوڑ کر جن دوسروں کو تم پکارتے ہو وہ ایک پر کاہ کے مالک بھی نہیں ہیں"
(فاطر - ۱۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے بنائے ہوئے قوانین کی روگردانی کرنے اور اپنے مرکز اور محور سے ہٹ جانے کے سبب یہ ہوا کہ ہم ہر طرف سے تنزل کا شکار ہوئے۔ کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں ہم نے امتیاز حاصل کیا ہو کیوں کہ امتیاز حاصل کرنے کی شرط اولیں یعنی اللہ سے کئے گئے معاہدے سے روگرداں ہو گئے۔ انحراف کی یہ ہی صورت تو تھی جس نے انسان کو انسان کا ماتحت بنا دیا۔ خدا کا اقتدار دائمی اور ہمہ گیر ہے ہم نے اسے چھوڑ دیا اس سے اپنا معاہدہ توڑ لیا جس کے نتیجے میں عارضی اور محدود مقتدر اعلیٰ وجود میں آ گئے ان بونوں نے جب اپنے اقتدار کو دوام بخشنے اور حدود سلطنت کو وسعت دینے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے تو کرہ ارض پر ظلم و ستم کی وہ دھما چوکڑی مچی کہ الامان الحفیظ انسانوں کے اپنے ترتیب کردہ اور بنائے ہوئے خدا آپس میں لڑ پڑے جنگ و جدل ہوس ملک گیری، عیاشی اور استحصال نے انسانی دنیا کا امن و سکون غارت کر کے رکھ دیا۔

انسان کو جسے اللہ تعالیٰ نے مساوی الحیثیت قرار دیا تھا۔ وہی انسان رنگ و نسل علاقوں زبانوں اور دوسرے امتیازات پر مبنی گروہوں میں تقسیم ہوا جس نے کہیں نیشنلزم کا چکر چلایا اور کہیں کمزور قوموں کو طاقتور قوموں کا غلام بنا ڈالا۔

وہ انسان جس کے لئے اللہ نے تفریق کے لئے صرف تقویٰ کی میزان عطا کی تھی۔ اس نے وہ معیار چھوڑ کر اسباب عیش و فراوانی اور نفس کی لذتوں کو منتخب کیا اور اس کو مزید پروان چڑھانے کے لئے ساز و سامان کے حصول کی جدوجہد نے لے لی اس میدان مسابقت نے ہر انسان کو اپنے نفس کا غلام بنا کر اسے جنون زر اندوزی میں مبتلا کر ڈالا۔ حرام و حلال اور جائز و ناجائز کے تمام بندھن توڑ کر جو معیار افضلیت اختیار کیا وہ یہ تھا کہ ایک شخص کے پاس اس دنیا میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے کا کتنا وافر سامان موجود ہے۔؟ یہ وہ فکر ہے جس میں مبتلا افراد معاشرے میں بھیڑیئے بن کر رہ گئے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس مرض کا علاج نہ انسان کے وضع کردہ کسی دستور کے ذریعہ ممکن ہے اور نہ انسان کی حاکمیت کے تصور پر مبنی کسی بھی نظام حکومت کی تبدیلی کے ذریعے اس سے نجات کی واحد صورت یہ ہے کہ انسان سیدھی طرح خدا کی حاکمیت کو تسلیم کرلے اور اپنی خدا بننے کی ہوس سے باز آنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی خدا بن کر اپنے اوپر مسلط ہونے کی اجازت نہ دے۔ صرف یہ ہی راستہ انسان کی نجات امن وسکون اور عزت و حرمت کا راستہ ہے لیکن یہ راستہ یقیناً اسی سمت سے ہو کر گذرے گا۔ جہاں سے آج سے چودہ سو سال قبل گذرا تھا اس طرح ظلم و ستم سہنا پڑے گا۔ جس طرح اس راہ کے داعی حضور اکرمؐ اور آپ کے صحابہ پر کیا گیا تھا انہیں کی طرح صبر و استقلال سے کام لینا پڑے گا۔ جب اس مراحل سے گذریں گے تو پھر یقیناً اللہ رب العزت کی نصرت و تائید حاصل ہوگی اور یہ ارض گہوارہ سلامتی ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب دھم

اِسلام میں بچّوں کے حقوق

اسلام نے بچّوں کی پرورش، دیکھ بھال اور ان کی کردار سازی کے سلسلے میں راہنما اصول مہیا کئے ہیں تاکہ ان کو معاشرے کا ذمہ دار فرد بنایا جاسکے۔

بچّوں کے ساتھ رحم دلانہ سلوک کیا جانا چاہیئے حضورؐ نے بچّوں کو "اللہ کے پھول" قرار دیا ہے اور اپنے پیروکاروں کو یہ تاکید کی ہے کہ وہ بچّوں کو کبھی بددُعا نہ دیں۔ انہوں نے اس بات کی بھی تاکید کی ہے کہ والدین کو ہمیشہ بچّوں کی فلاح و بہبود کی دُعا کرنی چاہیئے کیونکہ اللہ والدین کی دعاؤں کو کبھی رد نہیں کرتا۔ بچّوں کو شفقت اور احترام کی بھی ضرورت ہوتی ہے حضرت عائشہؓ کے الفاظ میں "میں نے کبھی کسی کو عادات و اطوار اور کردار (بعض جگہ گفتگو اور تقریر درج ہے) میں فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو رسُول پاکؐ سے ملتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ جب بھی آپؐ سے ملنے تشریف لائیں آپؐ کھڑے ہو جاتے ان کا ہاتھ پکڑتے ان کو چومتے اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھاتے۔" ایک دفعہ ایک آدمی نے حضورؐ کو ایک ایک بچّے کو پیار کرتے دیکھا اُس نے اس پر حیرت کا اظہار کیا اور کہنے لگا "میرے دس بچّے ہیں اور میں نے کبھی ان کو پیار نہیں کیا" حضورؐ نے فرمایا "جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔" یہ تعلیمات بچّوں کے ساتھ ہر قسم کے سلوک کا خاتمہ کر دیتی ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مادی ضروریات پوری کرنے اور اچھا سلوک کرنے کے علاوہ بچوں کو اچھی تعلیم و تربیت دینے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ حضورؐ کے فرمان کے مطابق والدین بچوں کو اچھی تعلیم دینے کے پابند ہیں۔ آپؐ نے فرمایا "تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔"

بچوں کو اچھے اخلاق، ایمانداری، نیکی، پاکیزگی، سچائی، صفائی، نرمی سے بولنا، بڑوں کی عزت کرنا، صبر، معاف کرنا، ایک دوسرے کی مدد کرنا، قربانی، رحم وغیرہ سکھانا چاہیئے۔ اللہ کے پیغمبرؐ نے اس بات پر زور دیا ہے "ان تمام خوبیوں میں جو بچے اپنے والدین سے حاصل کرتے ہیں، ان سے سب سے بہتر اچھے اخلاق ہیں۔" اچھے اخلاق کی تعلیم چھوٹی عمر سے ہی دینی چاہیئے تاکہ بچوں کے کردار کی صحیح معنوں میں تشکیل ہو سکے۔ ایک بچہ اپنے والدین کے لئے ایک امانت ہوتا ہے، اُس کا ذہن ایک صاف سلیٹ کی مانند ہوتا ہے اور ہر قسم کی نشوونما پانے کے قابل ہوتا ہے۔ اگر اسے اچھے کردار کی تعلیم دی جائے تو وہ بڑا ہو کر سچائی کا راستہ اختیار کرے گا۔ لہٰذا والدین، اساتذہ اور بڑوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

مناسب عمر پر (لیکن بغیر کسی بلاوجہ دیر کے) والدین کو اپنے بچوں کی شادیاں کر دینی چاہئیں۔ حضورؐ نے فرمایا "شادی میری سنّت ہے" معاشرے کو برائیوں اور جنسی جرائم سے محفوظ رکھنے کا بہترین طریقہ ہے۔ اسلام دعدہ خلافی کے خلاف ہے اور جسمانی خواہشات کو پورا کرنے کا فطری اور قانونی طریقہ بتاتا ہے۔ مغرب نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا اور اب اس کے خوفناک نتائج پر حیران و پریشان ہے۔

اسلام سے قبل لڑکی کی پیدائش کو بُرا شگون سمجھا جاتا تھا۔ خاندان کا سربراہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بچی کی پیدائش پر بہت غمگین ہوتا تھا جیسا کہ قرآنِ پاک میں بیان کیا گیا ہے "جب ان کو لڑکی کی پیدائش کی خبر ملتی تھی، اُن کا چہرہ سیاہ ہو جاتا تھا اور اُن کو بہت غصہ آتا تھا۔ (۱۶ پارہ۔ آیت ۵۸)

آج بھی کچھ معاشروں میں لڑکی کی پیدائش کو معاشرتی اور معاشی بوجھ سمجھا جاتا ہے۔ اسلام سے پہلے عرب لڑکیوں کو پیدائش کے فوراً بعد زندہ دفن کر دیتے تھے۔

اسلام نے اس وحشیانہ کام کی مذمت کی ہے۔ قرآن مجید میں خاص طور پر کہا گیا ہے:

"اپنے بچوں کو بھوک کے خوف سے ہلاک مت کرو۔ ہم ان کو اور تمہیں رزق دیتے ہیں" (پارہ ۶۔ آیت ۱۵۲)

اسلام نے خواتین کے وقار میں اضافہ کیا۔ حضورؐ نے لڑکی کی پیدائش کو خاندان کے لئے رحمت قرار دیا اور جنس کی بنیاد پر کسی تفریق کی مذمت کی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

"اگر کسی کے ہاں لڑکی کی پیدائش ہوتی ہے اور وہ اس کو زندہ نہیں دفناتا، نہ ہی اس کے ساتھ بُرا سلوک کرتا ہے نہ دیگر بچوں (مرد لڑکوں) کو اس پر فوقیت دیتا ہے، اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا" (ابو داؤد)

اسلام یہ چاہتا ہے کہ ہم لڑکے اور لڑکی دونوں کی پیدائش پر برابر خوشی کا اظہار کریں۔ وراثت کے واضح معاشی نظام کو بنا کر، اسلام نے یتیم بچوں کی پرورش کا بندوبست کیا ہے۔ ایسے یتیم جو بھیک مانگ کر گزارہ کرتے ہیں ان کے لئے اسلام نے معاشرے کو یہ حکم دیا ہے کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان سے بھائیوں جیسا سلوک کرے اور ان پر دولت خرچ کرے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"اور وہ آپؐ سے یتیم کے متعلق سوال کرتے ہیں اُن سے کہہ دیجئے کہ ان کی حالت بہتر بنانا بہت احسن کام ہے اور اگر وہ تمہارے کام میں تمہارا ساتھ دیتے ہیں تو پھر وہ تمہارے بھائی ہیں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"مسلمانوں کے گھر میں بہترین گھر وہ ہے جہاں ایک یتیم ہو جس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور سب سے بُرا گھر وہ ہے جہاں ایک یتیم ہو اور اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جائے۔"

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اقوامِ متحدہ نے بچّوں کے حقوق کے کنونشن کی منظوری ۲۰ نومبر ۱۹۸۹ء کو دی جب کہ اسلام نے بچّوں سے سلوک کے متعلق تفصیلی ہدایات آج سے پندرہ سو سال پہلے دی ہیں جو حقوق انہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق دیئے گئے ہیں وہ کسی بھی بنیادی کنونشن سے بہت زیادہ مفصل ہیں۔

اسلام بچّوں سے اس حد تک محبت سے روکتا ہے جہاں مذہبی فرائض کو نظر انداز کیا جائے اور اسلام اس بات کی بھی حمایت نہیں کرتا کہ بچّوں کے لئے دولت کے حصول کی خاطر کنجوسی یا لالچ جیسے گناہ کا راستہ اپنایا جائے لہٰذا قرآن میں یہ کہا گیا ہے:

"اے اہلِ ایمان اپنی دولت اور اپنے بچّوں کی وجہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے اللہ کی یاد سے غافل مت ہو جاؤ جو ایسا کرتے ہیں
وہ خسارے میں ہیں۔"

اسلام کے نقطۂ نظر سے بچوں کے دس بنیادی حقوق ہیں:

۱۔ جائز (قانونی) پیدائش کا حق
۲۔ زندہ رہنے کا حق
۳۔ اچھے اور جائز (قانونی) نام کا حق
۴۔ اچھے رہن سہن، اخراجات اور معاونت بشمول علاج معالجہ اور کھانے پینے کا حق۔
۵۔ بچوں کے لئے علیحدہ سونے کے کمرے مہیا کرنے کی یقین دہانی
۶۔ مستقبل بہتر بنانے کا حق
۷۔ بہترین پرورش اور دینی تعلیم کا حق
۸۔ کھیل کود اور جدید تعلیم حاصل کرنے کا حق
۹۔ جنس کی تفریق کے بغیر مساوی سلوک کا حق
۱۰ اس بات کا حق کہ بچوں پر جو اخراجات کئے جا رہے ہیں، وہ جائز اور قانونی پیسوں سے کئے جائیں۔

اب اگر ہم مندرجہ بالا بچوں کے حقوق پر بحث کریں اور ان پر عمل درآمد کریں تو ہم ایک بچے کو معاشرے کا سب سے باوقار اور ذمہ دار شہری بنا سکتے ہیں۔

آیئے مندرجہ بالا نکات پر تفصیلاً روشنی ڈالتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۔ جائز پیدائش کا حق :

آج کے دور میں ہر کوئی اپنے قبیلے یا خاندان پر فخر محسوس کرتا ہے۔ یہ بات ایک حقیقت ہے کہ بہت سی بیماریاں عادات، عقل و دانش پیدائشی طور پر انسانوں میں موجود ہوتی ہیں۔ اگر کسی بچے کو اپنے باپ کا نام نہیں پتہ تو وہ معاشرے میں عزت و وقار کے ساتھ کیسے رہ سکتا ہے۔ مغربی ممالک میں ناجائز بچوں کا مسئلہ بڑی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے ایسا اس لئے ہے کہ لوگ معاشرے کے ساتھ اپنا وعدہ نبھانے سے گریز کرتے ہیں۔ عورت کے ساتھ جنسی تعلقات صرف شادی کے بعد ہی قائم کرنے چاہئیں شادی خاندان کی بنیاد بنتی ہے لیکن شادی کے بغیر بچے کی پیدائش سے نہ صرف خاندان کی بنیاد ختم ہوتی ہے بلکہ ایسے بچے کو جو ناجائز تعلقات کی وجہ سے پیدا ہوا ہو، کو تباہ کرتی ہے۔ اسلام کا جائز پیدائش کا حق معاشرے کو ان خرابیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

۲۔ زندہ رہنے کا حق :

اسلام سے پہلے کے دور میں لوگ اپنی بیٹیوں کو اپنی عزت اور وقار بچانے کی خاطر مار دیتے تھے اور غریب اپنے بچوں کو اس لئے مار دیتے تھے کہ وہ ان کو خوراک مہیا نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے :

"اور جب ایک لڑکی جس کو زندہ دفن کر دیا گیا ہو اس سے پوچھا جاتا ہے کہ اس کو کس گناہ کی پاداش میں قتل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا۔"

"اپنے بچوں کو بھوک کے خوف سے قتل مت کرو
ہم تمہیں اور انہیں رزق مہیا کرتے ہیں۔"

ایسا بچہ جس نے ابھی جنم نہ بھی لیا ہو اور ماں کے رحم میں ہو اور وہ ۴۰ دن سے زیادہ کا ہو اس کو بھی اس دنیا میں آنے کا حق ہے۔ بچہ ضائع کرنے کو اسلام میں گناہِ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔ انسانی زندگی کو اسلام میں سب سے اہم مقام دیا گیا ہے۔

۳۔ اچھی شہرت اور جائز (قانونی) نام کا حق:

اسلام میں یہ ہر بچے کا حق ہے کہ اسے اپنے آباؤ اجداد کا پتہ ہو اور یہ بات باپ کے ذریعہ پتہ چلتی ہے۔ یہ ہر بچے کا حق ہے کہ اسے موزوں اور جائز (قانونی) نام حاصل ہو۔ حضورؐ نے فرمایا کہ:

"باپ کے اوپر بچے کا یہ حق ہے کہ وہ (باپ) بچے کو
اچھی پرورش اور اچھا نام دے۔"

۴۔ اچھے رہن سہن، اخراجات اور معاونت بشمول علاج معالجہ اور کھانے پینے کا حق:

بچے کے حقوق اس وقت سے ہی شروع ہو جاتے ہیں جب کہ وہ ماں کے رحم میں ہوتا ہے اور اسی لئے بچہ پیدا کرنے والی عورتوں کو زیادہ خیال، عزت اور توجہ دی جاتی ہے۔ یہ توجہ زچگی کے تمام عرصہ کے دوران جاری رہتی ہے اور جب تک ماں بچے کو دودھ پلاتی رہتی ہے یہ توجہ جاری رہتی ہے۔ پیدائش کے فوراً بعد بچہ کے کانوں میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اذان دی جاتی ہے۔ اس بات کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں آنے کے بعد بچہ سب سے پہلے اپنے خالق کا نام سنے اور بعد میں کوئی اور آواز سُنے پھر شہد یا کوئی اور میٹھی چیز بچے کو چوسنے کے لئے دی جاتی ہے۔ والدین کو چاہیئے کہ وہ ساتویں روز بچہ کا عقیقہ کریں۔ جو کہ بچے کو نام دینے کی صورت میں ایک باعث برکت تقریب ہوتی ہے۔ اسلام بچے کے لئے بامعنی اور اچھا نام رکھنے پر بھی زور دیتا ہے۔ بچے کو دُودھ پلانے کے سلسلے میں اسلام نے مکمل ہدایات دی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

"مائیں دو سال تک اپنے بچے کو دُودھ پلائیں' دُودھ پلانے والی ماں کی خوراک' لباس اور احسن طریقے سے دیکھ بھال کی ذمہ داری بچے کے باپ پر ہے۔ اور اگر وہ دونوں باہمی رضامندی اور مشاورت سے دُودھ چھڑانا چاہیں تو یہ ان کے لئے گناہ نہیں ہے اور اگر تم بچوں کو دُودھ پلانے کے لئے کسی اور کے حوالے کرنا چاہو تو یہ ہمارے لئے کوئی گناہ نہیں ہے بشرطیکہ تم اس کے بدلے احسن طریقے سے اس خدمت کا معاوضہ دو۔"

باپ اپنے بچوں کو نان ونفقہ مہیا کرنے کا پابند ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا:

"ایک آدمی رسول اللہؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس ایک دینار ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اسے اپنے اوپر خرچ کرو' اس شخص نے کہا کہ میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے اپنے بچوں پر خرچ کرو"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بچوں پر خرچ کا اجر اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔"

اُم سلمیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضورؐ سے پوچھا "اے اللہ کے نبیؐ، میں ابوسلمیٰ کے بچوں پر جو خرچ کرتی ہوں کیا اس کے لئے مجھے کوئی اجر ملے گا؟ وہ میرے بچے ہیں" حضورؐ نے جواب دیا "ان پر خرچ کرو کیونکہ جو تم ان پر خرچ کرو گی اس کا اجر تمہیں ضرور ملے گا۔" انفاق (غریبوں اور بے آسروں پر دولت خرچ کرنا) کے سلسلے میں قرآنی احکامات کے مطابق، یہ مومنوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے بچے کی مدد کریں جو کہ اپنی گزر بسر کے لئے مالی امداد کا مستحق ہو۔

۵۔ بچوں کے لئے علیحدہ سونے کے کمرے مہیا کرنے کی یقین دہانی:

ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے مناسب رہائش مہیا کریں۔ حضورؐ کی ایک حدیث کے مطابق "اپنے سات سالہ بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور اگر کوئی ایسا بچہ جو دس سال کا ہو جائے اور نماز ادا نہ کرے تو اس کو سزا دو اور جب وہ سو رہے ہوں تو انہیں علیحدہ کر دو۔"

مندرجہ بالا حدیث میں دانائی کی بات مضمر ہے کیونکہ ایسے بچے جو کہ سن بلوغت کو پہنچنے والے ہوں اُن کو الگ کرنے سے ان کو غیر اخلاقی حرکات سے روکا جا سکتا ہے۔

۶۔ مستقبل بہتر بنانے کا حق:

یہ ہر بچے کا حق ہے کہ اس کے والدین اس کو تعلیم دیں اور اس کے لئے مناسب مالی وراثت مہیا کریں۔

۷۔ بہتر پرورش اور دینی تعلیم کا حق

۸۔ کھیل کود اور جدید تعلیم حاصل کرنے کا حق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۹۔ جنس کی تفریق کے بغیر مساوی سلوک کا حق

۱۰۔ اس بات کا حق کہ بچوں پر جو اخراجات کئے جا رہے ہیں، وہ جائز اور قانونی پیسوں سے کئے جائیں۔

مذکورہ بالا چار حقوق میں بچوں کے کھیلنے کے حق، بہتر تعلیم حاصل کرنے کے حق اور تفریحی سہولیات کے حق شامل ہیں۔ والدین کو جنس کی بنیاد پر بچوں کے درمیان تفریق نہیں کرنی چاہیئے، اگر ہمارے معاشرے میں لڑکے سے زیادہ پیار کیا جاتا ہے۔ بچے کا آخری حق سب کا زیادہ اہم ہے، جہاں والدین پر یہ بات فرض کی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی پرورش جائز (قانونی) ذرائع سے کریں۔ ان شرائط کا مقصد یہ ہے کہ معاشرے کو بُرے لوگوں سے پاک کر دیا جائے۔

اگر اسلامی قوانین رائج کر دیئے جائیں اور بچوں کو ان کے جائز حقوق دیئے جائیں تو بچوں کی مشقت کا خاتمہ ہو جائے گا لیکن اسلام نے تمام ذمہ داری صرف والدین پر ہی عائد نہیں کی، بلکہ غریبوں کی مدد کے لئے تمام معاشرے پر ذمہ داری عائد کی ہے۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۷ اور ۲۱۵ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے پیروکاروں پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ (اگر وہ حیثیت رکھتے ہوں) تو وہ اللہ کی راہ میں مندرجہ ذیل ترتیب سے پیسہ خرچ کریں۔

۱۔ والدین پر

۲۔ ضرورت مند رشتہ داروں پر

۳۔ یتیموں پر

۴۔ ضرورت مند مسافروں پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۔ غلاموں کو آزاد کرنے پر

ایسی کئی اور دیگر مثالیں ہیں جہاں قرآن مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ یتیموں اور غریبوں کی مدد کریں۔ اگر تمام مسلمان اسلامی احکامات پر عمل کریں اور غریب، یتیم اور ضرورت مند بچوں کی مدد کریں، تو بچوں کی مشقت کا مسئلہ پیدا ہی نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ بات ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ غریب بچوں کی مشقت کی ایک اہم وجہ ہے اور اگر غریب اور ضرورتمند کی مدد کرنے کے لئے لوگ موجود ہوں گے تو بچوں کی مشقت خود بخود معاشرے سے ختم ہو جائے گی۔

وما علینا اللہ البلاغ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حوالہ کتب

۱۔ بنیادی حقوق :۔ محمد صلاح الدین ۔ مطبوعہ :۔ ترجمان القرآن لاہور

۲۔ اسلام کا اقتصادی نظام :۔ مولانا حفظ الرحمان سیوہاری مطبوعہ :۔ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور

۳۔ اسلام میں عدل اجتماعی :۔ سید قطب شہید ترجمہ :۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی مطبوعہ :۔ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور

۴۔ اسلام کا نظریہ ملکیت :۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور

۵۔ قومی ڈائجسٹ علی نمبر :۔ قومی پبلیشرز لاہور

۶۔ اسوہ صحابہؓ :۔ مولانا عبدالسلام ندوی مطبوعہ مکتبہ عارفین کراچی

۷۔ حیوٰۃ المسلمین :۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ مطبوعہ عائشہ باوانی ٹرسٹ کراچی

۸۔ علیؓ شخصیت و کردار :۔ عباس محمود الحق، ترجمہ منہاج الدین اصلاحی، مطبوعہ ادلستان لاہور

۹۔ حضرت عثمانؓ ڈاکٹر طٰہٰ حسین ترجمہ عبدالحمید نعمانی مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی

۱۰۔ صدیق اکبر۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی۔ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کراچی

۱۱۔ الفاروق۔ علامہ شبلی نعمانیؒ مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی

۱۲۔ قومی ڈائجسٹ فاروق اعظم نمبر قومی پبلیشرز لاہور

۱۳۔ THE EMPLOYER & THE EMPLOYEE ISLAMIC CONCEPT
حکیم محمد سعید صاحب ۔ مطبوعہ دار الفکر الاسلامی کراچی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ فضائل صدقات ۔ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ
۱۵۔ سیرت سرور دو عالم مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ۔ ترجمان القرآن لاہور
۱۶۔ محسن انسانیت نعیم صدیقی اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور
۱۷۔ تفہیم القرآن مولانا ابواعلیٰ مودودی ۔ ترجمان القرآن لاہور
۱۸۔ تبلیغی نصاب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ ۔ ادارہ اشاعت دینیات نئی دہلی
۱۹۔ اسلامی ریاست ۔ امین احسن اصلاحی ۔ لاہور
۲۰۔ فاروق اعظم ڈاکٹر محمد حسین ہیکل ۔ میری لائبریری لاہور
۲۱۔ خلافت و ملوکیت مولانا ابواعلیٰ مودودی ۔ ترجمان القرآن لاہور
۲۲۔ اشتراکیت اور اسلام نعیم صدیقی مسلم سوسائٹی ملتان
۲۳۔ کتاب الفقہ ۔ عبدالرحمان الجزیری ۔ مترجمہ منظور احسن عباسی ۔ شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ۔

ب ب ب

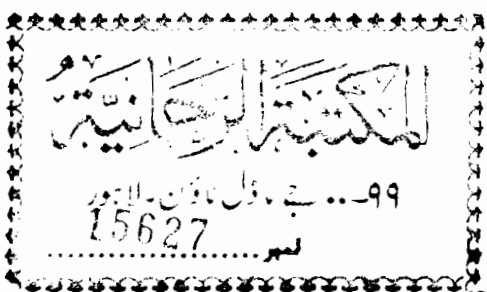

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

THIS BOOK HAS BEEN PUBLISHED THROUGH JOINT COLLABORATION OF APFOL-LO/FTF PROJECT

Printed by: Al-Haramain Printers Rwp. Ph:5510182 Fax:5510185